الوہابیّت

حسبُ الارشاد

پیر طریقت حضرت صاحبزادہ پیر محمد شفیع قادری علیہ الرحمۃ

سجادہ نشین دربار عالیہ غوثیہ ڈھوڈا شریف ضلع گجرات

مصنّفہ

مولانا ابوالحامد محمّد ضیاءُ اللہ قادری اشرفی

خطیب جامع مسجد علّامہ عبد الحکیم علیہ الرحمۃ تحصیل بازار سیالکوٹ

ناشر

قادری کتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ

فون ۸۲۹۷۲

نام کتاب ـــــــ الوہابیت

تالیف ـــــــ مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی

ناشر ـــــــ قادری کتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ

کتابت ـــــــ جمیل مرزا، بی اے ۔ محمد ارشد سلیم قادری

صفحات ـــــــ ۲۴۰

بار ـــــــ دوم

قیمت ـــــــ 75 روپے

مطبع ـــــــ

بھاگتے ہیں تجھ سے سارے دُشمنانِ مُصطفےٰ

اے ضیاء الله، اے مدّاحِ شانِ مُصطفےٰ
تیری ہستی ہے دلیلِ مادحانِ مُصطفےٰ

مِٹ نہیں سکتا زمانے میں ترا نام و نشاں
جب ترا عنوان ہے نام و نشانِ مُصطفےٰ

تیری خوش بختی ہے، ایسے لوگ ہیں تیرے عدو
بھبھتیے کہتی ہے جن کو خود زبانِ مُصطفےٰ

قُدسی کیوں بوسے نہ لیں تیرے لبوں کے اے عزیز
تجھ کو بخشا ہے مقدّر نے بیانِ مُصطفےٰ

واہ وا اے سائلِ محبوبِ ربّ العالمین!
مرحبا اے فیضیابِ آستانِ مُصطفےٰ

افتخارِ قادریت شمعِ بزمِ رضویت!
شاد باش اے عندلیبِ بوستانِ مُصطفےٰ

تُجھ پہ نازاں ہیں یقیناً حضرتِ شیخ الحدیث
یعنی جو خود بھی ہیں فخرِ عارفانِ مُصطفےٰ

اس تصوّر میں بڑی تسکین ہے میرے لیے
میں ہُوں آسیؔ مدح خوانِ مُصطفےٰ

(از علامہ حافظ محمد عالم صاحب سیالکوٹی)

وہابی سے خطاب

(لطیف انور قادری)

اے "وہابی" کیا تجھے معلوم ہے اپنا چلن
فی الحقیقت تو "راہ ابلیس" پر ہے گام زن
"رہبر و مرشد" تھا تیرا نجد کا ابنِ عبدالوہاب
جو فریب و دجل میں رکھتا نہ تھا اپنا جواب
اس کی روحِ پر ماتم کا ہوا مرزا شکار
جس نے ملت کے گریباں کو کیا ہے تار تار
اے عقیدت مندِ مرزا تو بہت غماز ہے
دینِ احمد کے منافی تیرا ہر انداز ہے
انبیائے نیکدل کو دیتا ہے دشنام تو
اولیاء و اصفیاء کو کرتا ہے بدنام تو
تیرے سینے میں ہے کینہ، تیرے دل میں ہیں فتن
جانتا ہے تو ہزاروں افترا و مکر و فن
تو مجسم ہے تعصب، مخزنِ بغض و دغا
ہے نمایاں تیرے ہر اقدام سے رنگِ ریا
دشمنانِ دین سے رکھتا ہے ربط و التفات
ہیں "ابنِ وہاب و مرزا" تیرے بڑے لات و منات
اس لیے انورؔ کو نفرت ہے تیرے نام سے
اور سمجھتا ہے تجھے منفک رہِ اسلام سے

فہرست

ماخذِ کتاب

اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں مندرجہ ذیل کتب واخبارات سے خاص طور پر استفادہ کیا گیا ہے۔

۱۔ قرآنِ مجید
۲۔ تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ
۳۔ تفسیر مدارک از امام عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمۃ
۴۔ تفسیر ابنِ عباس از سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۵۔ تفسیر ابنِ کثیر از عماد الدین ابنِ کثیر علیہ الرحمۃ
۶۔ تفسیر قادری از علامہ فخر الدین علیہ الرحمۃ
۷۔ تفسیر ستاری از مولوی عبدالستار دہلوی
۸۔ تفسیر ترجمان القرآن از نواب صدیق حسن بھوپالی
۹۔ تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن از مولوی ثناء اللہ امرتسری
۱۰۔ صحیح بخاری از امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ
۱۱۔ صحیح مسلم از امام مسلم بن الحجاج علیہ الرحمۃ
۱۲۔ جامع ترمذی از امام ابو عیسٰے محمد بن عیسٰے ترمذی علیہ الرحمۃ
۱۳۔ سنن ابنِ ماجہ از امام ابو عبداللہ محمد علیہ الرحمۃ
۱۴۔ سنن ابو داؤد از امام سلیمان بن الاشعث علیہ الرحمۃ
۱۵۔ سنن نسائی از امام احمد بن شعیب النسائی علیہ الرحمۃ
۱۶۔ طبرانی از امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی علیہ الرحمۃ
۱۷۔ دار قطنی از امام ابو الحسن علی بن عمر علیہ الرحمۃ
۱۸۔ کنز العمال از امام علاؤ الدین علی المتقی علیہ الرحمۃ
۱۹۔ جامع صغیر از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
۲۰۔ مشکوٰۃ از امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ علیہ الرحمۃ
۲۱۔ اشعۃ اللمعات از امام عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
۲۲۔ مرقاۃ از امام علی القاری علیہ الرحمۃ
۲۳۔ مظاہر حق از نواب قطب الدین دہلوی علیہ الرحمۃ
۲۴۔ الادب المفرد از امام محمد بن اسماعیل بخاری 〃
۲۵۔ عمدۃ القاری از امام بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ
۲۶۔ زرقانی از امام محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ
۲۷۔ الدرر الکامنہ از امام ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ
۲۸۔ حاوی از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
۲۹۔ شامی از امام ابن عابدین علیہ الرحمۃ
۳۰۔ شرح شفاء از امام علی القاری علیہ الرحمۃ
۳۱۔ شفاء السقام از امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ
۳۲۔ جذب القلوب از امام عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ
۳۳۔ مدارج النبوۃ 〃 〃 〃 〃
۳۴۔ فتاویٰ حدیثیہ از امام ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ
۳۵۔ وفاء الوفا از امام سمہودی علیہ الرحمۃ
۳۶۔ کتاب الوفاء از امام عبدالرحمٰن بن جوزی علیہ الرحمۃ
۳۷۔ توفیر الحق از نواب قطب الدین دہلوی
۳۸۔ الدرر السنیہ از امام احمد بن زینی دحلان مکی 〃
۳۹۔ الفجر الصادق از امام ابو حامد مرزوق علیہ الرحمۃ
۴۰۔ الانصاف از شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ
۴۱۔ فتاویٰ عزیزی از شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ
۴۲۔ فیصلہ ہفت مسئلہ از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی 〃
۴۳۔ کتاب التوحید از محمد بن عبدالوہاب نجدی
۴۴۔ شرح الصدور از 〃 〃 〃

۴۵۔ حیوٰۃ الحیوان از امام کمال الدین دمیری علیہ الرحمۃ
۴۶۔ فتح المجید از عبدالرحمن نجدی
۴۷۔ ہدایۃ المستفید از عطاء اللہ ثاقب
۴۸۔ صراط مستقیم از اسماعیل دہلوی قتیل
۴۹۔ تقویۃ الایمان 〃 〃 〃 〃 〃
۵۰۔ تصفیۃ العقائد از مولوی قاسم نانوتوی
۵۱۔ سبیل الرشاد از مولوی رشید احمد گنگوہی
۵۲۔ فتاویٰ رشیدیہ 〃 〃 〃 〃 〃
۵۳۔ تذکرۃ الرشید از مولوی عاشق الٰہی میرٹھی
۵۴۔ مرثیہ از مولوی محمود الحسن
۵۵۔ تطہیر الاعتقاد از محمد بن اسماعیل یمنی
۵۶۔ زاد المعاد از ابنِ قیّم
۵۷۔ نیل الاوطار از محمد بن علی شوکانی
۵۸۔ الدرر البہیہ از 〃 〃 〃
۵۹۔ بدور الاہلّہ از نواب صدیق حسن بھوپالی
۶۰۔ نہج المقبول 〃 〃 〃 〃 〃
۶۱۔ بنیان المرصوص 〃 〃 〃 〃 〃
۶۲۔ ہدایۃ السائل 〃 〃 〃 〃 〃
۶۳۔ الروضۃ الندیہ 〃 〃 〃 〃 〃
۶۴۔ عرف الجادی 〃 〃 〃 〃 〃
۶۵۔ نزل الابرار از مولوی وحید الزماں حیدرآبادی
۶۶۔ ہدیۃ المہدی 〃 〃 〃 〃
۶۷۔ وحید اللغات 〃 〃 〃
۶۸۔ تیسیر الباری از 〃 〃 〃
۶۹۔ فتاویٰ نذیریہ از مولوی نذیر حسین دہلوی
۷۰۔ فیض الباری از مولوی ابوالحسن
۷۱۔ فقہ محمدیہ 〃 〃 〃 〃
۷۲۔ صلوٰۃ النبی از مولوی یونس دہلوی
۷۳۔ کتاب التوحید والسنۃ از قاضی عبدالاحد خانپوری
۷۴۔ الفیصلۃ الحجازیہ از قاضی عبدالاحد خانپوری
۷۵۔ اعلام خلق اللہ از مولوی فقیر اللہ مدراسی
۷۶۔ فتاویٰ ثنائیہ از مولوی ثناء اللہ امرتسری
۷۷۔ ہدایت الزوجین از 〃 〃 〃
۷۸۔ افاضات الیومیہ از مولوی اشرف علی تھانوی
۷۹۔ امداد الفتاویٰ از 〃 〃 〃
۸۰۔ شمائم امدادیہ 〃 〃 〃
۸۱۔ امداد المشتاق 〃 〃 〃
۸۲۔ روح القیام 〃 〃 〃
۸۳۔ ملفوظات ہفت اختر 〃 〃 〃
۸۴۔ رسالۃ الامداد از 〃 〃 〃
۸۵۔ التذکیر از 〃 〃 〃
۸۶۔ ارواح ثلاثہ 〃 〃 〃
۸۷۔ مشکلات القرآن از مولوی انور شاہ کشمیری
۸۸۔ رسالہ سماع موتیٰ از حافظ عبداللہ روپڑی
۸۹۔ بکرا دیوی از 〃 〃 〃
۹۰۔ درایت تفسیری از 〃 〃 〃
۹۱۔ تعریفات اہل سنت 〃 〃 〃
۹۲۔ ردِ بدعات از 〃 〃 〃
۹۳۔ فتاویٰ اہلحدیث 〃 〃 〃
۹۴۔ مسئلہ زیارت قبر نبوی 〃 〃 〃
۹۵۔ الشہاب الثاقب از مولوی حسین احمد مدنی
۹۶۔ جواہر القرآن از مولوی غلام خاں
۹۷۔ الارشاد الیٰ سبیل الرشاد از ابو یحییٰ محمد شاہجہانی
۹۸۔ محمد بن عبدالوہاب از احمد عبدالغفور عطار

۹۹۔ القول السدید از حافظ عنایت اللہ اثری
۱۰۰۔ اصلاح عقائد از مولوی رفیق خاں پسروری
۱۰۱۔ رسائل و مسائل از ابو الاعلیٰ مودودی
۱۰۲۔ تفہیم القرآن از " "
۱۰۳۔ تجدید و احیاء دین " " "
۱۰۴۔ نصرۃ الباری از مولوی عبد الستار دہلوی
۱۰۵۔ فتاویٰ ستاریہ " " "
۱۰۶۔ معارف یزید از محمد امین کامونکی
۱۰۷۔ عصائے محمدی از مولوی محمد دہلوی
۱۰۸۔ مقاصد الامامۃ از مولوی عبد الجبار کھنڈیلوی
۱۰۹۔ اربعین از مولوی عبد الحق غزنوی
۱۱۰۔ فتنہ شنائیہ از مولوی عبد العزیز
۱۱۱۔ احیاء المیت از مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی
۱۱۲۔ خلافت رشید بن رشید از ابو یزید محمد دین بٹ
۱۱۳۔ حیات وحید الزماں از عبد الحلیم شرر
۱۱۴۔ حیات ابن حزم از ابو زہرہ مصری
۱۱۵۔ جلد التہدید از قاری خلیل احمد لکھنوی۔
۱۱۶۔ صاعقۃ التقلید از " " "
۱۱۷۔ خیر التنقید از مولوی خیر محمد جالندھری
۱۱۸۔ خزائن الادویہ از حکیم نجم الحسن رامپوری

اخبار اہلحدیث امرتسر

۱۱۹۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء
۱۲۰۔ ۱۲ جون ۱۹۰۸ء
۱۲۱۔ ۲ اکتوبر ۱۹۰۸ء
۱۲۲۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۸ء
۱۲۳۔ ۴ دسمبر ۱۹۰۸ء
۱۲۴۔ ۱۳ اگست ۱۹۰۹ء
۱۲۵۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۹ء
۱۲۶۔ ۲ جون ۱۹۱۹ء
۱۲۷۔ ۲۳ جون ۱۹۱۱ء
۱۲۸۔ ۵ جنوری ۱۹۱۲ء
۱۲۹۔ ۲۶ جنوری ۱۹۱۲ء
۱۳۰۔ ۵ اپریل ۱۹۱۲ء
۱۳۱۔ ۳ مئی ۱۹۱۲ء
۱۳۲۔ ۱۰ مئی ۱۹۱۲ء
۱۳۳۔ ۲۱ جون ۱۹۱۲ء
۱۳۴۔ ۱۶ اگست ۱۹۱۲ء
۱۳۵۔ ۳۱ جنوری ۱۹۱۳ء
۱۳۶۔ ۶ جون ۱۹۱۳ء
۱۳۷۔ ۵ ستمبر ۱۹۱۳ء
۱۳۸۔ ۷ نومبر ۱۹۱۳ء
۱۳۹۔ ۲۶ جون ۱۹۱۴ء
۱۴۰۔ ۲۴ جولائی ۱۹۱۴ء
۱۴۱۔ ۴ ستمبر ۱۹۱۴ء
۱۴۲۔ ۴ دسمبر ۱۹۱۴ء
۱۴۳۔ ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء
۱۴۴۔ ۱۱ جون ۱۹۱۵ء
۱۴۵۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۱۵ء
۱۴۶۔ ۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء
۱۴۷۔ ۵ نومبر ۱۹۱۵ء
۱۴۸۔ ۲۱ جنوری ۱۹۱۶ء
۱۴۹۔ ۷ اپریل ۱۹۱۶ء
۱۵۰۔ ۱۴ اپریل ۱۹۱۶ء

۱۵۱- ۱۱؍اگست ۱۹۱۶ء
۱۵۲- ۲۵؍اگست ۱۹۱۶ء
۱۵۳- ۲۷؍اگست ۱۹۱۵ء
۱۵۴- ۳۰؍ستمبر ۱۹۲۷ء
۱۵۵- ۲۴؍اپریل ۱۹۳۱ء
۱۵۶- ۲۵؍نومبر ۱۹۳۲ء
۱۵۷- ۳۰؍نومبر ۱۹۳۴ء
۱۵۸- ۲۶؍جون ۱۹۳۶ء
۱۵۹- ۱۰؍جولائی ۱۹۳۶ء
۱۶۰- ۱۷؍جولائی ۱۹۳۶ء
۱۶۱- ۳۱؍جولائی ۱۹۳۶ء
۱۶۲- ۲۵؍ستمبر ۱۹۳۶ء
۱۶۳- ۱۳؍نومبر ۱۹۳۶ء
۱۶۴- یکم جنوری ۱۹۳۷ء
۱۶۵- ۲۲؍جنوری ۱۹۳۷ء
۱۶۶- ۵؍فروری ۱۹۳۷ء
۱۶۷- ۱۲؍فروری ۱۹۳۷ء
۱۶۸- ۱۲؍مارچ ۱۹۳۷ء
۱۶۹- ۹؍اپریل ۱۹۳۷ء
۱۷۰- ۱۶؍اپریل ۱۹۳۷ء
۱۷۱- ۲۳؍اپریل ۱۹۳۷ء
۱۷۲- ۳۰؍اپریل ۱۹۳۷ء
۱۷۳- ۷؍مئی ۱۹۳۷ء
۱۷۴- ۲۱؍مئی ۱۹۳۷ء
۱۷۵- ۱۱؍جون ۱۹۳۷ء
۱۷۶- ۱۸؍جون ۱۹۳۷ء
۱۷۷- ۶؍اگست ۱۹۳۷ء
۱۷۸- ۲۴؍دسمبر ۱۹۳۷ء
۱۷۹- ۳۱؍دسمبر ۱۹۳۷ء
۱۸۰- ۱۱؍مارچ ۱۹۳۸ء
۱۸۱- ۱۵؍مارچ ۱۹۴۰ء
۱۸۲- ۹؍اگست ۱۹۴۰ء
۱۸۳- ۳۰؍اگست ۱۹۴۰ء
۱۸۴- ۱۵؍جنوری ۱۹۴۳ء
۱۸۵- ۲۶؍فروری ۱۹۴۳ء
۱۸۶- ۵؍مارچ ۱۹۴۳ء
۱۸۷- ۲۳؍اپریل ۱۹۴۳ء
۱۸۸- ۲۵؍جون ۱۹۴۳ء
۱۸۹- ۱۷؍مارچ ۱۹۴۴ء
۱۹۰- ۲۶؍مئی ۱۹۴۴ء
۱۹۱- ۶؍اپریل ۱۹۴۵ء
۱۹۲- ۲۰؍جولائی ۱۹۴۵ء
۱۹۳- ۳؍اگست ۱۹۴۵ء
۱۹۴- ۳۱؍اگست ۱۹۴۵ء
۱۹۵- ۲۳؍اگست ۱۹۴۶ء

صحیفہ اہلحدیث کراچی

۱۹۶- ۱۵؍جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ
۱۹۷- یکم جمادی الاوّل ۱۳۷۴ھ
۱۹۸- یکم جمادی الثانی ۱۳۷۴ھ
۱۹۹- یکم ربیع الاوّل ۱۳۷۷ھ
۲۰۰- ۱۵؍صفر ۱۳۷۸ھ
۲۰۱- ۱۶؍صفر ۱۳۸۱ھ
۲۰۲- ۱۶؍شعبان ۱۳۸۱ھ

۲۰۳- ۱۶ر محرم ۱۳۸۲ھ

۲۰۴- ۱۶ر شعبان ۱۳۸۲ھ

۲۰۵- ۱۶ر ذیقعد ۱۳۸۲ھ

۲۰۶- یکم ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ

۲۰۷- یکم جمادی الاوّل ۱۳۸۳ھ

۲۰۸- یکم ذی الحج ۱۳۸۳ھ

۲۰۹- یکم صفر ۱۳۸۴ھ

۲۱۰- ۱۶ر ربیع الاوّل ۱۳۸۴ھ

۲۱۱- ۱۶ر شعبان ۱۳۸۵ھ

۲۱۲- ۱۶ر ذیقعد ۱۳۸۵ھ

۲۱۳- ۱۶ر ذوالحج ۱۳۸۵ھ

۲۱۴- ۱۶ر شعبان ۱۳۸۶ھ

۲۱۵- ۱۶ر جمادی الاوّل ۱۳۸۶ھ

۲۱۶- ۱۶ر صفر ۱۳۸۷ھ

۲۱۷- یکم رمضان ۱۳۸۸ھ

۲۱۸- یکم رجب ۱۳۸۹ھ

۲۱۹- ۱۶ر رجب ۱۳۸۹ھ

۲۲۰- یکم شعبان ۱۳۸۹ھ

۲۲۱- ۲۶ر جنوری ۱۹۵۵ء

۲۲۲ ۱۷ر مارچ ۱۹۵۶ء

۲۲۳- ۱۶ر مئی ۱۹۵۶ء

تنظیم اہلحدیث روپڑ

۲۲۴- یکم فروری ۱۹۳۳ء

۲۲۵- ۷ر اپریل ۱۹۳۷ء

۲۲۶- ۱۶ر مئی ۱۹۵۷ء

۲۲۷- ۱۷ر ستمبر ۱۹۷۶ء لاہور

اہلحدیث دہلی

۲۲۸- ۱۵ر اپریل ۱۹۵۶ء

۲۲۹- یکم فروری ۱۹۵۷ء

الاعتصام لاہور

۲۳۰- ۱۹ر فروری ۱۹۵۶ء

۲۳۱- ۶ر دسمبر ۱۹۵۷ء

۲۳۲- ۱۳ر دسمبر ۱۹۵۷ء

۲۳۳- ۱۷ر جنوری ۱۹۷۵ء

۲۳۴- ۱۷ر ستمبر ۱۹۷۶ء

خدام الدین لاہور

۲۳۵- ۱۸ر دسمبر ۱۹۶۴ء

۲۳۶- ۸ر نومبر ۱۹۷۴ء

اخبار محمدی دہلی

۲۳۷- یکم جون ۱۹۴۳ء

۲۳۸- العدل۔ گوجرانوالہ

۲۳۹- اشاعۃ السنۃ



وجہ تالیف

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دورِ حاضر میں ایک کتاب "البریلویت" اہلحدیث مکتبِ فکر کے خطیب مولوی شیخ احسان الٰہی ظہیر صاحب نے شائع کی ہے جس میں مسلکِ حق اہلسنت و جماعت کو بڑے غلط انداز سے پیش کیا۔ استاذ العلماء علامہ عبدالحکیم صاحب شرف قادری نے اس کتاب کی غلط بیانیوں کو اپنی کتاب "اندھیرے سے اجالے تک" میں درج کیا ہے۔ اور اس کا مسکت جواب تحریر فرمایا ہے۔

احباب نے اصرار کیا کہ ایک ایسی کتاب لکھی جائے۔ جس میں وہابیت کو اس کی اصل شکل میں پیش کیا جائے۔

غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کی طرف سے کئی ایسی کتابیں اور رسائل شائع ہوتے جس میں فقہ حنفی کو بھی غلط انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ان رسائل کی وہابیہ کی طرف سے بہت اشاعت کی گئی۔ اہلسنت و جماعت کی طرف سے اس کی تردید میں رسائل شائع ہوتے جن کا وہابیوں کی طرف سے کوئی جواب نہیں چھپ سکا۔ اس لیے اس کتاب میں وہابی اکابر کی مستند کتب کے حوالہ جات کی روشنی میں ان کی فقہ بھی بیان کی گئی ہے۔ تاکہ وہابیوں کو معلوم ہو کہ ہمارا مذہب جو کہ ہمارے علماء ہم سے بیان نہیں کرتے۔ کتنا غیر مہذب ہے زیرِ نظر کتاب میں وہابی اکابر کا قرآن پاک کی تفسیر میں تحریف کرنا اور تحریف کا دروازہ کھولنا انہیں کے اکابر کی تحریروں سے درج کیا ہے۔ تاکہ عامۃ المسلمین پر عیاں ہو جائے۔ کہ

"وہابیت" ایک ایسا ناسور ہے۔ جسمیں قرآنِ مجید کی تفسیر میں تحریف بدرجہ اتم موجود ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ اِن کے اکابر نے اپنی کتابوں میں عجیب و غریب چیزوں کو پاک، حلال اور طیب و طاہر قرار دے دیا۔ ان تمام چیزوں کا ذکر وہابی اکابر کی غذا کے باب میں کیا ہے یہ ظاہر ہے کہ جن کی غذا ایسی ہو اُن کی تہذیب بھی ویسی ہی گندی ہو گی۔ سر دست ان کے چند تہذیبی پہلو بیان کیئے ہیں۔ اگر مزید ضرورت محسوس ہوئی تو دوسری قسط میں بیان کر دی جائے گی۔

یہ واضح ہے کہ جن کی غذا اور تہذیب اتنی تاریک ہو۔ ان کی نماز، عبادات کا معاملہ بھی بھیانک ہو گا۔ ان کے لیئے تیسرا باب ہے۔

وادی نجد کے ایجنٹوں کو خوش کرنے کے لیے دیوبندیوں اور غیر مقلدوں میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ اور بڑے بھائی اور چھوٹے بھائی کا ناطہ ظاہر کرتے ہیں۔ لہٰذا اِس کتاب کے شروع میں غیر مقلدین وہابیوں کے متعلق دیوبندی اکابر کی آراء انہیں کی کتابوں سے درج کی ہیں۔ تاکہ ہر دو کو معلوم ہو کہ ہمارا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔

حوالہ جات کو بڑی احتیاط سے درج کیا گیا ہے۔ تاہم کتابوں اور اخبارات کے حوالہ جات کثیر تعداد میں درج ہیں۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ کسی کتاب یا اخبار کا حوالہ درج کرنے میں صفحہ، سن۔ تاریخ کے اندراج میں غلطی ہو گئی ہو۔ لیکن فقیر کتاب یا اخبار سے وہ حوالہ دکھانے کا ذمہ دار ہے۔

اصل کتاب کے صفحہ کی فوٹو اگر کسی کو مطلوب ہو تو وہ بھی منگوائی جا سکتی ہے۔

فقیر قادری ابو الحامد محمد ضیاء اللہ غفرلہٗ
خطیب مرکزی جامع مسجد علامہ عبد الحکیم علیہ الرحمۃ
تحصیل بازار سیالکوٹ شہر

تقدیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَنٰتِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ۔

وہابی مذہب کی حقیقت کا پانچواں ایڈیشن عوام میں اس قدر مقبول ہوا کہ تین ماہ کے قلیل عرصہ میں سب کا سب نکل گیا علماء ومشائخ اور عوام نے یکساں فقیر کی اس کاوش کو سراہا اور ملک بھر سے متعدد خطوط اس کی تعریف میں موصول ہوتے جس کے لیے شکر گزار ہوں۔

وہابی مذہب حصّہ اول کی ابتداء میں دیوبندی، غیر مقلد، جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت کی علمی قابلیت کردار، فتوے بازی اور ان سے اپنے اکابر کی توہین درج کیا تھا۔ وہابی مذہب کی تاریخ اور ان کے اکابر مثلاً ابن تیمیہ، ابن قیم، محمّد بن عبدالوہاب نجدی، قاضی شوکانی وغیرہم سے متعلق متفقہ اکابر محدثین مفسّر، فقہاء عظام اور علماء کرام نے جو اپنی مستند کتب میں فتوے درج فرماتے ہیں ان کو جمع کر دیا تھا۔ نیز وہابی فرقہ کے اکابر سے اہلبیت اطہار کی گستاخی اور بیباکی عام پائی جاتی ہے۔ اس لیے علّامہ شامی جیسے فقیہہ نے محمّد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبعین کو باغی اور خارجی لکھا ہے۔ حصّہ اول میں وہابی اکابر کی کتب سے اہلبیت اطہار کی عظمت وشان وشوکت پر انھوں نے جو رقیق حملے کیے اور گستاخیاں بیباکیاں تحریر کی ہیں۔ ان کی بھی نشاندہی کرتے ہوئے ان کا خارجی ہونا دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔ جس سے کسی ذی علم اور باشعور کو انکار کی گنجائش نہیں۔

یہ اظہر من الشمس ہے کہ جس فرقہ کے اکابر میں اہلبیت اطہار کی توہین سرزد ہو

وہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام خصوصاً امام الانبیاء شہنشاہِ ہر دوسرا، رازدارِ رب العُلا، شافع روزِ جزا، دافع البلاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں بھی توہین آمیز الفاظ استعمال کرنا اور اپنی کتب میں عبارت درج کرنے سے گُریز نہیں کریں گے۔ اس کا ثبوت بھی اسی "وہابی مذہب حصہ اول" میں ان کی مستند کتب کے حوالہ جات سے سینکڑوں مکمل عبارات معہ صفحات اندراج کرکے پیش کردیا ہے اور یہی گستاخیاں انتشار کا سبب بنی ہوئی ہیں۔ وہابی گروہ ایسی لرزا دینے والی کفریہ اور گستاخانہ انداز کی عبارات لکھنے والے حضرات کو اپنا بزرگ، ولی، مجدد اور نہ معلوم کیا کیا کہتے اور سمجھتے ہیں۔ اہلسنّت و جماعت ان گوگستاخانِ رسول کی صف میں شمار کرتے ہوتے اپنے دلوں میں انکی رتی بھر بھی قدر و منزلت نہ رکھتے ہوئے ان کی عبارات کی قرآن و حدیث اور سلف صالحین کی کتب کی روشنی میں تردید تقریراً اور تحریراً کرتے ہوئے صحیح تبلیغی مشن کا حق ادا کر رہے ہیں۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کے ایمانوں کو بچانے میں شب و روز کوشاں ہیں۔ (اللہ کریم بجاہ النبی الکریم العظیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان کی کوششوں کو بارآور فرمائے آمین) اس صدی کے مجدد برحق، امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ القوی نے انہیں لوگوں کے لیے فرمایا ہے

ذکر روکے، فضل کاٹے، نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی

وہابی مولویوں سے گفتگو کی جائے تو وہ فوراً توحید کی آڑ لے کر کہتے ہیں کہ اگر انبیاءِ عظام اور اولیاء کرام کی عظمت و رفعت کے تذکرے کیے جائیں اور ان کی ان صفات اور کمالات کو بیان کیا جائے تو توحید میں فرق آجاتا ہے اور شرک عام ہو جائے گا۔ شرک کے راستے کھل جائیں گے۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجیے

اِس کتاب میں وہابیوں کی اِس عیاری اور مکاری کا پردہ بھی چاک کردیا ہے۔ اور وہابی اکابر کے نزدیک جو خداوندِ کریم جل وعلا کا مقام ہے۔ وہ بھی ان کی عبارت معہ صفحات پیش کرکے واضح کردیا ہے۔ کوئی اللہ کریم کو جھوٹ بولنے پر قادر کہہ رہا ہے۔ کوئی چوری، زنا، شراب وغیرہ افعالِ قبیحہ کا اللہ تعالےٰ سے صادر ہونا ممکن تحریر کررہا ہے۔ کوئی اللہ تعالےٰ جل مجدہٗ کے علمِ غیب ذاتی کا انکار کررہا ہے۔ کوئی مکار، دغاباز نامعلوم مسلمانوں کے دلوں کو لرزا دینے والے کُفریہ الفاظ استعمال کررہا ہے کہ ایک ملحد کو بھی ایسے الفاظ اور نظریات کی اشاعت کرنے کی جُرأت نہ ہوئی جو اِن وہابی اکابر نے اپنی کتب میں درج کیے ہیں۔ ویسے جب عظمتِ مصطفےٰ کا مقام آتا ہے تو فوراً شرک شرک کہہ کر عوام کو بہکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ فقیر نے وہابیہ کی خودساختہ توحید درج کرکے ان کے مکر وفریب کو عوام کی کچہری میں پیش کردیا ہے۔ اور عوام کے پُرزور مطالبہ پر پوسٹر کی شکل میں بھی ہزاروں کی تعداد شائع کردیا جو ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ قصبہ اور شہر میں ان کی عیاری سے عوام واقف ہوجائیں۔ آج تک اس پوسٹر، اشتہار کا پاکستان بھر کے وہابی مولویوں میں سے کسی مولوی نے جواب شائع نہیں کیا اور ان شاء اللہ المولیٰ نہ ہی کرسکیں گے۔

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں!
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں!

دوستو! جس فرقہ کے اکابر میں سیاحِ لامکاں، سیدِ مرسلاں، شفیعِ مجرماں، وسیلہ بیکساں، ہادیٔ گمگشتگاں، سرورِ عالمیاں، محبوبِ ربِّ دوجہاں، باعثِ تخلیقِ کون ومکان، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفاداری اور نیازمندی نہیں۔ وہ لوگ ملک وملت سے کیسے وفادار اور خیرخواہ ہوسکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس فرقہ اور گروہ کے اکابر نے مملکتِ خداداد پاکستان کی سرتوڑ مخالفت کی اور ہندوؤں کی جماعت کانگریس کا اعلانیہ ساتھ دیا۔ یہ

تاریخی حقائق مستند حوالجات کی روشنی میں وہابی مذہب حصہ اوّل میں درج کر دیئے ہیں۔ مُرشدی، سیدی، وسیلتی فی الدّارین، عارف شریعت حضور قبلہ عالم خواجہ صاحبزادہ پیر محمد شفیع صاحب علیہ الرحمۃ کے ارشاد کے مطابق مُسلمانانِ پاکستان کو باخبر رکھنے کے لیے اس تاریخی دستاویز کو اشتہار کی شکل میں ہزارہا کی تعداد میں شائع کر دیا ہے جو کہ ملک کے کونے کونے میں پہنچ چکے ہیں۔ الحمد للہ رب العلمین۔

وہابی مذہب حصہ اوّل اور یہ اشتہارات دیوبندی، جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت اور غیر مقلد وہابی حضرات کے اکابر علماء مثلاً مفتی محمود صاحب، مودودی صاحب، مولوی غلام خاں صاحب آف راولپنڈی، مولوی عنایت اللہ صاحب بخاری گجراتی، مولوی عبید اللہ انور لاہوری، مولوی ضیاء القاسمی فیصل آبادی، مولوی رفیق خاں پسروری، مولوی رفیق صاحب مدن پوری، مولوی معین الدین لکھوی، مولوی سرفراز گکھڑوی، مولوی ذکریا صاحب ارن پوری، مولوی عبدالقادر روپڑی وغیرہم تک پہنچ چکے ہیں۔ مگر کسی کو اس حصہ کا مدلل جواب شائع کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی ہو گی انشاء اللہ المولیٰ

دیوبندی اپنے آپ کو حنفی اور اہلسنت وجماعت ظاہر کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔ دیوبندی اکابر نے غیر مقلد حضرات کی تردید میں بہت کچھ لکھا ہے جو کہ زیر نظر کتاب وہابی مذہب حصہ دوم میں درج کر دیا ہے۔ مگر موجودہ دور کے دیوبندی اکابر نے اپنے اکابر کی ان تحریروں کو جانتے ہوئے غیر مقلدین سے مذہبی اتحاد کر کے اور ان کو اپنی نام نہاد تنظیم سواد اعظم اہل سُنت وجماعت میں شامل کر کے ان کو اپنا ہم مسلک اور ہم عقیدہ ثابت کر دیا ہے۔ جب یہ حقیقت مسلمہ ہے تو پھر یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ دیوبندی اکابر، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی، خیر محمد جالندھری، حسین احمد مدنی وغیرہم کو ان موجودہ دیوبندیوں نے فریب کار اور

فراڈیہ ظاہر کر دیا ہے۔ ہم حنفی ہیں ہم حنفی ہیں اور فقہ حنفیہ کے پیروکار ہیں کی رٹ لگانے والے دیوبندی ہفتیوں کی عیاری اور ابن الوقتی بھی اب ثابت ہو گئی ہے۔ جبکہ ان کے ساتھی غیر مقلد نام نہاد سوادِ اعظم اہلسنت و جماعت میں جن کو انہوں نے شمار کیا ہے) نے فقہ حنفی کے خلاف آوازیں اُٹھائیں۔ منبروں پہ بڑے زور شور سے مخالفت کی۔ اور کانفرنسوں میں اعلانیہ جنہوں نے فقہ حنفی کا مذاق اُڑایا۔ پاکستان بھر میں ایک دیوبندی مولوی ہفتی اور نام نہاد شیخ القرآن یا شیخ التفسیر نے اُن کی تردید نہ کی نہ ہی تحریری طور پر اور نہ ہی تقریری طور پر۔ اب عیار اور مکار نہ کہیں تو کیا کہیں۔ ہاں جو صحیح حنفی تھے۔ اور فقہ حنفیہ کے صحیح پیروکار تھے جن کو یہ بریلوی کہتے ہیں۔ وہ علماء حق صحیح اہلسنت و جماعت کے مبلغ حرکت میں آ گئے تقریروں اور تحریروں میں ان کے اعتراضات کے مدلل اور مسکت جواب دیئے۔ تقریروں اور تحریروں میں ان کا ناطقہ بند کیا۔ اور دُنیا بھر میں ثابت کر دیا کہ اصل حنفی اور اہلِ سُنّت و جماعت یہی ہیں۔ جنہوں نے فقہ حنفی کی پاسبانی کی اور مخالفین کا منہ توڑ جواب دیا۔ میرے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلِ سُنّت و جماعت مجددِ دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

شافعی مالک احمد امامِ حنیف !

چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام

فقیر نے یہ چاہا کہ فقہ حنفی پر اعتراضات کرنے والوں کی فقہ کو عوام کے سامنے پیش کیا جائے۔ جو ان کے اکابر نواب صدیق حسن بھوپالوی، نور الحسن بھوپالوی، قاضی شوکانی، وحید الزماں حیدر آبادی، مولوی ثناء اللہ امرتسری مولوی عبدالوہاب دہلوی، عبدالستار دہلوی، اور عبداللہ روپڑی، عبدالقادر حصاری وغیرہم نے اپنی اپنی تحریروں میں پیش کی ہیں۔ اگر غیر مقلد وہابی مولوی خود اپنے اجلاسوں اور کانفرنسوں میں پیش کریں۔ تو ان کے اپنے وہابی ہی

ان پر لعنتوں کی بوچھاڑ شروع کر دیں۔ اور کانوں میں انگلیاں دے کر زبانوں پر توبہ توبہ کے الفاظ بلند کرتے ہوئے ان اجلاسوں سے اور مسجدوں سے قَالُوْا جَاہِلُوْنَ سَلَامًا کہتے ہوئے ان کا ساتھ چھوڑ دیں۔

نیز اس دوسرے حصہ میں یہ بھی درج کر دینا مناسب سمجھا ہے کہ یہ غیر مقلد، دیوبندی، تبلیغی جماعت اور جماعتِ اسلامی کے ہمنوا جن حضرات کو مجدد قرار دیتے ہیں۔ ان کی اخلاق سوز حرکات کو بھی منظرِ عام پر لا کر عوام سے پوچھا جائے کہ کیا یہ وہابی اکابر اولیاء الرحمٰن ہیں یا کہ اولیاء الشیطٰن ہیں عارفِ رومی نے تو پہلے ہی فیصلہ فرما دیا ہے ؎

کارِ شیطاں میکند نامش ولی

گر ولی ایں است لعنت بر ولی

وہابی مذہب کے دوسرے حصہ میں ان کے اکابر کی اخلاق سوز حرکات کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ ان کی مرغوب غذا جو کہ ان کے اکابر نے اپنی مستند کتب میں جائز قرار دی ہیں مثلاً کتا، خنزیر، کچھوا، گوہ، بجو، منی، اور سود وغیرہ کا بھی بیان اصل عبارات مع صفحات کتب بیان کر دیا ہے۔ جن کو پڑھ کر ہر ذی شعور اور صاحبِ عقل و فراست چونک جاتا ہے۔ حیران و ششدر رہ جاتا ہے۔ لیکن جب انسان گہرائی میں جائے تو بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے کہ مولا کریم جل جلالہٗ نے دراصل ان کو سزا دی ہے کہ جن کے نزدیک حلال، طیب اور طاہر نذرانوں اور فاتحہ کی چیزیں حرام بلکہ خنزیر سے بھی بدتر ہیں ان کے نزدیک جانوروں کا پیشاب، گوبر، خنزیر، کتا، منی وغیرہ نجس چیزیں حلال طیب اور طاہر ہیں۔ بلکہ ان کی مرغوب غذائیں ہیں۔ جن وہابی اکابر کے نزدیک سیدنا امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فاتحہ کی سبیل کا دودھ حرام ہے ان کے نزدیک ان کی بیوی کا غیر محرم کو اپنا محرم بنانے کے لیے ایک داڑھی والے نوجوان کو اپنا دودھ پلانا جائز ہے۔ جن کے نزدیک گیارہویں کے چاول

حرام ہیں۔ ان وہابی اکابر کے نزدیک منی اور بیوی کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے جن کے نزدیک نذر لنے حرام ہیں۔ ان کے نزدیک بنک کا سود جائز اور حلال ہے۔ یہ سزا نہیں تو اور کیا ہے۔

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

جس مذہب میں یہ سب چیزیں حلال اور ان کی مرغوب غذائیں ہوں۔ ان میں ولایت کہاں سے آئے گی۔ ان کی عبادت، زہد اور تقوے کا عالم کیا ہوگا۔ اور ان کی فقاہت، دانشمندی اور دین کی سمجھ اور غیرت کیا ہوگی نیز وہ لوگ قرآن وحدیث کے رموز اور اسرار کیسے جان سکتے ہیں۔

اس حصہ میں ان کے اکابر کا زہد، تقوے اور عبادت میں خضوع و خشوع کے انوکھے اور حسین وجمیل مناظر بھی ان کی کتب سے پیش کر دیئے ہیں جن کو پڑھتے ہوئے ایک باغیرت انسان شرم وحیا میں ڈوب جاتا ہے اور از خود زبان پر لاحول کا وظیفہ جاری ہو جاتا ہے مگر ان کے اکابر ایسے ..... ہیں کہ اپنے عقیدتمندوں کو جن میں مستورات شامل ہیں۔ اِن پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہیں۔

وہابیوں کے تعصب اور بغض کی انتہا بھی اِس میں درج کر دی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت پر ایمان رکھنے والوں، اولیاء کاملین کی ارواحِ طیبات کو ایصالِ ثواب کرنیوالوں کے پیچھے نماز تو واضح الفاظ میں ناجائز قرار دیں مگر دشمنانِ رسول منکرِ ختمِ نبوت مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز قرار دیں۔ یہ اسلام سے غداری نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض اور عناد کا اظہار نہیں تو اور کیا ہے۔

وہابی اکابر کے یہ سب فتاوے معہ حوالجات اِس حصہ میں درج کر کے دنیائے وہابیت کو چیلنج کیا ہے کہ ہے کوئی اس گروہ میں ماں کا لعل

جو ان حوالہ جات کو غلط قرار دے اور اپنے اکابر کے چہروں سے یہ بدنما داغ مٹاتے۔

اس حصہ میں وہابیہ کا یہ گھمنڈ اور ناز بھی دُور کر دیا ہے کہ ہم بدعت سے مبرا ہیں بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا۔ اللہ کریم نے ہی ان کو اس دُنیا میں ہی اس الزام کی سزا دی ہے جو یہ سچے عشاقِ رسُول اہلسنت و جماعت کو بدعتی، بدعتی کہتے ہوئے نہیں تھکتے) جن کے نزدیک میلاد شریف بدعت ہے۔ ان کے اکابر کے نزدیک کانفرنس کرنا بھی بدعت ہے جب کانفرنس کرنا بدعت ہے تو اس میں شریک ہونا فنڈز دینا بھی بدعت ہے۔ تو پھر آج کوئی وہابی مولوی اس بدعت سے پاک نہ ہوا۔ ان کے مولوی بھی بدعتی اور معتقدین بھی بدعتی ہوئے۔ لہٰذا ان کے اپنے فتووں کی روشنی میں وہابیوں کی نمازیں تباہ۔ روزے برباد، حج نامقبول، زکوٰۃ ضائع اور تمام نیکیاں اور عبادات اکارت گئیں۔

نہ خُدا ہی ملا نہ وصالِ صنم!
ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

یہ سب وہابی مذہب کا کچا چٹھا ان کی مستند کتب اور اخبارات کے حوالہ جات کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ جو کہ ان کے مسلمہ اکابر کی تصانیف میں ہے۔

وہابی مذہب حصہ اوّل کی طرح یہ حصہ دوم بھی وہابی اکابر مثلاً مولوی غلام خاں آف راولپنڈی، مولوی معین الدین لکھوی، حافظ عبدالقادر روپڑی، مولوی صدیق فیصل آبادی، ضیاءالقاسمی، مولوی رفیق مدنپوری، سرفراز گکھڑوی، مفتی محمود، مولوی رفیق خاں پسروری، وغیرہم تک پہنچایا جائے گا تاکہ کوئی اس کا مدلل جواب لکھنے اور اپنے اکابر کے یہ بدنما داغ دُور کرنے کی جُرات کر سکے۔

آخر میں عامۃ المسلمین کی خدمت میں نہایت ہی دردمندانہ اپیل کرتا

کہ مسلکِ حق اہلسنّت و جماعت سے وابستہ رہیں۔ اور جعلسازوں کی جعل سازی سے باخبر رہتے ہوئے سرورِ عالم، نورِ مجسّم، شفیعِ معظّم، خلیفہ اللہ الاعظم محمّد مصطفٰے صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم کی صحیح غلامی میں اختیار کریں جن حضرات کے نزدیک یارسُول اللہ کہنا۔ نبی پاک صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم کی نورانیت پر ایمان رکھنا، حاضر و ناظر سمجھنا، عرس، فاتحہ اور میلاد شریف وغیرہم عقائدِ حقّہ شرک و کفر ہیں وہ عوام کو دھوکہ دینے کے لیے جتنا چاہیں اہلِ سُنّت و جماعت کا لیبل اور ٹائیٹل استعمال کریں وہ کبھی بھی اہلِ سُنّت و جماعت نہیں ہو سکتے۔

مصورِ پاکستان شاعرِ مشرق علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے ؎

مغزِ قرآں روحِ ایماں جانِ دیں
ہست حُبِّ رحمۃٌ للعالمین

طالبِ دُعا،

فقیر محمّد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ
خطیب مرکزی جامع مسجد علامہ عبدالحکیم علیہ الرحمۃ
تحصیل بازار سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

عرضِ حال

ع جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا'

اللہ رب العلمین جل جلالہ خالقِ کمالات ہے اور اس نے اپنے حبیب لبیب حضور رحمۃ للعلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُن تمام کمالات سے مزین فرمایا ہے جن کا وہ خالق ہے۔ وہ کریم (سبحانہ وتعالیٰ) مُعطی (عطا فرمانے والا) ہے اور یہ کریم (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) قاسم (یعنی تقسیم فرمانے والا)

ع صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

جسے جو ملا، ملتا ہے اور ملے گا، دینے والے (معطی) کے فضل اور دلانے والے (قاسم) کے ہاتھ سے ملا، ملتا ہے اور ملے گا۔ لینے والوں کو چاہیئے وہ نہ معطی کو بھولیں اور نہ قاسم کو۔ اور مومن یونہی کرتے ہیں وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہہ کر اپنے معطی کے معبودِ یکتا ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کا نعرہ لگا کر اپنے قاسم کی عظمتِ شان کی دُہائی دیتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں سب سے بڑی ذات معطی کی ہے اور سب سے بڑا وسیلہ قاسم کا ہے اس لیے وہ معطی کے بھی محتاج ہیں اور قاسم کے دستِ نگر بھی۔ دراصل اسی علم و شعور کا نام ایمان ہے۔ اگر انہیں یہ علم نہ ہوتا تو وہ توحید کا اقرار کرتے نہ رسالت کا۔

اور وہ جنہیں اس حقیقت سے انکار ہے، ایمان سے محروم ہیں۔ مومنوں پر اللہ رب العزت کا عظیم ترین احسان یہی ہے کہ انہیں اس علم و شعور سے نوازا (لَقَدْ مَنَّ اللہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا) ورنہ اس

بھی اُسے دی گئی ہے ۔ زُہد و تقویٰ کی زندگی گزارنا چاہے تو بھی ممکن ہے اور اگر فسق و فجور پر اُتر آتے تو بھی اُسی کا اختیار۔ اطاعت کی راہ پر چلے یا بغاوت کی لعنت مول لے کوئی قدغن نہیں ؎1 ، ہاں دونوں راستوں کا انجام ضرور مختلف ہے اور اس اچھائی بُرائی کی تمیز فطری طور پر اُسے بخشش دی گئی ہے (فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا) اس تمیز (یا قوتِ ممیزہ) کی مزید رہنمائی کے لیے "عقل" کو مقرر کیا گیا ۔ جہاں کوئی جذبہ اپنی حد سے تجاوز کرنے لگے عقل کا فرض ہے اُسے روک دے اور بُرائی کے نتیجے سے باخبر کر دے ۔ مگر کمزور انسان کی عقل بھی تو کمزور تھی، کہاں تک اُس کے کام آسکتی اس کی رہبری کے لیے خلاقِ کریم جل مجدہٗ نے "نبوت" کا نورِ درخشاں پیدا فرمایا ۔ انسان کی خودسری کی اصلاح جو عقل کے بس کی بات نہیں تھی، نورِ نبوت کے سامنے آکر زائل ہوگئی یا بالفاظِ دیگر جو نفس، نبوت کا دریوزہ گر ہوکر اس کے حضور جھکا، پاک ہوگیا اور فلاح پاگیا (قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا) اور جس نے جھکنے سے انکار کر دیا، بارگاہِ ایزدی میں مردود ٹھہرا (اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ) مختصر یہ کہ نفس کی یہ خوفناک بغاوت ہی جو اُسے اہلِ اللہ والوں سے منہ پھیر لینے پر اُکساتی رہی، ایک فکری بنیاد ہے جس پر ایوانِ کفر کی تعمیر ہوتی رہی ہے ۔ مولانا روم علیہ الرحمہ نے کیا خوب دادِ تحقیق دی ہے :

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد — کم کسے ز ابدالِ حق آگاہ شد
ہمسری با انبیاء برداشتند — اولیاء را مثلِ خود پنداشتند ؎2

گویا گمراہی کی ساری تاریخ "نظریۂ بغاوت" کے گرد گھومتی ہے ۔ اس نظریے کی رُو سے انبیائے کرام علیہم السلام محض خاکی جسم ہیں ۔ وہ اپنی تخلیق میں عام انسانوں سے معاذ اللہ کچھ بھی زیادہ نہیں ۔ تاریخِ ہستی کا پہلا باغی (شیطان)

؎1 مَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

؎2 ترجمہ: تمام لوگ اسی لیے گمراہ ہوتے کہ بندگانِ حق کو پہچان نہ سکے ۔ اُنھوں نے انبیاء سے لڑائی مول لی اور اولیاء کو خود سا سمجھا ۔

لے کر معاشرت انہیں جمہور اُمّت سے اختلاف ہی رہا۔ جس توحید کے نام پر انہوں نے حبیبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء سے بگاڑی، وہ خود ہزاروں لغویات بلکہ شرکیات کا ملغوبہ بن گئی۔ جس اتباعِ سُنّت کے بہانے انہوں نے تمام اسلاف و اخلاف کو بدعت کے گھاٹ اُتارا اعتقادہ خود محدثات و سیئات کا پیش خیمہ بن گئی۔ اولیاء و اصفیاء کے ظلِ عاطفت سے بے نیاز ہوئے تو مشرکین کے آلۂ کار بن گئے۔ تعمیر کے نام پر تخریب پھیلاتے رہے اور یہ سب کچھ مصلح کے روپ میں روا رکھا گیا (وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝)[1] ذہنی طور پر یہ عبداللہ بن اُبی کے وارث ہیں تو عملی طور پر عبداللہ بن سبا سے زیادہ خطرناک۔ ملتِ اسلامیہ آج اگر پارہ پارہ نظر آتی ہے تو یہ سب انہی کا سیاہ کارنامہ ہے۔ وہ کام جو اغیار اپنی پوری دسیسہ کاریوں سے نہ کر سکتے تھے، ان کے جُبّہ و دستار نے، ان کے سبحہ و مصلّی نے، ان کی بھولی بھالی صورتوں اور من موہنی مورتوں نے کیا۔ انہوں نے شیطان کی زبان سے قرآن حکیم کی تفسیر کی اور عظمتِ انبیاء (علیہم التحیۃ والثناء) پر نام نہاد توحید و اسلام کے آرے چلائے۔ ان کے مدارس عشقِ رسول کے مذابح بن گئے۔ جہاں سے فارغ ہو کر جانے والا نورِ ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ مختصر یہ کہ وہابی مذہب کی صورت کتنی ہی دلفریب کیوں نہ ہو، اس کی حقیقت شرمناک حد تک تاریک ہے۔

یاد رہے کہ نام کے اعتبار سے اگرچہ وہابی مذہب ابھی کل کی بات نظر آتی ہے مگر جہاں تک اس کی فکری بنیاد کا تعلق ہے بہت پرانی ہے ——— اتنی (پرانی) جتنا خود حضرتِ انسان۔ قدرت نے انسان میں مختلف قسم کی جبلّتیں ودیعت کر رکھی ہیں۔ جہاں وہ جذبۂ ترحم سے نوازا گیا ہے، وہیں ظلم و ستم کی استعداد

---

[1] اور جب ان (منافقوں) سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ کہتے ہیں ہم تو محض مصلح ہیں۔

حتیٰ کہ یہ بے ادب پوری طرح صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ (یعنی بہرے، گونگے اور اندھے) ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ:

۱۔ نہ یہ ذکرِ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء) سن سکتے ہیں۔

۲۔ نہ نعتِ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء) کہہ سکتے ہیں۔

اور ۳۔ نہ نورِ مصطفیٰ (علیہ التحیہ والثناء) دیکھ سکتے ہیں۔

دراصل اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ۔ (یعنی شیطان اُن پر غالب آ گیا سو انہیں اُس نے اللہ کا ذکر بھلا دیا) جب یہ بدنصیب ذکرِ خداہی بھول گئے تو خوفِ خدا انہیں کیونکر میسر ہوتا۔ اور اگر انہیں یہ دولت مل جاتی تو ربِ اکبر کے حبیب اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بے ادب کیوں ہوتے (کیونکہ انہی کا ادب جانِ تقویٰ ہے بقولِ آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی)[1]۔

یہ خدا کے باغی اور حضور علیہ التحیۃ والثناء کے بے ادب شیطان کے پنجے میں اس طرح آ گئے کہ حلال وحرام اور نیکی وبدی کے امتیاز سے بھی تہی دست ہو گئے۔ نیکی سے انہیں احتراز ہے اور برائی کریں تو اسے اچھائی تصور کرتے ہیں۔ (یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا) بقولِ اکبر:

ع وحشت میں ہر اک نقشہ اُلٹا نظر آتا ہے

دورِ حاضر میں وہابی مذہب اسی فکری کجروی کا نتیجہ ہے۔ ان لوگوں نے عظمتِ رسول علیہ التحیۃ والثناء سے بغاوت کی تو نتیجہ یہ نکلا نورِ توحید سے بھی محروم کر دیے گئے اور پوری طرح قدرت کے انتقام کا شکار ہوتے چنانچہ عقائد سے اعمال تک عبادات سے لے کر معاملات تک اور سیاست سے

---

[1] یعنی بیشک وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، اللہ نے اُن کے دلوں کو تقویٰ کے لیے آزما لیا۔

علم و شعور سے پہلے تو وہ خود گم کردہ راہ تھے (وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٥) جب کائنات کی جلیل ترین نعمت یعنی ایمان کا حصول بھی معطی کے فضل اور قاسم کے وسیلے کے بغیر ناممکن ہے، تو دوسری نعمتیں بغیر ان کے کیونکر مل سکتی ہیں۔ اگر کسی کی طبع نازک پر یہ اعتراف بارِ گراں ہو تو یاد رکھے کہ توحید و رسالت کا زبانی اقرار کسی کو کفر کے قعرِ مذلت سے نہیں نکال سکتا۔

؎ زباں سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں!

مومن اپنے نقطۂ نظر کے مطابق، جوں جوں اپنے قاسم یعنی حضور جانِ رحمت احمدِ مجتبٰے محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کی نیازمندی اختیار کرتا جاتا ہے، قربِ خداوندی کی منزلیں طے کرتا جاتا ہے۔ وہ حبیبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء سے عہدِ وفا نبھا کر لوح و قلم کی عظمتوں کا وارث بنتا جاتا ہے۔ کافر اور بالخصوص دل و نگاہ کا غیر مسلم یعنی منافق، خدا اور رسول (جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارگاہِ عظمت سے منہ موڑ کر شقاوت و نقمت کی پستیوں میں گرتا جاتا ہے اور آخر کار جہنم کے شعلہ زار تک پہنچ جاتا ہے۔ اس علم و شعور سے جسے ایمان کہتے ہیں، اپنی گستاخی و خیرہ چشمی کے سبب منافق محروم ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن لَا يَشْعُرُوْنَ، لَا يَعْلَمُوْنَ اور لَا يَعْقِلُوْنَ کے الفاظ سے اُن کا ذکر کرتا ہے۔ ان کے سینے میں بغضِ مصطفٰے کی لاعلاج بیماری ہے جو بڑھتی ہی جاتی ہے۔ (فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا)[3]

---

[1] یعنی بے شک اللہ نے ضرور مومنوں پر احسان فرمایا کہ اُن میں ایک (عظیم) رسول مبعوث فرمایا۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو کائنات بھر کے لیے ہیں اس لیے مومنوں پر احسان جتانے کا مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہیں علم و شعور کے ساتھ خاص کر دیا گیا۔

[2] اور وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

[3] یعنی پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری بڑھا دی۔

اسی نقطۂ نظر کا حامل تھا اور اس کے بعد آنے والے تمام منکرین اسی کو حجتِ انکار بناتے رہے۔ آخر جب چرخِ نبوت کا مہرِ درخشاںؐ فاران کی چوٹیوں سے نمودار ہوا تو بنی نوعِ انسان کا ایک جمِ غفیر اس کی نورِ بیز شعاعوں سے مستنیر ہوا مگر کچھ لوگ اسی نظریہ بغاوت پر جو ان کی فکری بنیاد کی حیثیت رکھتا تھا، جمے رہے۔ درخت چلے، پتھر بولے، ماہ ٹوٹا، مہر لوٹا مگر ان کے انجماد میں کوئی فرق نہ آیا۔ انہوں نے بادلوں کو سر پر سایہ کرتے دیکھا، کنکروں کا سلام اور جانوروں کی گواہی سنی لیکن ٹس سے مس نہ ہوتے، اپنی ہٹ چھوڑی نہ رٹ بدلی۔ غرض کفران، جب بھی ہوا اور جس انداز میں بھی ہوا، اس کی اساس میں یہی نظریہ بغاوت، تھا۔ مکہ معظمہ کا ابوجہل ہو یا مدینہ منورہ کا رئیس المنافقین، سب کو یہی مرض لاحق رہا۔ ہاں بنیاد ایک ہونے کے باوجود، اتنا فرق ضرور تھا کہ مکہ مقدسہ کے کفار خود کو بے بس نہیں پاتے تھے، اس لیے انکار بھی کھلم کھلا کرتے جب کہ مدینہ مشرفہ کے منافقین ماحول سے علانیہ مخالفت کی جرأت نہیں رکھتے تھے اس لیے انہوں نے دورنگی چال چلی یعنی اہلِ ایمان کے سامنے ایمان کا اظہار کیا اور کفر کے سرغنوں کے سامنے ان کی حمایت جتائی۔[2] نتائج کے اعتبار سے جو نقصان اسلام کو ان کے ہاتھ سے پہنچا، کفار کے ہاتھ سے بھی نہیں ہوا۔ دونوں گروہوں کی مخصوص نفسیات کا جائزہ لیا جائے تو بھی کفار سے منافقین کی فکر کہیں زیادہ تاریک نظر آتی ہے۔ کفارِ مکہ بغضِ رسول کا پیکرِ رذیل ہونے کے باوجود، حضورِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق کی عظمت کے منکر نہیں تھے بلکہ ابوجہل (جیسا فرعون ھٰذہ الامۃ) سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو "الصادق" اور "الامین" ضرور سمجھتا رہا۔ اس گروہ (کفار)

---

[1] صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

[2] وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ۔

نے معجزات کی صورت کو ضرور مانا اگرچہ توجیہ اپنی مرضی سے گھڑلی[1]۔ منافقین کی فطرت اس درجہ مسخ ہو چکی تھی کہ انہیں کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا۔ وہ کمالاتِ نبوت کو کسی پہلو سے بھی نہ دیکھ سکے۔

تاریخِ ہدایت و گمراہی کی ورق گردانی سے یہ حقیقت کھل کے سامنے آجاتی ہے کہ جہاں حق کی روشنی آج تک بہت سے سینوں کو منور کرتی چلی آئی ہے وہیں کفر ونفاق کی دونوں صورتیں جو صدرِ اسلام میں اپنے اپنے طرزِ عمل کے ساتھ موجود تھیں، آج تک اپنے اپنے انداز میں موجود ہیں اور جس طرح نفاق قرنِ اوّل میں کفر سے زیادہ ہولناک ثابت ہوا تھا، اب بھی ہے[2]۔ وجہ ظاہر ہے کفرِ صریح مختلف چولے نہیں بدل سکتا جبکہ نفاق ہر دور میں طرزِ عمل کی نئی سے نئی راہ نکال لیتا رہا ہے۔ متاعِ ایماں بچانے کے لیے نہ صرف کھلے کافروں سے اجتناب ضروری ہے بلکہ ان چھپے بے دینوں سے بھی پرہیز لازم ہے جو دین و ایمان، کا اظہار کرتے ہوئے کتاب و سنّت کا نام بھی لیتے ہیں، مسجع و مقفیٰ صورتوں میں رونما بھی ہوتے ہیں اور اندر ہی اندر شجرِ اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں مصروف ہیں۔ دونوں گروہ "نظریۂ بغاوت" کی پیداوار ہیں۔ البتہ اوّل الذکر ظاہر و باطن یکساں ہونے کی بنا پر ایسا خطرناک نہیں جیسا آخر الذکر قرآنِ حکیم نے دونوں کی تردید فرمائی مگر دوسرے گروہ کے بیان میں زیادہ تفصیل سے

---

[1] یعنی چاند شق ہوتا دیکھ کر انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا ہاں اسے کمالِ نبوت یا معجزہ نہیں جانا بلکہ جادو کی کارفرمائی خیال کیا۔ یہ کافروں کا حال تھا۔ مدینہ منورہ کے گستاخ ایسے گئے گزرے تھے کہ انہیں نفسِ کمال ہی نظر نہیں آتا تھا اسی لیے رُو برُو کی تعریف کے سوا اُن سے کوئی نعت، منقول نہیں۔

[2] اسی لیے حضرت شیخ مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ نے تصریح فرمائی ہے کہ کھلے کافر کی صحبت سے بدعقیدہ کلمہ گو کی صحبت زیادہ خطرناک ہے۔

کام لیا۔ حضور رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کثیراً کثیراً کی احادیث شریفہ میں بھی اِس دوسرے گروہ کی خدمت میں بڑی وضاحت سے آئی ہیں۔[2] صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی انہیں بدترین خلائق قرار دیتے تھے۔[3] مِلّت کی چہاردہ صدسالہ داستان گواہ ہے کہ مجددینِ دین واکابرِ دین نے بھی اپنے اپنے دور میں اُن کھلے منکروں کے ساتھ ساتھ ان مارہائے آستین سے بچنے کی بھی ہمیشہ تلقین فرمائی ہے اور فرزندانِ اسلام کو ان کے گھناؤنے عزائم سے متنبہ کیا ہے۔ سُلطان الاغیاث شہنشاہِ بغداد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کے قرآنی نام "منافق"[1] سے یاد فرمایا، مخدوم الاولیاء حضرت پیر رومی علیہ الرحمہ

---

[1] چنانچہ سُورۃ البقرہ کی ابتداء میں متقین کا تعارف چار آیتوں میں، کھلے کافروں کا ذکر دو آیتوں میں اور منافقوں کا حال دوسرے پورے رکوع میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح سورۃ الکٰفرون سے سُورۃ المنافقون کئی گنا بڑی ہے۔

[2] جنہیں زیرِ نظر کتاب کے مُصنف مدظلہ نے اس کے پہلے حصے میں جمع کرنے کی دلچسپ کوشش فرمائی ہے ان میں خصوصاً یہ جملے کہ "تم (مسلمان) اُن (منافقوں) کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اُن کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو اور اُن کے اعمال کے سامنے اپنے اعمال کو حقیر خیال کرو گے"۔ "قرآن پڑھیں گے مگر حلق سے نیچے نہیں اُترے گا"۔ "اُن کی زبانیں شکر سے میٹھی ہوں گی اور اُن کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے"۔ "دین سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے تیر کمان سے" زیادہ قابلِ غور ہیں۔ نماز روزہ، تلاوتِ قرآن کتنی عظیم عبادات ہیں مگر منافقوں کو اتنا کیا فائدہ۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل سے اُن کا نقشہ کھینچا تاکہ کوئی اُن کے فریب میں نہ آجائے۔

[3] چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت ہے: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ وَقَالَ إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔

(یعنی سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما تمام مخلوقِ الٰہی میں سے خوارج کو بدترین سمجھتے تھے اور فرماتے

نے نظریہ بغاوت، کے اولین علمبردار کی نسبت سے انہیں ذریت شیطان قرار دیا[1] اور شیخ المجددین حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے انہیں عداوت اہل سنت کی بناء پر بے دولت اور اہل بدعت و ظلمت ٹھہرایا۔

اکابر کے علمی کارناموں کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو یوں لگتا ہے جیسے خوارج کے بعد شاید ان (منافقین) کا کوئی گروہ بھی منظم طریقے سے میدان عمل میں نہیں آسکا تاہم یہ ذہنیت جسے اوپر کی سطور میں نظریہ بغاوت سے تعبیر کیا گیا ہے، غیر منظم طریقے سے ضرور ابھرتی رہی اور عموماً اس کا ہدف اولیائے کرام ہی رہے، اس نے کبھی انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص حضور سید الانبیاء علیہ التحیۃ و الثناء کے دامن عزت سے الجھنے کی جرأت نہیں کی جیسا کہ شیخ المحدثین برکۃ المصطفٰے فی دیار الہند حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے تصریح فرمائی ہے[2]۔

تھے کہ یہ لوگ ان آیات (قرآن پاک) کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں اہل ایمان پر چسپاں کرتے ہیں۔

[1] چنانچہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ۴ شوال ۵۴۵ھ کے وعظ میں فرمایا:
(ترجمہ) منافقو! اپنے نفاق سے توبہ کرو اور اپنے فرار سے باز آؤ شیطان کو اپنے اوپر ہنسی اڑانے اور راحت پانے کا موقع کیوں دیتے ہو۔ تمہاری نماز اور تمہارے روزے خلقت کے لیے ہیں، خالق کے لیے نہیں اور یہی حال تمہارے صدقہ، زکوٰۃ اور حج کا ہے۔ (فتح الربانی)

[2] حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ القیوم نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ سے یوں خطاب فرمایا ؎

شاہ را منکر تو اے ناداں بطین ! کیں نظر کرد است شیطان لعین
گر نہ فرزند بلیسی اے عنید ! پس ترا میراث آں سگ چوں رسید

یعنی اے جاہل حضور شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاکی نہ سمجھ، یہ تو شیطان لعین کا نقطۂ نظر ہے اور (تبا) اے بغض و کینہ رکھنے والے اگر تو ابلیس کا بیٹا نہیں تو اس

وجہ ظاہر ہے کہ سرکارِ دو عالم علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیۃ کی ذات ستودہ صفات کی عظمت اہلِ ایمان کا جذباتی مسئلہ بھی تھا اور وہ اسے کسی صورت میں بھی متنازع فیہ قرار دینے کی اجازت نہیں دے سکتے تھے۔ داؤد ظاہری ابن حزم، ابنِ تیمیہ جیسے زبان دراز ضرور پیدا ہوئے مگر قوم نے مجموعی طور پر انہیں مسترد کر دیا اور یہ لوگ اکثر اپنے منطقی و شرعی انجام کو پہنچتے رہے حقیقت یہ ہے کہ قوم کے فرزند غیور اور احساسِ ملی سے بہرہ ور ہوں تو بہت سے فتنے خود بخود دبے رہتے ہیں اور جب کسی وجہ سے یہ غیرت و حمیت سرد ہو جائے یا قوم خود ہی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دی جائے، تو فتنہ انگیزی کے لیے وقت بڑا سازگار ہوتا ہے۔ علامہ اقبال نے بجا فرمایا تھا،

؎ اجتہاد اندر زمانِ انحطاط
قوم را برہم ہمی پیچد بساط

گویا قومی زوال کے دور میں جو مجتہد پیدا ہوتے ہیں، ملت کو تباہ و برباد

کتے کی یہ وراثت تجھے کیوں ملی کہ تو بھی اُس کی طرح انہیں خاکی بشری سمجھتا ہے)

؎ سیدنا مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ النورانی نے گستاخوں اور منافقوں کو دفترِ سوم مکتوب ۶۴ میں سرزنش کرتے ہوئے، ماضی کے حوالے سے فرمایا، نادانوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا اور باقی انسانوں جیسا تصور کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ منکر ہو گئے اور خوش قسمت لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کے عنوان سے دیکھا اور رحمتِ عالمیاں جانا اور تمام انسانوں سے ممتاز یقین کیا تو دولتِ ایمان سے مشرف ہو گئے اور نجات پا گئے۔

؎ حضرت شیخ محقق علیہ الرحمۃ کے اصل الفاظ درج کیے جاتے ہیں "با چندیں اختلاف و کثرتِ مذاہب کہ در علمائے اُمت است یک کس را دریں مسئلہ خلافی نیست کہ آنحضرت علیہ السلام بحقیقتِ حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است و

کر دیتے ہیں۔

چنانچہ یہی حال ہمارے ساتھ ہوا۔ وہ فکر جو خوارج وغیرہ کے بعد کسی منظم انداز میں اور کسی مخصوص نام سے سر نہیں اُٹھا سکتی تھی بارہویں صدی ہجری میں ایک شخص محمد بن عبد الوہاب کی شکل میں مجسم ہو کر ملتِ اسلامیہ کی پُرامن فضا کو درہم برہم کرنے کے لیے رُونما ہوئی مسلمانوں میں موجودہ فکری انتشار اسی کا رہینِ منت ہے۔ دُنیائے گمراہی اس پر جتنا بھی ناز کرے کیونکہ اس سے پہلے تاریخ اسلام کو شاید کبھی اتنے بڑے پیکرِ دجل و فریب سے واسطہ نہیں پڑا تھا۔ یہ شخص درعیہ (نجد) میں ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوا اور اس طرح بہت سے محدثین کے قول کے مطابق، حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو نجد کے متعلق ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں:

هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطٰنِ۔

(وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور اس میں شیطان کا سینگ یا شیطان کا گروہ نکلے گا)

یہ محمد بن عبد الوہاب نجدی ہی کی معنوی اولاد تھی جس نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اصل باشندوں کو تعظیم شعائرِ اسلام کے جرم میں مباح الدم قرار دے کر حرمین شریفین میں غلامانِ رسول کا قتلِ عام روا رکھا اور اس طرح یزید پلید کے بعد اُن تمام

بر اعمال اُمت حاضر و ناظر است و مر طالبانِ حقیقت را و متوجہان آنحضرت را مفیض و مربی۔ (اخبار الاخیار)

ترجمہ: علمائے اُمت کے باہم شدید اختلاف و کثرتِ مذاہب کے باوجود اتنی بات میں کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجاز، تاویل کے شائبہ وہم کے بغیر حقیقی زندگی کے ساتھ باقی اور دائم ہیں نیز اُمت کے اعمال پر حاضر ناظر ہیں اور بالخصوص طالبانِ حقیقت اور متوجہانِ بارگاہ کے لیے فیض بخش و مربی بھی

لعنتوں کو جو ان مقدس ہستیوں کو غارت کرنے والے کے لیے مخصوص تھیں، اپنے لیے محفوظ کر لیا۔ اسی کی تصنیف 'کتاب التوحید' دورِ حاضر میں شیطان کے 'نظریہ بغاوت' کی مکمل و مدلل تفسیر ہے۔

برِّ عظیم پاک و ہند میں یہ وبا اسی کتاب نے پھیلائی۔ ہوا یہ کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھتیجا اور حضرت شاہ عبدالغنی محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ناخلف) بیٹا محمد اسمٰعیل حج کے لیے گھر سے نکلا تو کتاب التوحید کہیں سے اُس کے ہاتھ لگ گئی۔ طبیعت پہلے ہی باغیانہ سی تھی، کتاب پڑھ کر رنگ چوکھا ہو گیا۔ ہندوستان میں اسلام کو ذبح کرنے کے لیے اُس دور کی اُبھرتی ہوئی غیر ملکی (فرنگی) قوت بھی کسی جوہرِ قابل کی تلاش میں تھی چنانچہ

؎ کچھ طبیعت ہی میں ہوتے ہیں جنوں کے آثار
اور کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں،

کے مصداق قرعہ فال 'خاندانِ عزیزی' کے اسی 'نونہال' کے نام پڑا جس نے اپنے بزرگوں کی ہر دلعزیزی سے غلط فائدہ اُٹھا کر اُنہی کے مسلک و مشرب پر سب سے پہلے ہاتھ صاف کیا۔ وہ 'نظریۂ بغاوت'، جو مدتوں تک اپنی غیر منظم شکل میں صرف مقامِ ولایت تک محدود تھا، محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اسمٰعیل دہلوی کی ہمتِ غیر محمودہ سے انبیاء کرام اور خصوصاً حضور سید نا سید الانبیاء احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ وعلیہم التحیۃ والثنا کی عظمت شان سے بھی نبرد آزما ہو گیا۔ چنانچہ نجد کی سرزمین میں 'کتاب التوحید' نے جو کچھ کیا وہی کچھ ہند میں تقویت الایمان نے کرنا چاہا اگرچہ یہاں وہ کامیابی نصیب نہ ہو سکی۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ عرب میں بہت سی ناکامیوں کے بعد 'وہابیت' کا مکر و فریب اپنی طویل غداریوں کے صلے میں تاج و تخت پر قبضہ کرنے میں

لہ اسی کی نسبت سے اب 'نظریۂ بغاوت' کے علمبرداروں کو 'وہابی' کہا جاتا ہے۔

کامیاب ہوگیا مگر یہاں غیر ملکی حکومت کی پوری سرپرستی اور وسیع پروپیگنڈے کے باوجود تاج و تخت سے بہر حال محرومی اور جید و لاثانی علمائے کرام کی مخالفت آڑے آتی رہتی۔ اس بات کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ کہ اسمٰعیل دہلوی کی اولین تردید اُن کے اپنے اہل خاندان نے کی حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت شاہ عبدالقادر دونوں چچا تھے اور حافظ مخصوص اللہ اور جناب محمد موسیٰ چچیرے بھائی تھے (رحمۃ اللہ علیہم) جنہوں نے ان غلط عقائد کی قلعی کھولی، اس خودسر نوجوان کو راہ پر لانے کے لیے مناظرے کی نوبت بھی آئی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا کیونکہ افرنگ کا زرخرید غلام حلقہ گردن میں طوق دلبری دیکھ رہا تھا اور سنہری و روپہلی مصلحتیں قبول حق میں حائل تھیں۔ برِ عظیم پر غیر ملکی اقتدار کا سایہ کم و بیش ڈیڑھ سو سال تک رہا اور یہ فتنہ برابر پھیلتا رہا۔ اولین دور میں اسمٰعیل دہلوی کے اپنے خاندان کے علاوہ جن اہل علم و فضل نے اس کی سرکوبی کی اُن میں مجاہد جنگ آزادی حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی، عاشق رسول حضرت مولانا فضل رسول صاحب بدایونی، حضرت مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی جیسے جلیل القدر علمائے کرام کے نام شامل ہیں۔

ان کے بعد مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کا دور ہے۔ اس عہد میں بہت سے اولیائے کرام مثلاً خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی، شیخ المشائخ سندالسادات حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی علی پوری، شمس الحق والدین حضرت شمس الدین سیالوی، محی السنۃ شیر طریقت حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری جیسی مقدس شخصیات سے اپنی روحانیت سے نظریۂ بغاوت کے خلاف نظریۂ اطاعت کا دفاع کیا دہیں آفتاب چشت حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور اعلیحضرت فاضل بریلوی جیسے اکابر نے علمی میدان میں دشمنانِ رسول کا ناطقہ بند کر دیا۔ شاعر مشرق

حضرت علامہ اقبال بھی اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے فلسفۂ خودی نے اسلام کے نظریۂ عظمتِ انسان کی تشریح کر کے منکرین کے نظریۂ لبغاوت پر بالواسطہ یلغار کی۔

قیامِ پاکستان کا سوال پیدا ہوا تو تمام مشائخِ اہلِ سنت نے اقبال اور قائدِ اعظم

ل اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جنہیں اس دور کے مفتیانِ حرمِ شریفین نے چودھویں صدی کا مجدد قرار دیا تقریباً ایک ہزار کتب تصنیف فرمائیں اور منکرینِ عظمتِ رسالت و ولایت کا منہ بند کر دیا۔ حضرت علامہ اقبال نے انہیں دورِ حاضر کا امامِ اعظم قرار دیا ہے اور اعتراف کیا ہے کہ جو دقتِ نظر ان کے فتاوٰی میں ہے۔ دورِ حاضر کے کسی مفتی کی تحریر میں نہیں دیکھی۔

ﷲ اسلام نے عظمتِ انسان کو جس انداز میں آشکارا و برہن فرمایا اسی کی حسین تفسیر مفکرِ پاکستان علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کا نظریۂ خودی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسرارِ خودی اور رموزِ بیخودی میں کتاب و سنت کے حوالے ہیں یا اُن کاملِ انسانوں کی مثالیں جو کتاب و سُنت پر عمل پیرا ہو کر خود آگاہ اور اس طرح خدا آگاہ ہوتے ہیں۔ حقیقت ہے کہ اگر انسان کے جوہر اس مومنِ کامل ہے کی عظمت ہی کو سمجھ لیا جائے تو دورِ حاضر کے اکثر خرافات ختم ہو جاتے ہیں۔ ذرا ان شعروں پر غور فرمائیے ؎

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ غالب و کار آفریں، کارکشا کارساز
خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات ہر دو جہاں سے غنی اس کا دلِ بے نیاز

یہی نہیں علامہ اقبال نے بلاواسطہ بھی وہابیوں کو مخاطب فرمایا دیکھئے اسی کتاب کا ملاحظہ)

ت مجھے خوب یاد ہے کہ سیدی و سندی، مرشدی و مولائی حضور قبلہ عالم الحاج پیر ملی حسین شاہ صاحب سجادہ آرائے دربار شاہ ولایت علی پور سیداں شریف نے مسلم لیگ کی حمایت میں قریہ بہ قریہ دورہ فرمایا اور کانگریس و یونینسٹ امیدواروں کے مقابلے میں مسلم لیگ کو ووٹ دلوائے

محمد علی جناح کی آواز میں زور بھر دیا۔

امیرِ ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب، محدث علی پوری علیہ الرحمۃ جیسے بلند پایہ حضرات وعظ و تبلیغ کے رنگ میں مسلم لیگ کے سٹیج پر قیام پاکستان کی حمایت میں شب و روز ایک کر رہے تھے حضرت مولانا عبد الحامد بدایونی اور حضرت شیخ القرآن مولانا عبد الغفور ہزاروی، محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد، غازی کشمیر علامہ ابو الحسنات علیہم الرحمۃ اور غزالی دوراں حضرت مولانا احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ ملت اسلامیہ کے لیے الگ ملک حاصل کرنے میں تگ و دو میں مصروف تھے جبکہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کی ذریت اپنے آبائِ معنوی کو خوش کرنے کے لیے گاندھی اور نہرو کے ایک قومی نظریے کی آبیاری کر رہی تھی۔ اب بھی منافقین کا رول کھلے کفار سے بدتر اور مہلک تر تھا۔ گاندھی اور نہرو جیسے علانیہ کافر، اسلام کے دو قومی نظریہ کے جواب میں کتاب و سنت کی من مانی تفسیر کرنے سے قاصر تھے۔ یہ ناپاک فریضہ وہابی، دیوبندی اکابر، ابو الکلام آزاد، حبیب الرحمٰن لدھیانوی، حسین احمد ٹانڈوی، ابو القاسم بنارسی اسمٰعیل گودھروی جیسے ملت فروشوں نے سر انجام دیا۔ ان ظالموں نے انگریز، ہندو اور اسلام دشمنوں سے مل کر پاکستان کی جی کھول کر مخالفت کی مگر ربِ قدیر نے اپنے حبیب لبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے غلاموں کو فتح مبین عطا فرما کر گاندھی پرستوں کو دونوں جہانوں میں ذلیل و رسوا کر دیا۔

پاکستان قائم ہو گیا تو دشمنانِ پاکستان کا نجدی ٹولہ اپنی سابقہ ناکامیوں کا انتقام لینے کے لیے، مملکتِ خداداد میں امن و عافیت کا شیرازہ بکھیرنے کی غرض سے یہاں آدھمکا۔ اب انہوں نے اپنے اصلی منصب یعنی توہینِ رسول کی طرف زیادہ توجہ دی۔ پاکستان کو ادُپرے دل سے تو قبول کر لیا۔ اور یہ ان کی مجبوری تھی۔ مگر اندر ہی اندر مسلمانوں کو عشق رسول کی آتشِ باطل سوز سے محروم کرنے کے لیے دن رات ناپاک گھناؤنی سازشوں میں مصروف ہیں۔ یاد

رہے پاکستان کا استحکام جذبۂ جہاد سے وابستہ ہے اور جذبۂ جہاد دراصل عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی سے پروان چڑھ سکتا ہے۔ پاکستان کو (معاذ اللہ) نیست و نابود کرنے کا خواب دیکھنے والوں کو معلوم ہے جب تک پاکستان کے جیالے اور غیور فرزند اپنے آقائے مدنی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ناموس پر سر کٹانے کے لیے بیتاب رہے، پاکستان کا بال بیکا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اب منکرین اپنے آبا کی طرح کھلم کھلا جہاد کے خلاف فتویٰ تو نہیں دے سکتے، اس لیے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اہلِ ایمان کے دلوں سے نکالنے کے درپے ہیں[1] اور پھر کس لبادے میں آکر فریب نہیں دیتے مگر۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم!

کے مصداق حضور سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپاہی بھی غافل نہیں۔ وہ دین کے چوروں پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں اور یہ کہیں چھپیں جا پکڑتے ہیں۔ عصرِ حاضر میں ان چست و چالاک، خود شناس و فرض شناس سپاہیوں کے ایک سرخیل ہیں مولانا محمد ضیاء اللہ قادری۔

مجاہدِ ملت ضیغمِ اسلام حضرت الحاج مولانا ابو الحامد محمد ضیاء اللہ قادری مدظلہ ان سنپولیوں کے زہریلے اثرات سے ملتِ اسلامیہ کا دفاع کرنا چاہتے ہیں۔ نجد و دیوبند سے اٹھنے والی شیطانی ظلمتیں ان کے نام (ضیاء اللہ) ہی سے بھاگتی ہیں۔ وہابی مذہب جسے ۱۸۸۶ء میں انگریزی حکومت کی منظوری سے

---

[1] چنانچہ اس کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا انکار کرتے ہیں اور پھیلاتے ہیں کس قدر بدبختی ہے ان کی۔ اعلیٰحضرت نے خوب فرمایا:

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپِ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے

نئے نام اہلحدیث سے موسوم کیا گیا، اپنی پوری تیرہ و تاریک حقیقت کے ساتھ مولٰنا موصوف کی بصیرت پر وا انشکاف ہے۔ مولٰنا مدظلہ کا منشا یہی ہے کہ سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے غلام ان گندم نما جو فروشوں کو اچھی طرح پہچان لیں جو اہلِ سُنّت اور کبھی سوادِ اعظم اہلِ سُنّت جیسے حسین نام چوری کرکے سیدھے سادے مسلمانوں کی متاعِ ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ یاد رہے صورت تک نظر کا محدود رہنا کمال نہیں، کمال تو یہ ہے کہ مکر و فریب کے تمام دبیز پردوں کو چیر کر حقیقتِ شئے تک نگاہ کو رسائی ہو بقول اقبال ؎

اہلِ نظر، ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شئے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

اسی لیے معلمِ کونین، ہادیٔ دارین، رسول الثقلین، نبی الحرمین علیہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات دُعا یوں فرمایا کرتے تھے، اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ (یعنی اے اللہ ہمیں اشیاء اس طرح دکھا، جیسے وہ اصل میں ہیں)

زیرِ نظر کتاب کی تحریر کا مقصد اپنے نام ہی سے ظاہر ہے "وہابی مذہب کی حقیقت" آپ کے ہاتھوں میں اس وقت کتاب کا دوسرا حصہ ہے۔ پہلا حصہ جو قریباً ساڑھے سات سو صفحات پر مشتمل ہے، وہابیہ کی ولادت، اس کی تاریخ، مذہبی حیثیت اور سیاہ کارناموں پر تفصیلی تبصرہ ہے۔ یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جا سکتی ہے کہ اس موضوع پر اتنی ضخیم کتاب ماضی قریب میں نہیں لکھی گئی اور اُردو زبان میں یہ "وہابیت" کا دائرۃ المعارف ہے۔

اور یہ دوسرا حصہ اُن کے ماکولات و مشروبات، تہذیبی معاملات، عبادات، اختراعات اور چند معتقدات پر مشتمل ہے۔ حصہ اوّل کی افادیت و مقبولیت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ اتنی ضخیم کتاب قریباً تین چار مہینوں میں ملک کے دُور دراز حصوں میں اس طرح ہاتھوں ہاتھ لی گئی کہ پہلا اڈیشن مکمل طور پر ختم ہو گیا۔ اہلِ ذوق نے تحسین کی اور اہلِ شوق نے دُعائیں دیں۔ اُمید یہ ہے۔

کہ دوسرا حصہ بھی اسی طرح قبولِ عام کا شرف حاصل کرے گا۔ کیوں نہ ہو، مصنف مدظلہ محض رضائے خدا جل وعلا و رسول علیہ التحیۃ والثنا کے لیے قلم چلاتے ہیں اور اولیائے کرام کا فیضان ان کے شاملِ حال ہے۔ ربِ اکرم یہ دولت انہیں بیش از بیش عطا فرماتے۔ آمین۔

وہ لوگ جو خود کو مذہبی تحقیقات میں بے لاگ اور بے تعصب ظاہر کرتے ہیں، انہیں اسے ایک علمی تحفہ سمجھنا چاہیئے اور غیر جانبدار ہو کر حالات کا جائزہ لینا چاہیئے۔

وَآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین واخوانہ من النبیین وآلہ واصحابہ اجمعین۔

نیاز آگیں

ساتر بکنوری، ایم اے

غیر مقلد وہابیوں کے متعلق دیوبندی اکابر کی آراء

مولوی اسماعیل دہلوی قتیل کے لڑکے محمد عمر کا فتوےٰ

غیر مقلدین اور دیوبندی بزرگوں

کے ممدوح مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اپنے مجدد مولوی اسماعیل دہلوی قتیل کے لڑکے محمد عمر کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوتے غیر مقلدین وہابیوں کے بارے میں اُنہوں نے جو فتویٰ صادر فرمایا درج کیا ہے وہ واقعہ اور فتوےٰ ملاحظہ فرمائیں:

"مولوی محمد عمر صاحب ایک مرتبہ دہلی کی جامع مسجد میں تشریف لائے

چند آدمی حدیث پڑھ رہے تھے۔ آپ بھی وہاں جاکر بیٹھے لوگوں نے کہا کہ حضرت یہ لوگ غیر مقلد ہیں۔ فرمایا ہمیں ان کی غیر مقلدی سے کیا لینا ہے ہم تو حدیث رسول سُننے آئے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص نے حدیث پڑھتے پڑھتے کہا امام صاحب نے حدیث کے خلاف کیا۔ بس یہ سُنتے ہی آگ لگ گئی۔ کہنے لگے کہ تمہارا یہ منہ ہے کہ تم امام صاحب پر اعتراض کرو۔ اور غصہ ہو کر اُٹھ گئے کہ چلو بھئی یہاں سب بددین جمع ہیں"

(روح القیام وعظ دہم ہفت اختر ص ۲۴۲ مطبوعہ تھانہ بھون)

اختلاط سے احتیاط

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ جو کہ اکابر دیوبند مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہم کے پیر و مُرشد ہیں۔ وہابیہ نجدیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ

"غیر مقلد لوگ دین کے راہزن ہیں۔ ان کے اختلاط (میل جول) سے احتیاط کرنا چاہیئے"

(شمائم امدادیہ ص ۲۸)

مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی

بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی نے بھی غیر مقلدین کو بیوقوف قرار دے کر لکھا ہے۔ کہ کسی عالم کو غیر مقلد دیکھ کر جاہل اگر تقلید چھوڑ دے تو یوں کہو علم تھا یا نہ تھا۔ عقل دین بھی دشمنوں ہی کو نصیب ہوئی اور جاہلوں کو جانے دیجئے۔

(تصفیۃ العقائد ص ۳۵ مطبوعہ دیوبند)

باقی رہی تراویح اس میں جو آج کل کے ملانوں نے تخفیف نکال دی ہے۔ یعنی بیس کی آٹھ کر دی ہیں۔ تو ہر ایک کو بوجہ آسانی یہ بات پسند آتی ہے۔ پر یہ بات کوئی نہیں سمجھتا کہ آٹھ رکعتیں جو حدیث میں آئی ہیں۔ تو وہ تہجد کی رکعتیں ہیں تہجد اور چیز ہے اور تراویح اور چیز ہے۔ تراویح کی بیس ۲۰ ہی رکعتیں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہزار ہا صحابہ تھے اس زمانہ سے لے کر آج تک کسی نے بیس ۲۰ رکعت میں کچھ حجت نہ کی تھی۔ مگر آج کل ایسے ان پڑھائی (وہابی) عالم پیدا ہوئے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر اور صحابہ کی بھی غلطی نکالی سبحان اللہ یہ منہ اور مسور کی دال۔ (تصفیۃ العقائد ص ۳۵ مطبوعہ دیوبند)

نانوتوی صاحب نے غیر مقلدین کو لا مذہبی بھی قرار دیا ہے۔

مُریدی سے خارج

مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ حافظ عزیز الدین جو کہ مولوی اشرف علی تھانوی کا مُرید تھا۔ غیر مقلد ہو گیا تو مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک پوسٹ کارڈ (جو میں نے بچشم خود دیکھا ہے) لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ "غیر مقلد ہو جانے کی وجہ سے میں تم کو اپنے حلقہ بیعت سے خارج کرتا ہوں۔ اب میرا تمہارا پیری مُریدی کا تعلق نہیں رہا"

(اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۷ مارچ ۱۹۴۴ء ص ۵)

وہابی بیباک فرقہ ہے

وہابیوں اور دیوبندیوں کے ممدوح مولوی اشرف علی تھانوی کے ملفوظات میں ہے کہ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ غیر مقلد بظاہر تو متبع سنت معلوم

ہوتے ہیں۔ فرمایا جی ہاں یہاں تک کہ سُنّت کے پیچھے بعضے فرائض تک کو بھی چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ یہ ایسے متبع سُنّت ہیں۔ اکابر اُمّت کی شان میں گستاخی کرنا کیا یہ ذہن کا ترک نہیں۔ بہت ہی بیباک فرقہ ہے۔ (افاضات الیومیہ صفحہ ۲۴۶، ۱۸۷ ج ۵)

امام نہ بنایا جاتے

دارالعلوم دیوبند کا فتوے مولوی ثناء اللہ درج کرتے ہیں۔ (حافظ، قاری، عالم، زاہد، متقی، غیر مقلد کو امام بنانا نہیں چاہیئے۔ واللہ اعلم مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۴ رجب ۱۳۵۷ھ (اخبار اہلِ حدیث امرتسر ۲ اگست ۱۹۴۵ء صفحہ ۲)

شیطان غیر مقلد ہو کر کافر و مرتد ہو گیا

دیوبندیوں کے مولوی مرتضیٰ حسن نے اپنے اخبار العدل مجریہ، ستمبر ۱۹۲۷ء میں لکھا ہے کہ قولِ خدا اور حدیثِ رسول حکم ہے اور حکم اور ہوتا ہے اور دلیل اور۔ آدم کو سجدہ کرو یہ حکم اپنے نفس کے لیے دلیل نہیں ہو سکتا جو اس حکم واجب التعمیل ہونے کے لیے دلیل ہے۔ وہ یہاں مذکور نہیں۔ اس وجہ سے اس قول کو (جس کے ساتھ واجب التسلیم ہونے کی دلیل ذکر نہیں کی گئی) بلا دلیل تسلیم کرنا تو تقلید ہے اور شیطان نے اس حکم کو بلا دلیل نہ مانا غیر مقلد ہو کر کافر و مرتد ہو گیا (العدل مجریہ، ستمبر ۱۹۲۷ء بحوالہ فتاویٰ اہلِ حدیث صفحہ ۹)

ناپاک پائجامے

مفتی محمد شفیع[1] دیوبندی فتوے دیتے ہیں کہ جو لوگ آئمہ مجتہدین کی تقلید نہیں کرتے اور بزعم خود حدیث پر عمل کرنے کے مدعی ہیں۔ اُن کے بعض افعال ایسے ہیں جو مفسدِ صلوٰۃ ہوتے ہیں مثلاً وہ لوگ ڈھیلے سے استنجا نہیں کرتے اور اس زمانہ میں قطرہ کا آنا عموماً یقینی ہو گیا ہے اس لیے ایسے لوگوں کے پائجامے اکثر ناپاک ہوتے ہیں۔ بایں وجہ ان کی امامت سے احتراز کرنا چاہیئے۔ محمد شفیع مدرس مدرسہ دارالعلوم دیوبند ۱۳۲۵ھ

---

[1] جو اس وقت زندہ ہیں اور کراچی میں مقیم ہیں۔

(رسالہ سُلطان العلوم ماہ محرم ۱۳۵۶ھ۔ اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء صٓ)

قبلہ سے منہ پھر جانا

مولوی رشید احمد گنگوہی کا ارشاد ہے کہ جو علماءِ دین کی توہین اور ان پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ قبر کے اندر ان کا مُنہ قبلہ سے پھر جاتا ہے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ غیر مقلدین چونکہ آئمہ دین کو بُرا کہتے ہیں۔ اس لیے ان کے پیچھے بھی نماز پڑھنی مکروہ فرمایا ہے۔ (تذکرۃ الرشید صٓ۲۸۲ جلد ۲ سطر ۲۱ تا ۲۳ مطبوعہ دہلی)

غیر مقلد کو امام بنانا حرام ہے

جو غیر مقلدین حنفیہ کو مُشرک کہتے ہیں اور تقلیدِ شخصی کو شرک بتاتے ہیں بے شک فاسق ہیں مکروہ تحریمہ ہے اور دانستہ ان کو امام بنانا حرام ہے۔ (تذکرۃ الرشید جلد اوّل)

غالی فرقہ

مولوی سلیمان ندوی نے فرقہ وہابیہ کو غالی فرقہ قرار دیا ہے (معارف فروری ۱۹۴۴ء، اہل حدیث امرتسر ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء صٓ۵)

اِنتظام المساجد باخراج اہل الفتن و المفاسد

غیر مقلدین حضرات کے ندیم کومو ی لکھتے ہیں کہ (مولانا محمد حسین بٹالوی) ایک دفعہ جب کوم کلاں جانے کے لیے لدھیانہ سے گزرے تو انہوں نے احناف کی مسجد (جو مولانا حبیب الرحمٰن[1] کے خاندان کی تولیت میں تھی) میں نماز پڑھی۔ اس پر مسجد کے اربابِ انتظام کی طرف سے مسجد کو پورے اہتمام کے ساتھ دھویا گیا۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ مولوی محمد صاحب بن مولانا عبدالقادر نے ۱۸۸۳ء میں ایک کتاب "انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد" تصنیف کی۔ اور اسے صوبہ بہار میں جاکر شائع کیا۔ یہ کتاب کس موضوع

---

[1] مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی دیوبندی حضرات کے اکابر سوتیوں میں سے ہیں۔

فقیر محمد ضیاء اللہ قادری عفرلہٗ

پر ہے۔ اس کی نسبت خود مولانا بٹالوی کی تحریر مندرجہ رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۰ جلد ۶ صفحہ ۲۹۱ ملاحظہ ہو۔

لدھیانہ والے مولویوں[1] نے اہلِ حدیث کی نسبت واجب القتل ہونے کا صاف فتوٰے دیا ہے۔ چنانچہ رسالہ انتظام المساجد میں لکھ دیا ہے کہ حکام اہلِ اسلام کو لازم ہے کہ ان کو قتل کریں اگر وہ لاعلمی کے عذر سے توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہ کریں۔ (الاعتصام لاہور صفحہ ۵ کالم ۳، ۶ دسمبر ۱۹۵۶ء)

وہابیوں کا وجود شیطان سے ہے

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد مدنی کے متعلق

دارالعلوم دیوبند میں زیرِ تعلیم غیر مقلد وہابی طلبہ نے وہابی مولوی عبدالمبین منظر کو خط لکھا کہ "مولانا مدنی اپنی تقریروں میں کہتے ہیں۔ کہ ان کا (وہابیوں کا) وجود شیطان سے ہوا ہے۔ یہ نجس ہیں۔

(اخبار اہلِ حدیث دہلی صفحہ ۸ کالم ۲، ۱۵ اپریل ۱۹۵۴ء)

وہابی لوگوں کا ایمان چھیننے والے دغاباز اور مکار ہیں

ممدوح الوہابیہ مولوی حسین احمد مدنی کے بارے میں اخبار الحدیث دہلی میں لکھا ہے کہ حسین احمد مدنی وہابیوں کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ: جو لوگ کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ وہ جھوٹے ہیں۔ دغاباز ہیں۔ فریب کار ہیں۔ لوگوں کے ایمان چھینتے ہیں۔ انہیں بہکاتے ہیں۔ ان سے ہوشیار رہو۔ اور کبھی ان کے جال میں نہ پھنسو تم لوگ ان کی بات سنتے ہی کیوں ہو۔ ان کی مجلس میں جاتے ہی کیوں ہو۔ (اخبار اہلِ حدیث دہلی صفحہ ۵ یکم فروری ۱۹۵۷ء)

مولوی ادریس کاندھلوی

کے بارے میں الاعتصام لاہور میں درج ہے کہ ایک موثق ذریعہ سے معلوم ہوا کہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی صدر مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور نے کسی سے کہا کہ احتیاطاً اسی

---

[1] مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی دیوبندی اور ان کے خاندان والے۔

میں ہے کہ اہلحدیث امام کی اقتدار میں ادا کی ہوئی نماز کا اعادہ کرلیا جائے
(الاعتصام لاہور ص۔ ۱۹ر فروری ۱۹۵۴ء)

مولوی محمد تھانوی دیوبندی حضرات کے مولوی محمد تھانوی سے بھی وہابیوں کے متعلق رقمطراز ہیں کہ:

"غیر مقلدین وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا شرک ہے۔ اور جو وہابیوں کی مخالفت کرتے ہیں وہ بھی مشرک ہیں۔ وہابی اہلسنت وجماعت کو قتل کرنا اور ان کی عورتوں کو قید کرلینا جائز سمجھتے ہیں اس کے علاوہ اور دیگر عقائد فاسدہ بھی ہیں کہ ہم تک ثقہ لوگوں کے ذریعہ سے پہنچے ہیں۔ اور عقائد تو ہم نے ان سے خود بھی سُنے ہیں۔ وہ ایک خارجی فرقہ ہے:
(حاشیہ نسائی شریف ص۲۶ ج ۱ مطبوعہ دہلی)

مفتی عزیز الرحمن دیوبندی دیوبندیوں کے مدرسہ دیوبند کے مفتی مولوی عزیز الرحمن لکھتے ہیں کہ:

"اکثر غیر مقلدین کے عقائد بھی خراب ہوتے ہیں۔ آئمہ دین پر خصوصاً طعن کرنا امام ہمام حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر ان کا شعار ہے۔ اور روافض کی طرح سلف صالحین کو طعن کرکے اپنا دین و ایمان خراب کرتے ہیں" (اہلحدیث امرتسر ص۲ ۲۶ رجون ۱۹۱۴ء)

رشید احمد گنگوہی ممدوح الوہابیہ مولوی رشید احمد گنگوہی کا ارشاد ہے۔ کہ جو علماء دین کی توہین اور ان پر طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ قبر کے اندر اُن کا مُنہ قبلہ سے پھر جاتا ہے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ جس کا جی چاہے دیکھ لے غیر مقلدین چونکہ آئمہ دین کو بُرا کہتے ہیں۔ اس لیے ان کے پیچھے بھی نماز پڑھنی مکروہ فرمایا ہے۔
(تذکرۃ الرشید ص۲۸۲ جلد ۲ سطر ۲۱ تا ۲۳ مطبوعہ دہلی)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی اپنی کتاب سبیل الرشاد میں فرماتے ہیں کہ
عوام اہل اسلام پر لازم ہے کہ مدعی و گواہ ہو کر حکام وقت سے سزا یابی میں ان کی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ (الارشاد الی سبیل الرشاد ص۶ مطبوعہ دہلی)

قاری خلیل احمد لکھنوی دیوبندی

دیوبندی حضرات کے قاری خلیل احمد لکھنوی غیر مقلدین کے متعلق رقمطراز ہیں کہ، "اس بیباک فرقہ غیر مقلدہ کے علماء نے پیشوایان اسلام پر بہت کچھ زہر اُگلے اور بہتان لگائے ہیں میں تیج عرض کرتا ہوں، اگر احکام شرعیہ کے اجراء کا زمانہ ہوتا تو ان بیباک مولویوں پر حدِ افترا قائم ہوتی۔ جو (اہلسنت مقلدین) سے جدا ہوا وہ جدا ہو کر نار میں گیا۔"
(جلد التجدید علیٰ ظہر عدم التقلید)

قاری خلیل احمد لکھنوی مزید رقمطراز ہیں کہ؛
"فقہائے احناف سے آج کل اہلحدیث کو قلبی عداوت اور بغض ہے۔ اور اسی وجہ سے تفقہ فی الدین سے محرومی ہے۔ جو اسلام میں ایک زبردست دولت و بے بہا نعمت ہے۔"
(صاعقۃ التقلید علی الغوی العنید ص۷)

مولوی خیر محمد جالندھری

دیوبندیوں کی مقتدر شخصیت مولوی خیر محمد جالندھری نے غیر مقلدین کے متعلق لکھا ہے کہ؛
"غیر مقلدین تمام لوگوں میں سے خود سخت متعصب اور غالی ہیں۔"
(خیر التنقید فی سیر التقلید ص۶ مطبوعہ جالندھر)

مولوی خیر محمد صاحب نے اسی کتاب میں لامذہب غیر مقلد لکھ کر غیر مقلدین کو لامذہب قرار دیا ہے۔ (خیر التنقید ص۵۴)

مولوی حسین احمد مدنی کے نزدیک وہابی مذہب

دیوبندی حضرات کے مولوی حسین احمد مدنی وہابیوں نجدیوں کے امام محمد بن عبدالوہاب نجدی اور ان کے متبع وہابیوں کے عقیدہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"نجدی (محمد بن عبدالوہاب) اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دُنیا میں تھے۔ بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ اگر بعد وفات ان کو حیات ہے تو وہی حیات ان کو برزخ ہے۔ جو احادِ اُمّت کو ثابت ہے۔ بعض اُن کے حفظِ جسم نبی کے قائل ہیں مگر بلا علاقہ رُوح اور متعدد لوگوں کی زبان سے بالفاظ کہ یہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں دربارۂ حیات نبوی علیہ السلام سُنا جاتا ہے۔ اور اُنھوں نے اپنے رسائل و تصانیف میں لکھا ہے۔" (الشہاب الثاقب ص۴۵ سطر ۱ تا ۴ مطبوعہ دیوبند)

زیارت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوری آستانہ شریفہ وملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ (وہابیہ) بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے۔ اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور و ممنوع جانتا ہے۔ بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں۔ اگر مسجدِ نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰۃ و سلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دُعا وغیرہ مانگتے ہیں (الشہاب الثاقب ص۴۵-۴۶ مطبوعہ دیوبند)

حسین احمد ٹانڈوی المعروف مدنی نے ہی ص۴۶ پر بھی واضح الفاظ میں رقمطراز ہیں کہ وہابیہ سفر برائے زیارت حضورِ اکرم علیہ السلام حرام جانتے ہیں۔

دیوبندیوں کے مولوی حسین احمد مدنی نے واشگاف الفاظ میں وہابیت کی قلعی کھولتے

ہوئے لکھتے ہیں کہ: "شانِ نبوت وحضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو مماثلِ ذاتِ سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں۔ اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانۂ تبلیغ کی مانتے ہیں۔ اور اپنی شقاوتِ قلبی و ضعفِ اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رسولِ مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذاتِ پاک سے بعدِ وفات ہے۔ اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ معاذ اللہ نقلِ کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔"

(الشہاب الثاقب ص۴۷ سطر ۹ تا ۱۲ مطبوعہ دیوبند)

مولوی حسین احمد دیوبندی لکھتے ہیں کہ وہابیہ مسئلہ شفاعت میں ہزاروں تاویلیں اور گھڑ منت کرتے ہیں۔ اور قریب قریب انکارِ شفاعت کے بالکل پہنچ جاتے ہیں۔

(الشہاب الثاقب ص۶۷)

مولوی حسین احمد دیوبندی رقمطراز ہیں کہ وہابیہ اشغالِ باطنیہ و اعمالِ صوفیہ مراقبہ ذکر و فکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فنا و بقاء و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں۔ اور ان اکابر کے اقوال و افعال کو شرک وغیرہ کہتے ہیں۔ اور ان سلاسل میں داخل ہونا بھی مکروہ و مستقبح بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہیں۔ چنانچہ جن لوگوں نے دیارِ نجد کا سفر کیا ہو یا ان سے اختلاط کیا ہو گا اس کو بخوبی معلوم ہو گا کہ فیوض روحیہ ان کے

نزدیک کوئی چیز نہیں ہیں۔" (الشہاب الثاقب صفحہ ۵۹-۶۰)

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی لکھتے ہیں کہ وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں اور آئمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ وہابیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہلِ سنت والجماعت کے مخالف ہو گئے۔ چنانچہ غیر مقلدینِ ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقتِ اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عملاً در آمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے۔ بلکہ وہ بھی اپنے فہم کے مطابق جس حدیث کو مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کا بھی مثل غیر مقلدین کو اکابر امت کی شان میں الفاظِ گستاخانہ بے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے۔" (الشہاب الثاقب صفحہ ۶۲-۶۳ مطبوعہ دیوبند)

دیوبندیوں اور وہابیوں کے ممدوح حسین احمد ٹانڈوی المعروف مدنی رقمطراز ہیں کہ الرحمٰن علی العرش استوی وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواء ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے (اللہ تعالیٰ) کا ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے۔ (الشہاب الثاقب صفحہ ۶۴)

مولوی حسین احمد مدنی جن کے مر جانے کے بعد وہابیوں کے امیر داؤد غزنوی، اسماعیل سلفی آف گوجرانوالہ نے خراجِ تحسین پیش کیا۔ لکھتے ہیں کہ:

"وہابیہ نجدیہ کا یہ اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمین کے متصف بالحیوٰۃ البرزخیہ اسی مرتبہ سے ہیں۔ پس جو حال دیگر مومنین کا ہے وہی ان کا ہوگا۔ یہ جملہ عقائد اُن کے اُن لوگوں پر بخوبی ظاہر و باہر ہیں جنہوں نے دیارِ نجد عرب کا سفر کیا ہو یا حرمین شریفین میں رہ کر ان لوگوں سے ملاقات کی ہو یا کسی طرح سے اُن کے عقائد پر مطلع ہوا ہو۔ یہ لوگ

جب مسجد شریف نبوی میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام و دعا، وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں۔ انہی افعال خبیثہ و اقوالِ واہیہ کی وجہ سے اہلِ عرب کو اُن سے نفرت بے شمار ہے۔" (الشہاب الثاقب ص ۶۵-۶۶)

وہابیہ اور دیابنہ کے ممدوح مولوی حسین احمد ٹانڈوی وہابیہ نجدیہ کی بیخ کنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"وہابیہ خبیثہ کثرتِ صلوٰۃ وسلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأت دلائل الخیرات وقصیدہ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں۔" (الشہاب الثاقب ص ۶۶ سطر ۸ تا ۱۰ مطبوعہ دیوبند)

مولوی حسین احمد صاحب مدنی ٹانڈوی جن کی اکابرین وہابیہ نے غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کی رقمطراز ہیں:

"وہابیہ امرِ شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے پہنچا دیتے ہیں۔ وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں۔ اور علیٰ ہذا القیاس اذکارِ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی بُرا سمجھتے ہیں۔" (الشہاب الثاقب ص ۶۷)

قارئین کرام! مولوی حسین احمد مدنی نے غیر مقلدین وہابیوں کے جو عقائد بیان کیے ہیں ان کے عقائد (انہی) مسلکِ حق اہلسنت وجماعت (بریلوی) حضرات بیان کرتے ہیں۔ تو وہابی اہلسنت وجماعت (بریلوی) حضرات پر سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ اور ان پر طرح طرح کے فتوے لگاتے ہیں۔ اشتہار اور پمفلٹ شائع کرتے ہیں۔ مگر مولوی حسین احمد مدنی اگر عقائد بیان کرے اور تحریر کر جائے اور اس کتاب کی اشاعت آج تک ہوتی رہے۔ اس پہ کوئی ناراضگی کا اظہار نہ کریں۔ نہ ہی کوئی فتوے چسپاں کیا جائے۔ اور نہ ہی اس کے

خلاف کوئی اشتہار یا پمفلٹ شائع کیا جائے۔ بلکہ وہ جب مرجائے تو غیر مقلدین وہابی حضرات کی جمعیت کے امیر مولوی داؤد غزنوی صاحب اور ناظم اعلیٰ، مولوی اسماعیل صاحب سلفی آف گوجرانوالہ ان کے مقرر شہیر مولوی صدیق صاحب لائل پوری نماز جنازہ غائبانہ پڑھیں۔ اس کو حق گو اور مجدد عالم دین تسلیم کریں۔ اس کے نام کے آگے رح یعنی رحمۃ اللہ علیہ لکھیں مگر اہلسنت بریلوی حضرات کو مشرک، بدعتی، غالی نہ معلوم کیا کیا لکھیں اور کہیں۔

غیر مقلدین وہابی حضرات اور قارئین کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ مولوی حسین احمد مدنی نے غیر مقلدین وہابیوں کے فرقہ اور گروہ کو اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" ص مطبوعہ دیوبند میں کئی مقامات پر واضح طور پر فرقہ وہابیہ خبیثہ لکھا ہے۔

اب وہابی حضرات کو یہ اچھی طرح ذہن نشین ہونا چاہیئے کہ ان کے عقائد اور مذہب کی حقیقت کا انکشاف کرنے والا اور ان کے فرقہ کو وہابیہ خبیثہ کہنے والے مولوی حسین احمد مدنی ان کے اکابرین کی نگاہ میں کتنی عظمت والی شخصیت ہیں اور ان کے دل میں ان کی کتنی قدر و منزلت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں بعد ازاں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں کہ ان کے عقائد ان کا مذہب اور ان کے اکابرین کی کیا حقیقت ہے۔

مولوی حسین احمد مدنی کے متعلق وہابی اکابرین کے تاثرات

غیر مقلدین وہابیہ کا ترجمان الاعتصام لاہور جس کے سرورق پر "مسلک اہلحدیث، کا ترجمان و داعی" لکھا ہوتا ہے میں لکھا ہے کہ "مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی نے ۱۶ دسمبر کو چینیانوالی مسجد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے حضرت مولانا

سید حسین احمد مدنی صاحب کی وفات کو ایک عظیم سانحہ قرار دیا۔

مولانا نے فرمایا میں نے آج کے اخبارات میں مولانا مدنی کے انتقال کے متعلق خبر پڑھی تو میں فرطِ غم سے ۔۔۔۔ اور ہاتھوں میں رعشہ کی کیفیت طاری ہو گئی۔

مولانا حسین احمد مدنی علم و فضل میں تو ایک امتیازی حیثیت سے تو تھے ہی ورع و تقویٰ اور تدین و اخلاص میں بھی وہ بہت اونچے مقام پر فائز تھے۔

مولانا غزنوی نے فرمایا مولانا مدنی کی موت علم کی موت ہے۔ علماء اُٹھ رہے ہیں اور کوئی ان کی جگہ کو پُر کرنے والا نہیں۔ ان کی وفات سے نہ صرف ہندوستان کے حلقہ علم کو نقصان پہنچا ہے بلکہ یہ پوری دنیا کا علمی و تحقیقی نقصان ہے۔

جمعہ کے بعد مولانا مدنی کی غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور حلقہ مسجد چینیاں والی کی جمعیت اہلِ حدیث کی طرف سے ایک تعزیتی قرارداد بھی منظور کی گئی جس میں ان کی عظیم قومی و ملی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔

مولانا سید داؤد غزنوی صدر جمعیت اہلِ حدیث مغربی پاکستان نے مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے نام مندرجہ ذیل تعزیتی تار بھیجا:

"مولانا حسین احمد مدنی کی وفات کی خبر سن کر مجھے ازحد صدمہ ہوا ان کی موت صرف دیوبند ہی کے لیے باعثِ نقصان نہیں ہے بلکہ یہ پورے عالمِ اسلام کا ایک عظیم نقصان ہے"

(الاعتصام لاہور ص ۱۳ / دسمبر ۱۹۵۷)

مولوی اسماعیل سلفی آف گوجرانوالہ نے بھی حسین احمد مدنی کے بارے میں اپنے تاثرات اسی ہفت روزہ میں اس طرح درج کیے ہیں:

"مولانا محمد اسماعیل ناظمِ اعلیٰ جمعیت اہلِ حدیث مغربی پاکستان نے ایک بیان میں فرمایا، حضرت مولانا حسین احمد مدنی ۔۔۔۔ کے سانحہ

ارتحال نے علمی حلقوں میں ایک ارتعاش کی کیفیت پیدا کردی ہے۔ یہ حادثہ ہونا تھا مگر جب بھی ہوتا اسے عام طور پر بے وقت ہی سمجھا جاتا۔ مولانا جید عالم ہونے کے علاوہ مخلص، قابل اور تجربہ کار رہنما تھے ہندوستان میں ان کا وجود اللہ کی نعمت تھا۔

مولانا کے انتقال کا جس قدر رنج ان کے اقربا اور متعلقین کو ہوگا۔ ٹھیک اسی قدر رنج علمی دنیا کو ہوگا۔ مولانا کے فیوض سب کے لیے برابر تھے" (الاعتصام لاہور ص۱۳ دسمبر ۱۹۵۷ء)

مولوی صدیق لائل پوری

ہفت روزہ "الاعتصام" میں ہے کہ جامع اہلحدیث امین پورہ بازار (لائل پور) مولانا محمد صدیق صاحب خطیب جامع نے مولانا مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھایا۔ (الاعتصام لاہور ص۱۳ دسمبر ۱۹۵۷ء)

غیر مقلدین وہابی حضرات کی غیرت اور حمیت کہاں ہے۔ داؤد غزنوی، اسماعیل گوجرانوالہ، صدیق لائلپوری کتنے ۔۔۔۔ ہیں کہ جو ان کو خبیث کہے ان کے فرقہ کو خبیثیہ کہے اور یہ اس کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھیں اور اس کو جید عالم اور حق گو عالم کہیں۔ جید اور حق گو عالم پڑھنے سے مجھے یہ یقین ہو گیا کہ داؤد غزنوی اور اسماعیل آف گوجرانوالہ اور صدیق لائلپوری نے حسین احمد کے فتوے کی تائید کردی ہے کہ واقعی وہابی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

وہابیہ کی قرآنِ پاک کی تفسیر میں تحریف

وہابیہ نجدیہ کے نزدیک جیسے خداوندِ کریم اور نبیٔ کریم رؤف ورحیم علیم وخبیر علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم، انبیاء عظام علیہم السّلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ اسی طرح قرآنِ کریم، فرقانِ حمید، برہانِ رشید جو تمام کتابوں کی سردار ہے کی بھی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔ بلکہ قرآنِ پاک کو حادث اور محض ایک لیکچر سمجھتے ہیں۔ اس مقدس کتاب کی تفاسیر کو معمولی اخبار جیسے درجہ کے برابر اور خود ساختہ تفسیریں سمجھتے ہیں۔

وہابی یوں تو سلف صالحین کی تفاسیر کو خود ساختہ اور معمولی اخبار جیسے درجہ کے برابر سمجھتے ہیں۔ مگر خود تفسیر بالرائے کرتے ہیں۔ دراصل وہابیوں کو ان کے مجدد محمد بن عبدالوہاب نجدی نے تعلیم ہی یہی دی ہے۔ جس کی شہادت مفتی مکہ مکرمہ وامام مسجد الحرام حضرت علامہ احمد بن زینی علیہ الرحمۃ نے ان الفاظ میں دی ہے۔

كَانَ يَمْنَعُ اَتْبَاعَهٗ مِنْ مُطَالَعَةِ كُتُبِ الْفِقْهِ وَالتَّفْسِيْرِ وَالْحَدِيْثِ وَاَحْرَقَ كَثِيْرًا مِنْهَا وَ اَذِنَ لِكُلِّ مَنْ اَتْبَعَهٗ اَنْ يُفَسِّرَ الْقُرْاٰنَ بِحَسْبِ فَهْمِهٖ حَتَّى الْهَمَجَ الْهُمَجَ مِنْ اَتْبَاعِهٖ فَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يَفْعَلُ ذَالِكَ وَلَوْ كَانَ لَا يَحْفَظُ الْقُرْاٰنَ

اپنے پیروکاروں کو کتب فقہ و تفسیر و حدیث کے مطالعہ سے منع کرتا تھا بہت سی کتب جلا بھی دیں۔ اپنے ہر پیروکار کو اجازت دے دی تھی کہ قرآنِ پاک کی تفسیر اپنے فہم کے مطابق کرے یہاں تک کہ اس نے اپنے متبعین کو برانگیختہ کر دیا۔ ان میں سے ہر ایک ایسا ہی کرتا تھا

وَلَا شَيْئًا مِنْهُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ مِنْهُمْ لِآخَرَ يَقْرَأُ اِقْرَأْ عَلَيَّ حَتّٰى أُفَسِّرُ لَكَ فَاِذَا قَرَأَ عَلَيْهِ يُفَسِّرُهُ لَهُ بِرَأْيِهٖ ۔ (الدرر السنیہ صفحہ ۴۲)

اگرچہ قرآن اسے بالکل یاد نہ ہوتا وہ کسی دوسرے کو کہتا کہ تم قرآن پڑھو میں اس کی تفسیر بتاتا ہوں جب وہ پڑھتا تھا تو یہ اپنے رائے سے تفسیر کر دیتا تھا۔

علامہ افندی نے بھی ابوالوہابیہ ابنِ عبدالوہاب نجدی کی اس تعلیم کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

اَنَّهٗ هُوَ وَ اَتْبَاعَهٗ كَانُوْا يُأَوِّلُوْنَ الْقُرْآنَ بِحَسْبِ اَهْوَاۤئِهِمْ لَا بِحَسْبِ مَا فَسَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَصْحَابُهٗ وَ السَّلَفُ الصَّالِحُ وَ اَئِمَّةُ التَّفْسِيْرِ

محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اُس کے پیروکار (وہابی) قرآنِ پاک کی تاویلیں اپنی خواہشوں کے مطابق کرتے تھے۔ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان سلف صالحین اور آئمہ مفسرین علیہم الرحمۃ کی تفسیر کے مطابق تفسیر نہیں کرتے تھے۔ (الفجر الصادق صفحہ ۱۹)

اب غیر مقلدین کے گھر کی ہی شہادت سے وہابیہ کا تفسیر بالرائے کرنا درج کیا جاتا ہے۔

مولوی وحید الزماں کی گواہی

وہابیوں کی مقتدر شخصیت مولوی وحید الزماں حیدرآبادی لکھتے ہیں "قوم غیر مقلدوں کا گروہ" جو اپنے تئیں اہلحدیث کہتے ہیں۔ انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے۔ کہ مسائل اجماعی کی پروا نہیں کرتے نہ سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کی۔ قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی سے کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے۔ اُس کو بھی نہیں سُنتے۔ (حیات وحید الزماں صفحہ ۱۰۲ وحید اللغات)

وہابیوں کے مجدد اور سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر بھی تفسیر بالرائے کا مجموعہ ہے جیسا کہ وہابی اکابر کی تحریریں بھی اس حقیقت کی تصدیق کر رہی ہیں

حافظ عبداللہ روپڑی کی گواہی

وہابیہ نجدیہ کے مشہور بزرگ اور حافظ عبدالقادر روپڑی کے پیارے چچا جان عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ :

" مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری من گھڑت اور حدیث کے خلاف تفسیر کرتے ہیں ۔" (درایت تفسیری ص ۵۵-۱۳۰)

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کے فتاویٰ اہلحدیث کے حاشیہ پر روپڑی صاحب کے وہ الفاظ درج ہیں ۔ جو انہوں نے امرتسری کو مخاطب کرتے ہوئے لکھے ہیں ۔

" آپ کی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن کو آپ ہی تفسیر کہتے ہوں گے ورنہ دنیا تو اُس کو تحریف کہتی ہے ۔" (حاشیہ فتاویٰ اہل حدیث ص ۵۷)

حافظ عبداللہ روپڑی نے اپنے اخبار "تنظیم اہلحدیث" روپڑ میں بھی امرتسری کی تفسیر کے متعلق لکھا ہے کہ :

" قرآن مجید کی تفسیر میں باہر کی بھی ضرورت ہے ؟ یا قرآن آپ ہی اپنی شرح ہے ؟ مولوی ثناء اللہ صاحب کا خیال ہے ۔ کہ قرآن آپ ہی شرح ہے اس بناء پر اُنہوں نے ایک تفسیر تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن لکھی ہے ۔ جس نے جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے ۔ اس سے انہوں نے بتلایا ہے کہ قرآن کو باہر کی ضرورت نہیں ۔ اب وہ آزاد ہیں ۔ قرآن مجید کے الفاظ تروڑ مروڑ کر جس عندیہ پر چاہیں چسپاں کر لیں ۔" (تنظیم اہلحدیث روپڑ ص ۹ کالم ۱ یکم فروری ۱۹۳۲ء)

روپڑی صاحب کے بعد وہابیوں کے بہت بڑے مولوی محمد حسین بٹالوی کی گواہی بھی قابلِ مطالعہ ہے ۔ چنانچہ پڑھیے اور وہابی کی قرآن دانی کا اندازہ لگائیے ۔

روپڑی صاحب نے اپنی کتاب درایت تفسیری میں مزید لکھا ہے کہ

(مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر) تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن نہیں بلکہ تفسیر بالرائے ہے ۔

(درایت تفسیری ص ۲۵)

(مولوی ثناء اللہ) کی تفسیر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ نہ حدیث کو نصابِ تفسیر میں داخل مانتے ہیں اور نہ تفسیرِ صحابہ کو نصابِ تفسیر میں داخل مانتے ہیں۔ کیونکہ اس تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن میں انہوں نے نہ حدیث کی پرواکی ہے۔ نہ تفسیرِ صحابہ کی۔

(درائیت تفسیری صہ ۱۳۰)

مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہاں تک دعوےٰ ہے۔ کہ کلامِ الٰہی کی تفسیر میں حدیث کی بھی چنداں ضرورت نہیں۔ چنانچہ ترکِ اسلام کے صفحہ ۲۰۱ پر لکھتے ہیں کہ قرآن۔ ... رکا سمجھنا نہ تو حدیث پر نہ کسی مفسّر پر موقوف ہے۔ (درائیت تفسیری صہ ۴۴-۴۵)

(مولوی ثناء اللہ امرتسری کے نزدیک) صحیح تفسیر وہ ہے۔ جو لغت وغیرہ کے موافق ہو آثارِ صحابہ وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ حدیث نبوی کی بھی حاجت نہیں۔

مولوی ثناء اللہ کے کس قدر دلیری کے کلمے ہیں۔ گویا نبی علیہ السلام کے ارشادِ مبارک کو کسی واعظ غیر محقق کا یہ محلہ کی کسی بڑھیا کا مقولہ بتاتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ سلف بلکہ حدیث کے خلاف تفسیر کی ہے۔ (تعریفات اہلِ سنت صہ ۲۰۶)

مولوی ثناء اللہ محض اپنی سمجھ سے یا سینہ زوری سے مطالب بیان کرتے ہیں جو معنیٰ پہلے لوگ (صحابہ وغیرہ) سمجھتے آئے اسکی پرواہ نہیں کرتے بلکہ بڑی دلیری اور جرأت سے سلف کی مخالفت کو ہوّے سے تعبیر کرتے ہیں۔ (تعریفات اہلِ سنت صہ ۲۰۷)

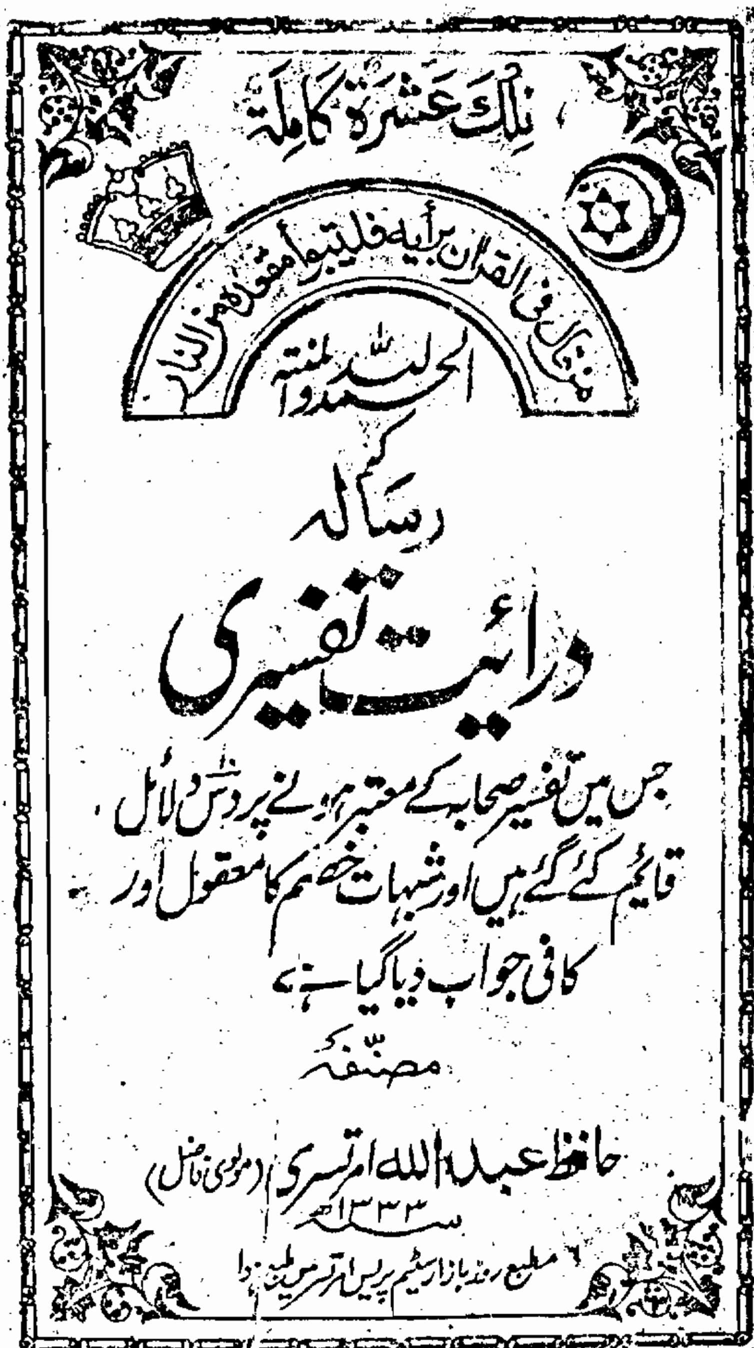
مولوی ثناء اللہ صاحب نے عربی زبان میں ایک تفسیر لکھی ہے۔ جو تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن کے نام سے مشہور ہے اس میں انہوں نے اکثر معجزات[1] اور خرق عادات ... کار کیا۔ اور ... معتزلہ۔ جہمیّہ۔ نیچریہ وغیرہ) کی موافقت کی ہے۔

(...)

مولوی ثناء اللہ کا مذہب وہی نیچری والا ہے مگر رسالہ "اتباع سلف" اور "آیاتِ متشابہات" کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مذہب مرزائیوں والا ہے۔

(تعریفات اہلِ سنّت صہ ۲۴۳)

[1] صفحہ ۶۳ پر رسالہ درایت تفسیری کے صفحہ ۹ کا اصلی فوٹو ملاحظہ فرمائیں۔



تلک عشرۃ کاملۃ

من قال فی القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار

الحمد للہ والمنۃ

کہ

رسالہ

درایت تفسیری

جس میں تفسیر صحابہ کے معتبر ہونے پر دس دلائل
قائم کئے گئے ہیں اور شبہات خصم کا معقول اور
کافی جواب دیا گیا ہے

مصنفہ

حافظ عبد اللہ امرتسری (مولوی فاضل)

سنہ ۱۳۳۳ھ

مطبع رند بازار سٹیم پریس امرتسر میں طبع ہوا

قیمت ۴ر ملنے کا پتہ :- روپڑ ضلع انبالہ - مہتمم مدرسہ اہلحدیث

درایت تفسیری کے ٹائیٹل کا فوٹو

ہیں یعنی جو شخص علوم عربیہ جانتا ہو وہ قرآن مجید کا صحیح مطلب سمجھ سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ	ہمنے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا تاکہ تم اسکو سمجھو

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ قرآن مجید کا سمجھنا عربی زبان جاننے پر موقوف ہے اور اس میں شک نہیں کہ عربی زبان کا جاننا علوم عربیہ پر موقوف ہے پس ثابت ہوا کہ نصاب تفسیر علوم عربیہ ہیں ہم چاہتے ہیں کہ جس غرض سے مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہہ فصل منعقد کی ہے اس کو بھی بیان کریں تاکہ ناظرین اس رسالہ کو مزید بصیرت حاصل ہو۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے عربی زبان میں ایک تفسیر لکھی ہے جو تفسیر القرآن بکلام الرحمن کے نام سے مشہور ہے اس میں انہوں نے اکثر معجزات اور خرق عادات کا انکار کیا ہے[1] اور فرق ضالہ (معتزلہ جہمیہ نیچریہ وغیرہ) کی موافقت کی ہے۔ تصدیقاً چند معجزات اور خرق عادات جنسے مولوی صاحب منکر ہیں بطور نمونہ مع حوالہ پارہ پیش ناظرین ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کے پرندوں کا زندہ ہونا (پ۳) مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم میووں کا غیب سے آنا (پ۳) قربانیوں کے کھانے کے لئے آگ کا آسمان سے اترنا (پ۴) موسیٰ علیہ السلام کی مچھلی کا زندہ ہونا (پ۱۵) داؤد علیہ السلام کے ساتھ پرندوں اور پہاڑوں کا تسبیح پڑھنا (پ۱۷) داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہے کا موم کی طرح نرم ہونا (پ۲۲) بنی اسرائیل پر جنگل میں بادلوں کا سایہ ہونا (پ۱) قوم لوط علیہ السلام کی بستیوں کا اوپر جانا اور الٹے زمین پر مارے جانا (پ۱۲) جنت میں سایہ کا ہونا (پ۵) یوسف علیہ السلام کی برأت کے لئے دودھ پیتے بچے کا شہادت دینا (پ۱۲) وغیرہ وغیرہ۔

لہ یعنی جن آیات سے معجزات ثابت ہوتے ہیں ان کے ایسے معانی بیان کئے ہیں کہ ان سے معجزات ثابت نہوں جیسی نیچری اور دیگر گمراہ فرقے کہتے ہیں اس رسالہ میں اسکی چند اخذ آجائینگی انشاء اللہ ۱۲ منہ

درایت تفسیری صفحہ ۹ کا فوٹو

مولوی عبدالحق غزنوی کی شہادت

مولوی عبدالحق غزنوی نے امرتسری تفسیر کے متعلق لکھا ہے۔ کہ

ایک تفسیر عربی مولوی ثناء اللہ کشمیری الاصل امرتسری الوطن میری نظر سے اغلاط کا مجموعہ تاویلات کا ذخیرہ دیکھا۔ تعجب ہے یونیورسٹی کے فاضل کی فضیلت اور لیاقت کے الفاظ غلط۔ معانی غلط۔ استدلالات غلط بلکہ تحریفات میں یہودیوں کی بھی ناک کاٹ ڈالی۔ (اربعین ص۳ سطر ۱۱ تا ۱۵)

مولوی شمس الحق اوڈیانوی کی گواہی

وہابیوں کی مشہور شخصیت عون المعبود کے مصنف لکھتے ہیں۔ کہ

تفسیر ثنائی میں تاویلات باطلہ اور تحریفات سے کام لیا گیا ہے۔ (اربعین ص۴۸)
ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر الحاد۔ تحریف یہودانہ سے بھری ہوتی ہے۔ اور یہ تفسیر بالرائے ہے۔ اور اس کا مصنف ٹھیک ٹھیک اس حدیث کا مصداق ہے مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ اور اس کا مصنف بے شک اہلِ اعتزال اور اہلِ اہواء اور نیچریوں کا طریقہ رکھتا ہے۔ (اربعین ص۲۶)

مولوی عبداللہ غازی پوری کی قرآن دانی

وہابیوں کے مجتہد مولوی عبداللہ غازی پوری کی قرآن کے متعلق وہابیوں کے غزنوی خاندان کے شاگرد رشید مولوی فقیر اللہ مدراسی لکھتے ہیں۔ کہ

جناب حافظ صاحب اتباعِ سلف کے صاف منکر ہیں۔ بلکہ حدیث مرفوع صحیح کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ اور اپنی رائے و قیاس کو اقوال صحابہ خیار و فتاوے سابقین اولین من المہاجرین والانصار پر بلکہ صحیح حدیث پر بھی مقدم کرتے ہیں۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۵ کالم نمبر ۳، ۶ جون ۱۹۱۳ء)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی گواہی

امرتسری کی تفسیر کے متعلق ان کی رائے یہ ہے کہ اس تفسیر کا مصنف (ثناء اللہ امرتسری) اس تفسیر سراپا الحاد و تحریف میں پورا مرزائی

چکڑالوی اور چھٹا ہوا نیچری ہے۔ (اربعین ص۴ تنظیم اہلحدیث روپڑ ص۴ ، ۷ اپریل ۱۹۳۷ء)

مولوی محمد حسین بٹالوی نے وہابیوں کے سردار ثناء اللہ امرتسری کے خود ساختہ تفسیری اصول اس طرح رقمطراز ہیں کہ:

" اس (امرتسری) کا کلام سابق ولاحق شاہد ہے کہ اس کے نزدیک صحابہ کا اتفاقی قول بھی حجت نہیں۔ وہ قرار داد تمام زمانہ صحابہ وتابعین کو واجب القبول نہیں سمجھتا۔" (اشاعۃ السنۃ ص۱۴۸ نمبر ۵ جلد ۲۱)

" ہر ایک عالم کا حق ہے کہ قرآن کو اپنے علم سے سمجھے خواہ پہلے لوگوں میں اس کا کوئی موافق ہو یا نہ ہو۔" (اشاعۃ السنۃ ص۱۴۹ نمبر ۵ جلد ۲۱)

" وہ (مولوی ثناء اللہ امرتسری) اقوال معتزلہ کی پیروی کو جائز جانتا ہے۔ اور اُس سے بچنے کو بُرا سمجھتا ہے" (اشاعۃ السنۃ ص۱۵۱ نمبر ۵ جلد ۲۱)

مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں بھی امرتسری کی تفسیر کے متعلق لکھا ہے کہ:

" تفسیر میں اُس نے بعض آیات کی تفسیر میں اقوال سلف صحابہ تابعین کو چھوڑ کر بتقلید سرسید جاحظ ابومسلم وجبائی کی پیروی کی ہے۔ اس کو تحریراً وتقریراً اسے سمجھایا اور بتایا گیا ہے۔ کہ یہ اقوال معتزلہ اجماع سلف صالحین صحابہ وتابعین کے خلاف ہیں۔ اور قرآن وحدیث سے اُس کا کوئی مستند نہیں۔ صرف ان ملحدوں کا اجتہاد سراسر الحاد ان کا مستند ہے۔ پھر بھی وہ ان کی پیروی نہیں چھوڑتا اور اُس پر اصرار کے ساتھ قائم ہے۔" (اشاعۃ السنۃ ص۱۵۱ نمبر ۵ جلد ۲۱)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے فرقہ کے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اہل حدیث ہونے کا انکار کرتے ہوئے دلائل دیتے ہیں کہ:

" تم تفسیر قرآن مجید کو بمجرد لغت بلحاظ وبلا تلاش حدیث جائز رکھتے

ہو اور قرآن مجید کی تفسیر میں حدیث کی ضرورت و حاجت کے قائل نہیں۔ اور جو شخص ایسا کرتا ہے۔ وہ بھی اہلحدیث نہیں ہوتا نتیجہ یہ کہ تم اہلحدیث نہیں؛

تم اپنے آپ کو اور اپنے اسلاف معتزلہ نیچریہ وغیرہ اہل بدعت کو علم و فضل میں صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے افضل یا کم سے کم ہمسر سمجھتے ہو۔ اور اس لیے ان کی اتفاقی تفسیر قرآن کو چھوڑ کر تفسیر معتزلہ کو اختیار کر چکے ہو۔ اور باوجود سمجھانے اور بتانے اس امر کے کہ وہ تفسیر معتزلہ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے مخالف ہے تم اس تفسیر اور اتفاق رائے معتزلہ سے دست بردار نہیں ہوتے۔ اور جو شخص ایسا کرتا ہے وہ اہلسنت اور اہلحدیث سے خارج اور معتزلہ میں داخل ہے۔ نتیجہ یہ کہ تم اہلحدیث سے خارج اور معتزلہ نیچریہ وغیرہ اہل بدعت میں داخل ہو۔ (اشاعۃ السنۃ صفحہ ۱۹۲ نمبر ۷ جلد ۱۲)

وہابیوں کے مجتہد مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے فرقہ کے مولوی وحید الزماں کے صحاح ستہ اور کتاب اللہ کے ترجمہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ؛

"ہم کو ان کے تراجم کا ایگزیمینیشن (امتحان) ضرور کرنا پڑے گا خدا جانے ان تراجم میں انہوں نے کیا کچھ غضب ڈھایا ہو گا۔ اور کس کس دھوکا اور غلط فہمی میں نادان مسلمانوں کو ڈال دیا ہو گا۔ ایسے بے احتیاط مواخذہ آخرت سے بے ڈر کے۔ مغالطات سے عام مسلمانوں کو بچانا ضروری امر اور خاص کر اشاعۃ السنۃ کا منصبی فرض ہے"۔

(اشاعۃ السنۃ صفحہ ۲۰۵ نمبر ۷ جلد ۱۲)

لہ بٹالوی صاحب کی اس گواہی سے معلوم ہوا کہ سرار دہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اسلاف صحابہ کرام محدثین عظام علیہم الرضوان نہ تھے بلکہ ان کے اسلاف معتزلی اور نیچری تھے۔ (فقیر قادری محمد ضیاء اللہ غفرلہ)

حافظ عبدالمنان وزیرآبادی کی گواہی وہابیہ نجدیہ کے اُستاد اور امرتسری کے بھی اُستاد مولوی عبدالمنان نے وزیرآبادی نے بھی وہابیوں کی تفسیر القرآن کے بارے میں لکھا ہے کہ :

"مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر القرآن کو اکثر جگہ تفسیر بالرائے و مخالف تفسیر سلف صالحین کے یقیناً جانتا ہوں"

(فتنہ ثنائیہ صہ)

مولوی عبدالستار دہلوی کی گواہی وہابیوں کی امامیہ پارٹی کے مولوی عبدالستار دہلوی (جو کہ رفیق خاں پسروری کے اُستاد بھی ہیں) نے لکھا ہے کہ :

"مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی کتاب تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن میں علاوہ دیگر صفات باری تعالےٰ کے آیت ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ کا معنٰی بھی خلاف سلف صالحین صحابہ کرام و تابعین عظام کے کیا ہے۔" (فتاوی ستاریہ ص۸۶ ج ۲)

وہابیوں کی مرکزی جمعیت ہند کے سیکرٹری مولوی عبدالعزیز نے بھی لکھا ہے کہ :

"آج اس میں ایک ٹولی مولوی ثناء اللہ کے وجود مبارک سے ایسی پیدا ہوگئی جس نے تہیہ کرلیا ہے کہ محدثین کرام کی محنتوں پر پانی پھیر دیا جائے۔ اور صفات باری تعالیٰ، معجزات انبیاء کرام اور ایسے ہی دوسرے مسائل ہیں۔ ابومسلم معتزلی اور اُس کے دوسرے بھائیوں کی تاویلات کو قرآن و حدیث میں رائج کردیا جائے"

(فتنہ ثنائیہ ص۳۰۲)

احادیثِ صحیحہ کے مخالف تفسیر

حرم شریف کے نجدی مدرس حسن بن یوسف دمشقی

واضح الفاظ میں لکھتے ہیں۔ کہ،

"ثناءاللہ نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ صحیح احادیث اور تفاسیرِ صحابہ کے مخالف لکھا ہے۔" (اربعین صفحہ ۱۸، ۱۹)

حافظ عبداللہ روپڑی کا واضح احادیث کے معانی میں تحریف کرنا

مولوی داؤد غزنوی اپنی جماعت کے حافظ عبداللہ روپڑی کے متعلق رقمطراز ہیں۔ کہ

حافظ صاحب نے فتح الباری سے امام مالک کا ایک غیر معروف بلکہ ضعیف قول نقل کر کے صریح اور واضح احادیث رسول اللہ کے معانی میں تاویل اور تحریف شروع کر دیں۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر صفحہ ۹ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)

نواب صدیق حسن بھوپالی

جو کہ وہابیوں کے مفسر اور محدث ہیں۔ ان کے نزدیک صحابہ کی تفسیر حجت نہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

حجت بتفسیر صحابہ غیر قائم است۔ (بدور الاھلہ صفحہ ۱۳۹)

آخر میں غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے مولوی فقیر اللہ مدراسی کی کتاب اعلام خلق اللہ باغرب الحادات ثناءاللہ کے آخری صفحات ۲۳ تا ۲۸ کی فوٹو پیش کی جاتی ہے۔ جن پر انہوں نے سردار اہلحدیث مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری نے قرآن پاک کی تفسیر میں جو تحریفات اور معجزات کا انکار کیا ہے۔ درج کئے ہیں۔ وہ صفحات کے فوٹو مع کتاب کا ٹائیٹل صفحہ نمبر ۶۹ تا ۷۵ ملاحظہ ہوں۔

ونقلب افئدتہم وابصارہم کما لم یؤمنوا بہ اول مرۃ

مولوی ثناء اللہ اڈیٹر اخبار اہلحدیث کے الحادات وفسادات یوں تو بہت کچھ ہیں جنکا حصر دشوار ہے مگر یہ ایک الحاد اسکا ایسا بدتر واشد ہے کہ جسکے سبب سے تمام ملاحدہ و زنادقہ پربھی فوقیت لیگیا اور انکو بھی مات کردیا ہے کیونکہ آج تک کسی زندیق نے ایسے الحاد وفساد کو جائز نہیں کہا ہے اسکا مفصل بیان اس رسالہ میں ہے

اعلام خلق اللہ

باغرب

الحادات ثناء اللہ

یعنی ثناء اللہ نے دادی پردادی اور بعض دیگر محرمات ابدیہ کو حلال کردیا

للعنۃ اللہ علی المفسدین

از تصنیف راجی رحمۃ اللہ محمد فقیر اللہ عافاہ ربہ وکفاہ شر من آذاہ وعاداہ

در مطبع کریمی واقع مدراس رونق طبع یافت

سنہ ۱۳۳۳

مختصر سی سوانح عمری الحادی ثناء اللہ ملحد کشمیری اڈیٹر اخبار زیغ بازضلالہ آثار کی

رسالہ اربعین عنہ میں (جس پر خود علماء کے دستخط ہیں) اور ان میں ۷۶ علماء کبار نے ثناء اللہ کو خارج از اہل سنت و داخل جماعت اہل ضلالت کر کے لکھا ہے کہ ناظرین ضرور ہے اس کے ہر کا مطالعہ کریں اور اہل حق کو چاہیے کہ دوبارہ اسکو طبع کرا کر شائع کریں) لکھا ہے کہ ثناء اللہ صاحب اپنے آپکو اہلحدیث اور اپنی کتاب کو مذہب اہلحدیث اور مطبع کو مطبع اہلحدیث اور اخبار کو اخبار اہلحدیث اور اپنے مذہب مبتدع (نئے گمراہ مذہب) اور قول مخترع (بناوٹی بات) کو مذہب اہلحدیث کہتے اور مشہور کرتے ہیں حالانکہ حقیقت میں یہ ایک کالا سا ہے اور منافقوں کی طرح چالبازی واہلہ فریبی و دغابازی اور گندم نمائی و جو فروشی ہے اور یہ عیار بے انصاف ناحق شناس بدنام کنندہ نیکو نامے چند ہے ناحق اہلحدیث کو بدنام کر رہا ہے اور مذہب اہلحدیث کو بگاڑ رہا ہے نہ تو یہ سچا اہلحدیث ہے اور نہ ان سے اسکو کچھ سروکار ہے بلکہ اہلحدیث سے بالکل مخالف اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہے فلاسفہ و نیچریہ اور معتزلہ کا مقلد ہے۔ ناسخ و منسوخ۔ تقدیر۔ معجزات۔ کرامات صفات باری۔ دیدار الٰہی۔ میزان۔ عذاب قبر۔ عرش۔ لوح محفوظ۔ دابۃ الارض۔ طلوع شمس من المغرب وغیرہ وغیرہ جو اہل سنت کے مسائل اعتقادیہ اجماعیہ ہیں اور آیات قرآنیہ ان پر شاہد ہیں اور علماء اہل سنت نے اپنی تفاسیر میں بالاتفاق جن آیات کی تفاسیر ان مسائل کے ساتھ کی ہے انہوں (ثناء اللہ) نے ان سب آیتوں کو بتقلید کفرۂ یونان و فرقہ ضالہ معتزلہ و قدریہ و جہمیہ خذلہم اللہ محرف و مبدل کر کے سبیل مومنین کو چھوڑ کے اپنے آپکو ومن یتبع غیر سبیل المومنین الآیۃ کا مصداق بنایا ہے اہل سنت و جماعت دور کنار اسکو تو سرے سے تفسیر نبوی سے ہی کچھ سروکار نہیں انتہی اب بطور تخصیص بعد تعمیم اسکے چند الحادات و کفریات و تاویلات باطلات تمثیلاً ذکر کیے جاتے ہیں جو نمونہ ہے خروار سے اور ایک ہی ہزار سے (۱) مائی حوا علیہا السلام کا آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہونا قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور ثناء اللہ اسکا منکر ہے اور فقط اس ایک انکار سے ملحد بن کافر ہو گیا ہے بس چہ جائیکہ وہ صدہا ایسی اور اس سے بڑھکر باتوں کا منکر ہے (۲) ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام کے ہاتھ سے جو چار پرندوں کے زندہ ہونیکا معجزہ قرآن مجید میں آیا ہے ثناء اللہ اس کا منکر ہے اور وہ اس انکار کے سبب سے ملحد سچا اور کافر پکا ہو گیا ہے (۳) مریم علیہا السلام کے پاس غیب سے بے موسم کے میوے ملنے کا انکار (۴) قوم لوط علیہ السلام کی بستیوں کے الٹ پلٹ ہونیکا انکار۔ آنجا دیکہ ہنگام سحر۔ کرد قوم لوط را زیر و زبر۔ (۵) پہلے پیغمبروں کی امتوں کے جہاد و قربانیوں کے قبول ہونیکی علامت یہ تھی کہ آسمان سے آگ آکر غنیمت کے مال اور قربانیوں کو کھا جاتی تھی قرآن و حدیث سے اسکا ثبوت ہے اور ثناء اللہ اسکا انکار کرتا ہے (۶) صالح علیہ السلام کی اونٹنی پتھر یا زمین سے نکلنا باتفاق اہل سنت معجزہ ہے اور ثناء اللہ ملحد اس قدرۃ کاملہ الٰہیہ (معجزہ) کا منکر ہے اور نیچریوں کا سگا بھائی اور چکڑالوی کا چیلا ہے (۷) موسیٰ علیہ السلام کی مچھلی کے زندہ ہونے سے انکار (۸) داؤد علیہ السلام کے ساتھ جانوروں اور پہاڑوں کے تسبیح کہنے سے انکار (۹) داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں بغیر گرم یا آتش کرنے لوہے کے مثل موم نرم ہونے سے انکار (۱۰) بنی اسرائیل پر جنگل تیہ میں جو بدلوں کا سایہ چالیس سال تک ہوا کرتا تھا اس سے اسکو انکار (۱۱) ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو دنبہ جنت سے چالیس برس تک جنت میں چرتا چرتا

تیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے مین ذبح کیا گیا تھا ثناء اللہ کی گمراہ عقل نیچریون کی طرح اسکو نہین مانتی اور اس مین تاویل باطل کرکے بچا پورا ملحد بنا ہے (۱۲) قیامت کے دن زمین کے لپیٹنے سے اس ملحد جدید کو انکار (۱۳) فرشتون کے پیدا ہونے انکار (۱۴) تاروں کے ساتھ شیاطین کو مارنے سے انکار حالانکہ کتاب و سنت سے ثابت ہے (۱۵) یاجوج ماجوج کی سد سے انکار (۱۶) بلکہ خود یاجوج ماجوج کے ہونے سے انکار (۱۷) ترازو سے اعمال تولے جانے سے انکار (۱۸) حور عین سے انکار حالانکہ قرآن و حدیث سے انکا متعدد ثبوت ہے کہ انکے ماننے میں ایک ذرہ درکار ہے اس مختصر فہرست مین جو بطور نمونہ کے دے ہی مجملا بنائی جاتی ہے اسکے بیان کی کہان گنجائش ہے غرضکہ ثناء اللہ کا ملحد اور چھٹا ہوا نیچری ہے اور سخت دغاباز و حیلہ ساز ہے (۱۹) بیت معمور ساتوین آسمان مین معبد و قبلۂ ملائکہ ہے ہر روز ستر ہزار فرشتے اسمین عبادت کے لئے آتے ہین تا قیام قیامت یہی حال رہیگا یعنی آج جو ستر ہزار آئے ہین پھر وہ دوبارہ قیامت تک نہ آئینگے اور کل نئے اور ستر ہزار آئینگے غرضکہ یہ تفسیر بیت معمور کی نبوی ہے اور ملحد ثناء اللہ اسکا منکر ہے (۲۰) قرآن شریف مین ہے والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ والسموات مطویات بیمینہ یعنی رب العزت قادر مطلق آسمانون کو اور زمین کو اپنے ہاتھ (بے مثل آسمانہ) مین لپیٹ لیگا اور قریب قریب اس بیان کے حدیث بھی وارد ہے اور علماء یہود بھی اسکے قائل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متحانا سائل ہوئے تھے مگر یہ ملحد ثناء اللہ اسکا منکر اور مؤول بتاویل باطل ہے اور لکھتا ہے کہ اس سے مراد خدا کی حکومت ہے اور اب بھی زمین و آسمان خدا نے اپنے ہاتھ مین لپیٹے ہوئے ہین پھر اس آیۂ کریمہ مذکورہ کو لکھا اور اپنی غرض فاسد کے واسطے یہان تک لکھا اور یہودی صفت اور تحریف کو کام مین لایا کہ لفظ یوم القیامۃ کا اڑا دیا اور آیت سے نکال دیا یعنی عمدا یہ کام کیا ورنہ اسکا الحادی معنے جسکا بطلان ظاہر ہے عام ذہن کے طور پر بھی نہین بن سکتا تھا اسکا رسالہ ترک اسلام صفحہ ملاحظہ ہو دیکھئے اتنا بڑا سخت بے ایمان اور محرف قرآن ہو کہ کوئی ملحد آج تک اتنی جرأت نہ کیا ہوگا افسوس تم اسکے مقلدون چیلون دل کے اندھون پر ہے کہ وہ اس جاہل ملا متعال کی دم پکڑے ہوئے ہلاکت و ضلالت کے کنوین مین گرے جاتے اور بھیڑیا چال چلنے مین معاذ اللہ گویا ثناء اللہ نے خدا کی غلطی پکڑی فلعنۃ اللہ علی ناقص القرآن وحاذفہ کما وردت بلسان رسولہ علی الزائد فیہ (۲۱) قرآن شریف مین ہے کہ کافر قیامت کے دن منہ کے بل چلائے جائینگے اور اس بے ایمان کی عقل اندھی اسکو نیچریون کی طرح نہین مانتی اور اسکا انکار کرتا ہے کیونکہ چھٹا ہوا نیچری ہے (۲۲) دابۃ الارض یعنی ایک جانور جو قیامت کے قریب زمین سے نکلکر مومن اور کافر کے درمیان امتیاز کرتا جائیگا ثناء اللہ اسکا منکر ہے (۲۳) عرش عظیم کو جیسا کہ اہل سنت مانتے ہین کرسی پر ہے اور تمام آسمانون اور زمینون سے بڑا ہے یہ ملحد ثناء اللہ نہین مانتا اور اسکی تاویل باطل ساتھ حکومت کے کرتا ہی بلا شبہ کفر ہے (۲۴) سدرۃ المنتہی کا منکر ہے (۲۵) استواء علی العرش کا منکر ہے جبکہ وہ سرے سے عرش کا ہی منکر ہے تو استواء علی العرش کا منکر کیون نہین ہوگا (۲۶) صفات باری کلام وغیرہ کا منکر اور جہمیہ معتزلہ کا مرید و منقلد یعنی تقلید حرام معتقد و قائل اور تقلید و اتباع سلف صالحین واجب و فرض کا منکر اور جواب سے نہایت عاجز ہو کر سخت مجبوری سے اتباع سلف صالحین کی

فرضیت کو بھی ابتداء رسالہ بر عکس نام اتباع سلف مین تسلیم بالتصریح کرچکا مگر پھر اسکا منافقانہ انکار بھی باقی ہے (۲۶) قرآن مجید
خدا کا کلام اور اسکی صفت ہے اور غیر مخلوق ہے اور ثناء اللہ اسکا منکر ہے اور قرآن کریم کو مخلوق کہتا ہے اور یہہ کفر ہے اور علماء کو
اسکا نام کو پہونچتا ہے بلکہ ضروری ہے کہ وہ قرآن مجید کے مخلوق ہونیکے قائل و مدعی کو قتل کرے اور اسکی گردن مارے جسطرح کہ تابعین کے
زمانہ مین امیر خالد بن عبد اللہ نے جعد بن درہم کو اور سلم بن احوز نے خراسان مین جہم بن صفوان کو اسی بارہ مین قربانی اور قتل کیا تھا اور
یہی ثناء اللہ اگر اس زمانہ حکومت اسلام مین ہوتا تو ضرور بسبب اس جرم عظیم و کبیرہ (انکار صفت باری و قول مخلوقیت قرآن) کے
قتل کیا جاتا اور اپنے پیرون (جعد و جہم) کے ساتھ ملجاتا اور انکی طرح ضرب المثل و شہرۂ آفاق ہو جاتا (۲۷) آیۂ
کریمہ ان قرآن الفجر کان مشہودا کی تفسیر نبوی یہہ ہے کہ صبح کی نماز مین فرشتے دن رات کے حاضر ہوا کرتے ہین اور
ملحد ثناء اللہ اسکا منکر ہے اسکے سوا اور صدہا تفاسیر نبویہ کا منکر ہے پھر باین ہمہ یہ بیاسفہ کو اتباع حدیث نبوی کا
گویا نرالا دعوی ہے اور ہمیشہ پرچہ اخبار کے شروع مین لکھتا ہے ؎ اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن ۔ پس حدیث
مصطفے بر جان مسلم داشتن ۔ حالانکہ وہ اس مین منافق ہے اور معظم و مسلم کی جگہ وہ محرف جانتا اور یہودانہ تحریف جابجا
کرتا ہے ۔ (۲۸) آیۂ کریمہ فما بکت علیہم السماء والارض کی تفسیر نبوی یہہ ہے کہ مومن کے مرجانے پر زمین و آسمان کے
دروازے روتے ہین اور کافر کے مرجانے پر نہین روتے چنانچہ فرعونیون پر بھی نہ روئے اور یہہ ملحد ثناء اللہ اسکا منکر ہے (۲۹)
یوم یاتی بعض ایات ربک کی تفسیر نبوی مین بعض آیات سے مراد طلوع ہونا آفتاب کا مغرب سے ہے اور ثناء اللہ اسکا منکر ہے
کیونکہ وہ نیچریہ کا مقلد ہے اور مغرب سے طلوع ہونا آفتاب کا نیچریہ کی عقل اندھی کے پاس مستبعد ہے ؎ ہفت صد لعنت
براین تقلید باد ۔ پس صد افسوس کہ یہہ عقل کا دشمن ائمۂ دین مجتہدین و سلف صالحین کی اتباع واجب پر مضحکہ اڑایا کرتا ہے اور خود
ناپاکون دل کے اندھون کا مقلد ہے (۳۰) لوح محفوظ کا منکر (۳۱) جنت مین دیدار الہی ہوگا کتاب و سنت سے
ثابت ہے اور یہہ ملحد اسکا منکر ہے (۳۲) عذاب قبر کا منکر (۳۳) جنت مین ایک تناور درخت ہے جسکے سایہ مین
اگر سو برس تیز سوار گھوڑا دوڑائے تو ختم نہوگا اور یہہ ملحد ثناء اللہ اسکا منکر ہے (۳۴) ناسخ منسوخ کا منکر ہے اس مین
یہود کا مقلد ہے (۳۵) اہل سنت والجماعت کا مذہب مسلم اور قول اتفاقی ہے کہ تفسیر نبوی اور تفاسیر صحابہ و تابعین کے
موجود ہوتے ہوئے انکے برخلاف تفسیر کرنا ضلالت و ہلاکت و بدعت ہے اور ان کی مطابقت و متابعت واجب ہے
اور یہہ ملحد لکھتا ہے کہ یہہ اصول ہی سر سے غلط ہے کہ پہلی تفسیر وہ صحیح ہے جو پہلی تفسیرون سے مطابق ہو اسکا رسالہ کلام مبین
کا صفحہ ۸۸ ملاحظہ ہو اسکے ملحد نیچری و مفسد فی الدین ہونے پر فقط یہی قول اسکا دال کافی ہے تفسیر اتقان مین صحابہ و تابعین
کے مذاہب تفاسیر کے مخالف کو بدعتی معتزلی وغیرہ فرق ضالہ مین داخل اور فرقۂ اہل سنت سے خارج کرکے لکھکر فرمایا ہے
لانہم (الصحابۃ والتابعین) کانوا اعلم بتفسیرہ و معانیہ اور یہہ ملحد ثناء اللہ معتزلہ کو صحابہ و تابعین سے اعلم سمجھکر ان کی تقلید حرام کرتا اور
اتباع سلف صالحین کو جو واجب ہے ناجائز جانتا اور ان کی تقلید اہل خیر القرون کی تفاسیر پر جرح فی الحقیقۃ تفاسیر نبویہ مین مقلم

کرتا اور ضال مضل ہوتا ہے (٣٦) خلاف سلف صالحین کو دیا تو کا ہوا بتلاتا ہے اور لکھتا ہے کہ خلاف مفسرین سے نرنا بالغ لڑکا کرتے ہیں انتہی اسکا رسالہ کلام مبین صفحہ ٥ سے ملاحظہ ہو اسلئے ناظرین تو ذرا اس میں غور فرمائیں کہ یہ بالغ مبالغ جہل مرکب واصل الی منازل زیغ رسوء القلوب دائم فی سحر ضلال و غیب کیسی شوخی و شرارت و جسارت بڑے درجہ کی کرتا ہے اور تمام ائمہ اہل سنت و علماء ہدایت خصوصا شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ حرکو جو مخالفت مفسرین سلف صالحین سے ڈرتے اور ڈراتے ہیں بچہ نادان و احمق بے پایان قرار دیتا بلکہ خدا و رسول کی بھی دربردہ سخت بے ادبی کرتا ہے کیونکہ خود خدا صاحب نے اتباع سبیل مومنین اولین کا ہمیں حکم کیا اور خدا نے رسول نے اتباع اجماع امت و اقتدا سلف بعثت خیر البشر بعد الانبیاء و نار دلی ہمر و غیرہا کا ارشاد فرمایا ہے اور انکی مخالفت سے ڈرایا ہے غرضکہ ایسا غیر مہذب بے ادب معیان اسلام کوئی شخص دنیا میں نہ گزرا ہوگا اگر یہ ملحد بے ایمان عہد سعادت مہد فاروق اکبر یا دیگر زمان اہل غیرت و حکومت اسلام میں ہوتا تو سیاسی قانون و تعزیری قاعدہ کے رو سے وطن ہستی سے جلاوطن اور بستر عالم نابود و نیستی بصد خواری و ہزار ذلت روانہ کیا جاتا اور نکال من خلفہ و من بین یدیہ الی یوم القیمۃ بنایا جاتا تاخیر آخر کہاں جا سکتا ہے آخر ایک نہ ایک دن ضرور پنجہ گرفت قہار و شکنجہ غضب جبار میں دنیا یا آخرت میں ضرور آئیگا اور علی رؤس الاشہاد فی یوم التناد اسکی وہ گت بنائی جائیگی کہ اولین و آخرین دیکھکر حیران ہونگے انا للہ الی الحوب قبل المجئی الیہ الذہاب خلاصہ مرام آنکہ یہ ملحد مسخرہ بازی کرتا ہے ساتھ مفسرین سلف صالحین کے جسکے سبب سے بالیقین کافر و مرتد از دین و ایمان ہو گیا فعلیہ ما یستحقہ فی حیاتہ و بعد مماتہ (٣٧) یہ ملحد اتباع سلف صالحین و پابندی شروط تفسیر و انسلاک مسلک مفسرین کو کبھی برکبھی نا کہتا ہے دیکھیے کلام مبین صفحہ ٢٤ میں لکھتا ہے کہ جو ان قواعد محدثین کو بالائے طاق رکھدے اور کسی کتاب سے کبھی برکبھی نقل کرتا جاوے وہ آرام میں رہتا ہے الی آخر الہذیانات اے ناظرین آمین یہی ذرا غور فرمائیے کیسی بے ادبی کرتا ہے مفسرین کی بمنزلہ دہریہ ضالین مضلین کو تو متبعین محققین محدثین بتلاتا ہے اور محدثین اہل سنت کو جاہل بے تحقیق کبھی برکبھی مارنیوالا کہتا ہے دیکھیے کیسا ظالم ہے افسوس ان نام کے اہلحدیثوں ظالموں پر ہے جنہوں نے اس پر درجہ کے جاہل ملحد و مفسد فی الکتاب والسنۃ کو عالم فاضل خیال کیا اور اہلحدیث سمجھ رکھا اور اسکے دام اغوا میں اگر اپنا اعتقاد ایمان کہو دیا اور ضائع کر دیا ہے ولا عدوان الا علی الظالمین (٣٨) تفسیر درمنثور کی فضیلت میں علماء نے لکھا ہے

واعلم ان تفسیر السیوطی المسمی بالدر المنثور قد اشتمل علی غالب فی تفسیرات السلف من التفاسیر المرفوعۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتفاسیر الصحابۃ ومن بعدہم یعنی عمدگی و مقبولیت تفسیر کی مطابقۃ بالتفاسیر سلف پر موقوف ہے اور تفسیرات سلف میں نہیں ہوتا ہے الا کہ حدیث مرفوع ہے یا آثار سلف غرضکہ تفسیر درمنثور میں یہی ہے کہ حدیث مرفوع سے تفسیر کیگئی ہے یا آثار سلف سے لہذا یہ ملحد دشمن تفسیر سلف تفسیر درمنثور پر اپنی [illegible] طنز و طعن کرتا ہے چنانچہ وہ کلام مبین کے صفحہ ٣ میں لکھتا ہے آپکی مستند کتاب جو آپکی تمام کائنات کا ذخیرہ ہے یعنی تفسیر درمنثور انتہی اس میں غور فرمائیے دیکھیے اسکو تو اس تفسیر سے کچھ خلاف ہی نہیں کیونکہ دکھلاتا (آثار سلف) سے پر ہے تب ہی تو وہ تفاسیر سلف تفاسیر امام سلف کی پابندی و موقوف علیہ لفہم القرآن ہونیکا ہی انکار کرتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ قرآن شریف کے مضامین کا سمجھنا نہ حدیث پر نہ کسی مفسر کے قول پر موقوف ہے انتہی اگر خدا و سند نیچری و ملحد متفق ہیں تو پھر اور کون نیچری ملحد ہوگا یہ تو بقول جناب مولانا مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی پورا امام زمانی پورا چکڑالوی اور پکا نیچری ہے (٣٩) شاہد یوسف علیہ السلام شیرخوار بچہ تھا لہذا اسکی شہادت سے جو معجزہ و کرامت پر مشتمل ہے

اس نیچری کو ملتا ہے (۴۰) حضرت زینب ام المومنین کا نکاح سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغیر گواہوں کے اور بغیر مہر کے عرش کے اوپر سے خدا تعالی نے پڑھا تھا اور جبریل علیہ السلام سفیر تھے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت زینب فرماتی ہیں لقد زوجنی اللہ من فوق سبع سموات اور ثناء اللہ اسکا منکر ہے کیونکہ وہ جہمی ہے جہم بن صفوان کا معتقد ہے اور اتباع سلف صالحین سے جو عین اتباع سید المرسلین ہے منحرف اور مرتد ہے والسنۃ یہدیہ والی ما ہدایۃ فان اللہ لا یہدی القوم الظالمین (۴۱) ثناء اللہ ملحد نے آیۃ کریمہ انا اعطیناک الکوثر کی تفسیر میں کوثر سے مراد ایک بڑی امت رکھی ہے تفسیر عربی صفحہ ۵۰ سطر ۱۶ حالانکہ اسکی تفسیر نبوی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کوثر عطا فرمایا ہے کیا حال ہے اس شخص کا جو تفسیر نبوی کو چھوڑ کر تفسیر بالرای کرے (۴۲) آیۃ کریمہ اینما تکونوا یأت بکم اللہ جمیعا کی تفسیر میں معاد جسمانی یعنی قیامت کے دن جسمی حشر کے انکار کیطرف اشارہ کیا ہے تفسیر عربی صفحہ ۲۶ سطر ۱۶ حالانکہ یہ کفر صریح ہے (۴۳) تفسیر عربی صفحہ ۳۳۸ سطر ۵ آیات کریمہ علمہ شدید القوی الی قولہ عز وجل ولقد راہ نزلۃ اخری کی تفسیر میں اسقدر تحریف کیا ہے کہ جس سے مومن باللہ کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں نعوذ باللہ من ذلک ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا غرضکہ ان آیات کی تفسیر میں معراج جسمانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نیز فوقیت رب العزۃ علی العرش کا انکار وغیرہ وغیرہ بہت کلمات پایا جاتا ہے (۴۴) جب حضرت جبریل علیہ السلام فرعون کے ہلاک کرنے کیلئے تشریف لائے تھے تو سامری نے انکے گھوڑے کے قدم کی ایک مٹھی مٹی بھر لی تھی جسکو زیورات کے مصنوعی بچھڑے کے پیٹ میں ڈالا تھا اسکا ثبوت قرآن حدیث و تفاسیر سلف سے ہے اور کشمیری ملحد اسکے منکر ہیں (۴۵) اللہ عز وجل آیۃ کریمہ الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا میں اپنی قدرت اور احیاء اموات کے بیان میں فرماتا ہے کہ خدائے تعالی وہ ذات پاک ہے جو سبز درخت کو آگ نکالتا ہے یعنی باوجود تری و سبزی درخت کے آگ کو جو اسکی ضد ہے اپنی قدرت کاملہ سے نکالتا ہے اور یہ ملحد اسکا منکر ہے خدا کی پناہ اس نیچریت و دہریت سے (۴۶) روح کے جوہر (یعنی قائم بنفسہ یعنی مستقل چیز جو اپنی ذات سے قائم ہو) ہونیکا منکر ہے یعنی آیۃ کریمہ قل الروح من امر ربی کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ روح سے مراد قرآن شریف ہے حالانکہ یہ تفسیر اہلسنت کی تفسیر کے خلاف ہے اور اسکی اس تفسیر اور روح کی جوہریت کے انکار سے بہت کچھ نیچریت ٹپک رہی ہے کہ ان کا انہیں ترجیح ہے دیکھو تفسیر ثنائی عربی صفحہ ۲۲ سطر ۱۸ (۴۷) تفسیر عربی صفحہ ۳۳۸ سطر ۵ آیۃ کریمہ ویطوف علیہم غلمان لہم کی تفسیر میں جنت کے غلمان کا انکار کیا ہے جو سخت الحاد بلکہ کفر ہے (۴۸) ثناء اللہ کا یہ کہنا بڑا سخت الحاد و فساد بلکہ کفر ہے کہ کہتا ہے کہ عرش کی خلقت تو آسمان و زمین سے پیچھے ہے انتہی نعوذ باللہ من الالحاد ثناء اللہ وکفرہ ای ناظرین دیکھئے تفسیر ابن کثیر میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کے الفاظ سے یہی لایا ہے کہ وکان عرشہ علی الماء وکتب فی الذکر ثم خلق السموات والارض جامع ترمذی میں ہے وخلق عرشہ علی الماء ابن ماجہ میں ہے قلت یا رسول اللہ این کان ربنا قبل ان یخلق السموات والارض قال کان فی عماء ما فوقہ ہواء وما تحتہ ہواء ثم خلق العرش ثم استوی علیہ قال الذہبی اسنادہ حسن صحیح بخاری میں ہے فاخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحدث بدء الخلق والعرش الحدیث وقال اللہ تعالی ما آتاکم الرسول فخذوہ الآیۃ یعنی قرآن و حدیث صحیح سے عرش کا مخلوق ہونا پہلے زمین و آسمان کے ثابت ہوگیا اور ثناء اللہ کا لوگوں کو دغا اور بہتان علیہم اللہ اور اسکے رسول پر لگاتا ہے مرزا قادیانی پر بھی اسکی زندگی میں مبلغ ہزار روپیہ کی ڈگری ثابت کر دی تھی اور اب اسکے چیلوں پر بھی ثابت کر رہا ہوں یعنی عرش کی مخلوقیت کے اثبات از قرآن پر جو اسکے اشتہار انعامی کے رو سے ہزار روپیہ دینے کا وعدہ تھا اور ثناء اللہ نے بھی ہونے اسکی تائید و ہمدردی کی تھا اسکا اثبات بخوبی ہو گیا فللہ الحمد علاوہ ثناء اللہ تو عرش کے معنے حکومت کے کرتا ہے جو عرش کی مخلوقیت جو معنے وارد ہیں ان چونکہ وہ کلام اللہ کی مخلوقیت کا قائل

ہے اور وہ صفت باری ہے تو حکومت بھی اسکی صفت ہے اسکی مخلوقیت کا بھی اسکو قائل ہونا ضروری ہے اور یہہ سخت کفر و زندقہ ہے غرضکہ ثناء اللہ ملحد و منافق متناقض الکلام متعارض البیان و جامع من انواع الکفر والزندقہ و منبع الالحاد والفساد ہے (۴۹) ثناء اللہ نے اپنے رسالہ کلام مبین کے صفحہ ۴۲ میں ام الکتاب اور لوح محفوظ کو مترادف کہا ہے اسکی عبارت یہہ ہے کیونکہ دو مترادف اسموں (ام الکتاب لوح محفوظ) میں سے جو ایک کا مصداق ہوگا وہی دوسرے کا سمجھا جائیگا انتہی حالانکہ یہہ سخت غلط ہے طلباء علم بھی جانتے ہیں کہ تحقق ترادف کیلئے اتحاد مفہوم شرط ہے فقط اتحاد مصداق کافی نہیں ہے سلم العلوم میں ہے و تکثر اللفظ مع اتحاد المعنی مرادفۃ حاشیہ میں ہے کالقعود والجلوس غرضکہ ثناء اللہ جیسا کہ علوم نقلیہ دینیہ میں پہلے درجہ کا جاہل ہے اور ملحد و محرف کتاب و سنت ہے اسی طرح علوم عقلیہ میں بھی لال بجھکڑ کا بھی اعمی اعداد اول قسم کا کورا ہے یعنی دجال کامل ہونیکے ساتھہ پورا اور اجاہل بھی ہے (۵۰) ثناء اللہ ملحد فی الدین و محرف کتاب رب العلمین و سنت سید المرسلین بہت کے ساتھہ آیات کریمات میں کہ اپنی غرض فاسد کے واسطے جملے حذف کر دیتا اور عبارات میں سے کلمات صاف نکال دیتا ہے چنانچہ یوم القیامۃ کا جملہ اسنے آیت سے نکال باہر کیا اور جملہ فاعتمد الاول کا عبارت اتقان نقل کر دینے میں سے نکالدیا ہے یعنی اپنے رسالہ کلام مبین کے صفحہ ۷ میں عبارت اتقان کی نقل کیا ہے جسمیں تفاسیر صحابہ کے حجت و معتبر ہونیکا ذکر ہے اور صاحب اتقان اسکو معتمد علیہ بتلاتا اور قول مردود کو رد کرتا ہے اور فاعتمد الاول (حجیت تفاسیر صحابہ) کے ساتھہ قول صواب صحیح (حجیت) کو اس کے غیر پر ترجیح دیتا ہے اور ثناء اللہ نے اپنی مکر سے یہہ جملہ ہی عبارت سے نکالدیا ہے لانہ دجال کذاب ذالک ص۵ ومن جرب المجرب حلت بہ الندامۃ۔ بالفعل ثناء اللہ کی بدعات۔ الحادات و کفریات کا نشانہ جو بطور نمونہ از خروارے دیکھے ازہزارے اتنے پر موقوف ہے کیونکہ اصل رسالہ (ثناء اللہ کی شادی بادادی نامہ) کے آخر میں اسقدر ہی لکھنے کی گنجائش تہی غرضکہ ثناء اللہ ملحد و زندیق و دجال بطال و محدث و مفسد فی الدین بالیقین ہے اور جو شخص اسکے عقائد فاسدہ مذکورہ پر مطلع ہو کر اسکو ایسا جانتا وہ بھی اسکا بہائی ہے اسکے پیچھے نماز پڑھنا اور اگر اسی حالت میں بلا توبہ مر جاوے تو اسپر نماز جنازہ گزارنا ہرگز درست نہیں ہے بلکہ حرام بلا کلام ہے یعنی جسطرح کہ مرزائی و چکڑالوی و نیچری پر یہہ فتوی علماء فضلاء کا لگ چکا ہے وہی فتوی ثناء اللہ پر بھی دس بارہ سال سے علماء کبار لگا چکے ہیں اور اب تو گویا اس نے خود بھی یہہ فتوی اپنے پر لگا دیا ہے چنانچہ اس (ثناء اللہ) نے ایکدفعہ جلسہ انجمن حمایت اسلام لاہور میں مرزائیوں کو اپنا بہائی اسلامی محمدی بتلایا اور درد فراق و جدائی مدت گزشتہ کا اظہار کیا اور انکی مخالفت کو اہل اسلام و علماء اعلام کی باہمی مخالفت پر محمول کر کے ذہن نشین عوام کیا جسکو دیکھکے اہل سنت تاڑ گئے اور سمجھ گئے بلکہ مرزائیوں نے تو اپنے اخبار میں اس پر خوشی منائی فالی اللہ المشتکی من فتنۃ ہذا الملحد الدجال العیار الظلما کوئی عاقل باللہ اسمیں اختلاف نکریگا کہ فرقہ نیچریہ اور مرزائیہ اور چکڑالویہ بہتر فرق ضالہ سے بھی خارج ہیں یعنی انکے عقائد اسقدر بیجا کے فاسد ہیں کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں ویسا ہی ثناء اللہ بھی عقائد کفریہ رکہتا ہے اور انکا بہائی ہے وہ ان ہر چہار سے مسلم یعنی ان چاروں فرقوں کے کفر میں کچھہ بھی شک نہیں جو ہر کہ شک آرد کافر گردد جناب مولانا مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے اس ملحد کی ترقی فی الالحاد کی جو پیشین گوئی اسکی حالت پر نظر کر کے زمانی بہی وہ برابر ظہور میں آگئی آپ نے مضمون طویل میں جو اربعین غزنویہ میں اسکی نسبت مطبوع ہے یہہ بہی فرمایا ہے کہ ثناء اللہ اس تفسیر (ثنائی) میں پورا مرزائی پورا چکڑالوی اور چہپا ہوا نیچری ہے اس (ثناء اللہ) کا اہلحدیث اور اپنے مطبع کا اور رسالہ عقائد کا اور اخبار کا نام اہلحدیث رکہنا محض ایک فریبی اور دہوکہ ہی ہے جس سے اسکی غرض جہلاء اہلحدیث کو اپنے دام میں لانا اور اس ذریعہ سے انکا مال مارنا اور ٹھگے کہانا ہے حدیث نبوی کا یہہ شخص دشمن و منکر ہے اور حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے اور اپنے اسلاف معتزلہ و نیچریہ کی آراء کو واجب العمل سمجھتا ہے تب ہی تو احادیث صحیحہ نبویہ مفسرہ قرآن کو چہوڑ کر بہ تقلید معتزلہ و نیچریہ قرآن کی تفسیر رائی سے کرتا ہے الخ

حررہ الراجی رحمۃ اللہ محمد فقیر اللہ عفا اللہ عنہ و عافاہ و نصرہ علی من بغی علیہ و کفاہ من عاداہ

قارئین کرام ! جس گروہ وہابیہ کے اکابر نے قرآنی تفسیر میں تحریف کی ہے اب اُن کے اکابر نے اپنی مستند کتب میں جن چیزوں کو حلال اور پاک قرار دیا ہے۔ وہ پیش کی جاتی ہیں۔ جن کو ان کی مرغوب غذا کہنا بھی درست ہی ہو گا۔

مرغوب غذائیں

کتّا۔ خنزیر اور سانپ حلال ہیں!

وہابیوں کے مجتہد قاضی شوکانی نے لکھا ہے کہ:

"حَلَّ جَمِیْعُ حَیْوَانَاتِ الْبَحْرِ حَتّٰی کَلْبُہٗ وَخِنْزِیْرُہٗ وَثُعْبَانُہٗ"

سب دریائی جانور حلال ہیں۔ یہاں تک کہ کُتّا، خنزیر اور سانپ بھی حلال ہیں۔" (نیل الاوطار ص۲۷ ج ۸ مطبوعہ مصر)

قارئینِ کرام! خزائن الادویہ میں حکیم مولوی محمد نجم الغنی رامپوری نے کتّا کی قسمیں اہلی۔ جنگلی اور دریائی لکھی ہیں۔ نیز سگ دریائی اور جنگلی کے افعال و خواص قریب قریب ویسی ہی ہیں جیسے سگ اہلی کے۔ (خزائن الادویہ ص ۳۸۵-۳۸۶ ج ۵)

کلمہ گو مشرک کے ہاتھ کا ذبیحہ

سوال: کلمہ گو مشرک کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے یا مُردار۔ اور ایسے شخص کے ہاتھ سے ذبح کیے ہوتے جانور کا گوشت مسلمان کو کھانا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: کلمہ گو مسلمان جو شرک کرے وہ عند اللہ تو مشرک ہی ہوگا۔ مگر احکامِ دُنیاویہ میں وہ مسلمانوں ہی کے حکم میں ہوگا۔ لہٰذا اس کا ذبیحہ مثل اُس مشرک کے نہ ہوگا۔ جو کلمہ گو نہیں۔ (اہلحدیث امرتسر ص۱۳ ۲۱ جنوری ۱۹۱۶ء)

وہابیوں کے امام مولوی وحید الزماں حیدر آبادی نے تو کافر کا ذبیحہ بھی حلال قرار دے دیا ہے۔

کافر کا ذبیحہ حلال ہے!

وہابی مولوی وحید الزماں نے لکھا ہے:

"وَکَذَالِکَ ذَبِیْحَۃُ الْکَافِرِ اَیْضاً حَلَالٌ" اور اسی طرح کافر کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور بھی حلال ہے۔ (نزل الابرار ص۷۸ ج ۳ مطبوعہ بنارس)

(عرف الجادی ص۲۳۹)

بجّو کھانا مباح ہے

وہابی مولویوں کے نزدیک بجو کھانا جائز ہے۔

وہابیہ کے امام نواب صدیق حسن بھوپالوی کے لڑکے نور الحسن نے اپنی کتاب عرف الجادی میں لکھا ہے کہ:

"بجو صید است" بجو شکار ہے۔ (عرف الجادی ص۲۴۳)

"مباح ہے کھانا بجو کا" (فقہ محمدیہ ص۱۲۳ ج ۵)

وہابیہ کے امام عبد الستار دہلوی نے بھی اپنے فتاویٰ میں ایک استفتار اور جواب لکھا ہے۔ جو کہ درج ہے۔

سوال:- ایک شخص بنام منشی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجو کے متعلق فرمایا ہے کہ بجو حلال ہے۔ جو شخص بجو کا کھانا حلال نہ جانے وہ منافق بے دین ہے۔ اس کی امامت ہرگز جائز نہیں۔ دوسرا شخص بنام محمد کہتا ہے کہ بجو کا کھانا حلال نہیں ہاں شکار جائز ہے۔ اور بجو کے حلال نہ جاننے والے کو منافق و بے دین کہنا جائز نہیں بلکہ تشدد ہے۔ دونوں میں کس کا قول صحیح ہے؟

جواب:- منشی کا قول صحیح اور موافق حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجو گو طبعاً مکروہ ممنوع ہے مگر شرعاً ممنوع نہیں۔ (فتاویٰ ستاریہ ص۲۱ ج ۲)

گوہ حلال ہے

وہابیہ کے امام عبد الستار دہلوی نے لکھا ہے کہ:

"ضب یعنی گوہ حلال ہے۔" (تفسیر ستاری ص۲۶۴)

"مباح ہے کھانا سوسمار یعنی گوہ کا۔" (فقہ محمدیہ ص۱۲۳ ج ۵)

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ

"گوہ تو ماکول اللحم حلال ہے۔" (فتاوی ثنائیہ ص۱۶۷ ج ۲ مطبوعہ بمبئی)

وہابیوں کے مولوی ابوسعید شرف الدین دہلوی فتوے دیتے ہیں کہ:

"یہ صحیح ہے کہ ضب حلال ہے۔ اور اس کا بیچنا بھی جائز ہے۔ مگر ضب کا ترجمہ جو (گوہ) مشہور ہے۔ وہ کتب لغت عرب سے ثابت نہیں ہوتا منجد میں جو لکھا ہے اس سے تو سانڈھا معلوم ہوتا ہے۔" (فتاوی ثنائیہ ص۱۶۷ ج ۲)

وہابیوں کے مولوی داؤد راز لکھتے ہیں کہ

"عام اہل لغت ضب کا ترجمہ سوسمار (گوہ) ہی لکھتے ہیں۔" (فتاوی ثنائیہ ص۱۶۷ ج ۲)

ناظرین حضرات! وہابی اکابر ضب کو حلال قرار دے رہے ہیں۔ اور اس کا کھانا مباح قرار دے رہے ہیں۔ مگر سرور عالم صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم اس کے کھانے کو ممنوع قرار دے رہے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

نَهٰى عَنْ اَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ (مشکوٰۃ ص۳۶۱، ابوداؤد ص۱۷۶ ج ۲)
نبی پاک صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

ابن ماجہ شریف میں بھی ایک روایت ہے کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا۔

مَا تَقُوْلُ فِي الضَّبِّ وَمَنْ يَاكُلُ الضَّبَّ۔ (ابن ماجہ شریف ص۲۴۰)
گوہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ تو فرمایا گوہ کو کون کھاتا ہے۔

نسائی شریف میں حدیث ہے کہ

رسول پاک صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کے سامنے گوہ کھانے کے لیے

پیش کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا اُمَّةٌ مُسِخَتْ یہ پہلی اُمتوں سے ایک مسخ شدہ اُمت ہے۔ (نسائی شریف ص۱۹۸ ج ۲)

کنز العمال شریف میں ہے کہ سرکار سیدہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَأْكُلَ الضَّبَّ نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم گوہ کے کھانے کو برا سمجھتے تھے۔ (کنز العمال ص۱۲ ج ۴)

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم گوہ کھانے سے بیزاری کا اظہار فرمائیں اور وہابی اکابر اس کو مباح جانیں۔ یہ ہے نام نہاد اہل حدیث حضرات کا حال۔ ؏ اُف اے ناپاک یہاں تک ہے خباثت تیری۔

گورخر (جنگلی گدھا) حلال ہے!

وہابیوں کی فقہ کی کتاب فقہ محمدیہ میں ہے۔

"حلال ہے کھانا گورخر (جنگلی گدھے) کا"۔ (فقہ محمدیہ ص۱۲۳ ج ۵)

کچھوا۔ کوکرا۔ گھونگا حلال ہیں!

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے تو کچھوا کوکرا اور گھونگا کو بھی حلال قرار دے دیا۔ استفتاء اور جواب دونوں پیش خدمت ہیں۔

(س) کچھوا۔ کوکرا اور گھونگا حرام ہیں یا حلال ہیں۔ از روئے قرآن و حدیث جواب ہو؟

(ج) قرآن و حدیث جو چیزیں حرام ہیں ان میں یہ تینوں نہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ ذَرُونِي مَا تَرَكْتُمْ جب تک شرع تم کو بند نہ کرے۔ تم سوال نہ کیا کرو۔ ان تینوں سے شرع شریف نے بند نہیں کیا۔ لہٰذا حلال ہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ صـ۵۵ ج ۱ مطبوعہ بمبئی صـ مطبوعہ لاہور)

کچھوا حلال ہے۔" (فتاویٰ ثنائیہ صـ۵۹ ج ۱ مطبوعہ بمبئی)

کچھوا اور سانڈ حلال ہے

س :- کچھوا (سنگ پشت) اور سانڈ (سانڈ) شریعت محمدی میں کھانا جائز ہے؟ یا نہیں۔ جواب بادلیل ہو۔ (از دفتر انجمن اسلامیہ اہلحدیث تیجہ کلاں ضلع گورداسپور)

ج :- بحکم لَآ اَجِدُ فِیۡمَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا سانہہ اور سنگ پشت اس آیت کے ماتحت نہیں۔ نہ کوئی حدیث اُن کی حرمت کی مجھے یاد ہے۔ اس لیے حلال ہے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر صـ۱۳ ۳۰ نومبر ۱۹۳۴ء)

(اہلحدیث امرتسر صـ۱ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء)

وہابیوں کے مولوی اور امام عبدالستار دہلوی کی تفسیر کے ضمیمہ میں بھی ہے کہ کچھوا حلال ہے۔ (تفسیر ستاری صـ۲۶)

قارئین! اکابر وہابیہ نے اپنے معتقدین کے لیے کیسی لذیذ اور عجیب قسم کے جانوروں کو حلال قرار دے کر کھانے کی ترغیب دی ہے۔ اور خصوصاً اس دور کے وہابیوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ مہنگائی کے دور میں جب کہ گوشت بہت ہی زیادہ مہنگا ہے۔ اور ان جانوروں کی تعداد کا خوب اضافہ ہے۔ کیونکہ ان کو کوئی بھی نہیں کھاتا۔ اکابر وہابیہ نے یہ سوچا جس کو کوئی بھی نہیں کھاتا۔ وہابیوں کے لیے حلال قرار دے کر کھلانا شروع کر دیتے ہیں۔

یہ تو گوہ۔ بجو۔ کچھوا۔ کوکرا۔ گھونگا اور جنگلی گدھے اور سانڈ کے حلال کے فتوے تھے وہابیوں کے مجتہد قاضی شوکانی نے تو وہابیوں کے لیے کُتا اور خنزیر بھی حلال قرار دے دیا ہے۔ تاکہ وہابیوں کو گوشت کی کمی ہی نہ رہے۔

منی پاک ہے

نواب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے۔

درنجاست منی آدمی دلیلی نیامدہ۔

آدمی کی منی کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں آتی۔ (بدور الاھلہ ص۱۵)

منی ہرچند پاک است۔ (عرف الجادی فارسی ص۱۰)

نواب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے۔

اَلْحَقُّ اَنَّ الْاَصْلَ الطَّھَارَۃُ۔ حق بات یہ ہے کہ منی کی اصل پاک ہے

(الروضۃ الندیہ ص۱۳ ج۱)

مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں۔ کہ

لیکن صحیح قول یہی ہے۔ کہ منی پاک ہے

اس کے بعد لکھتا ہے۔ کہ

اور صواب یہ ہے۔ کہ دونوں کی منی پاک ہے۔ (یعنی مرد و عورت کی)

عورت کی شرمگاہ کی رطوبت بھی پاک ہے۔ (فقہ محمدیہ کلاں ص۴۱)

جب بچہ عورت کی فرج سے باہر نکلے اور اسپر فرج کی رطوبت ہو تو وہ بھی پاک ہے۔ (فقہ محمدیہ ص۲۳)

منی کا کھانا جائز ہے

وہابیوں کے مولوی محمد ابوالحسن نے لکھا ہے کہ:

(مرد و عورت) دونوں کی منی پاک ہے۔ اور جب کہ منی پاک ہے تو آیا اس کا کھانا بھی جائز ہے یا نہیں۔ اس میں دو قول ہیں (جس سے واضح

ہے کہ بعض وہابی سنی کھانا جائز سمجھتے ہیں" (نفقہ محمدیہ کلاں ص۱۲ ج ۱)

کوّا کھانا ثواب ہے

مسئلہ:۔ جس جگہ زاغ معروفہ کوا اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں۔ تو ایسی جگہ اس کوّا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا۔ نہ عذاب۔

الجواب:۔ ثواب ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۴۵ ج ۲)

گھوڑا اور گوہ حلال ہے

(فتاویٰ اہلحدیث ص۳۱۷ ج ۳)

وہابیوں کے مولوی عبدالغفار سلفی نے فتوے دیا ہے

گھوڑے کا گوشت حلال ہے۔ (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۲۲ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ)

گوہ بھی حلال ہے۔ (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۲۲ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ)

کنجری کی وہ کمائی جو اس نے بے حیائی اور کنجر بازی سے حاصل کی ہے۔ اکابر وہابیہ نے اس کے جواز کا فتوے بھی دے دیا ہے۔

زانیہ کا مال حلال ہے

اخبار اہل حدیث امرتسر میں لکھا ہے کہ:

"حافظ عبداللہ غازی پوری کے نزدیک مسلمہ زانیہ کا مال توبہ کے بعد حلال ہے۔" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۹ ۲۷ اگست ۱۹۱۵ء)

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے بھی فتوٰی دیا ہے کہ :

"زانیہ عورت کی خرچی بعد سچی توبہ کے حلال ہو جاتی ہے ۔ حافظ ابن قیم کا رجحان بھی اسی طرف ہے ۔ اور حافظ عبداللہ غازی پوری بھی اسی کے قائل ہیں ۔" (فتاوٰی ثنائیہ ص۱۸۹ ج ۲ مطبوعہ بمبئی ص ج ۲ مطبوعہ لاہور)

"بعض علماء کے نزدیک بعد توبہ مال زانیہ کا حلال ہے ۔ حافظ ابن قیم بھی اس کو خیرات میں دینے کے قائل ہیں ۔" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۲ ۱۱ اگست ۱۹۱۶ء)

کافرہ زانیہ کے مسلمہ تائبہ ہونے کے بعد اس کا مال کسب زنا کا جو قبل اسلام کے کمائی تھی ۔ بحکم حدیث الاسلام یھدم ما کان قبلہ حلال اور پاک ہو جاتا ہے ۔ یعنی کوئی عورت کافرہ زانیہ کفر اور زنا سے توبہ کرلے تو اس کا اسلام بھی صحیح ہے ۔ اور اس کا مال بھی جو زنا سے کمایا ہوا تھا حلال ہے ۔" (اہلحدیث امرتسر ص۹ ۲۷ اگست ۱۹۱۵ء)

قارئین کرام ! توبہ کرنے سے زانیہ اور کنجری کے گناہ معاف ہوں گے ۔ نیز اس بُرے فعل کی جو کمائی ہے ۔ وہ توبہ کرنے سے پاک نہیں ہوگی ۔ اس بُرے فعل کی کمائی حلال نہیں ہوگی ۔ یہ وہابیہ نجدیہ کا خود ساختہ مذہب ہے ۔ جس کی قرآن و حدیث میں اجازت نہیں ہے ۔ وہابی اکابر نے زنا، کنجری بازی کو جائز قرار دے کر اس کی کمائی کو بھی حلال قرار دے دیا ہے ۔ یہاں پر ہی بس نہیں کیا بلکہ مرد اور عورت نفسانی خواہشات کے اسباب میں خوب سہولتیں دے کر ان کو ایسا کرنے کی ترغیب دی ہے ۔

اب ہم اہلحدیث حضرات کے سامنے پیغمبر آخر الزماں کا ارشاد پیش کیا جاتا ہے ۔

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم نے کنجری کی اُجرت حرام قرار دی ہے ۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث شریف ہے ۔ نَھٰی عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَمَھْرِ الْبَغِیِّ وَحُلْوَانِ الْکَاھِنِ ۔ کتے کی قیمت ۔ رنڈی (کنجری) کی اُجرت اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا ہے ۔

قارئین حضرات ! وہابیوں کے نزدیک گیارہویں شریف اور عرس مبارک کا تبرک اور کھانا حرام ہے۔ مگر ان کے نزدیک بنک کا سود جائز ہے۔ اور سود خور کی اقتدا میں نماز بھی جائز ہے۔ وہابیوں کے فتوے ملاحظہ ہوں۔

بنک کا سُود جائز ہے

اخبار اہلِ حدیث امرتسر میں خود اقرار کیا ہے کہ :

"مولوی عبدالواحد غزنوی کے نزدیک بنک کا سُود جائز ہے"

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص ۱۲ ، ۲۳ اپریل ۱۹۳۷ء)

وہابیوں کے مولوی عبداللہ صاحب کا مضمون اخبار اہلِ حدیث امرتسر میں شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :

"منافع بنک وغیرہ منع نہیں" (اہلِ حدیث امرتسر ص ۹ ، ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ء)

س :۔ نوٹ لے کر روپیہ دینا اور نوٹ والے شخص سے بٹہ لینا جائز ہو سکتا ہے جبکہ کاغذ لے کر چاندی کے سکے کے عوض میں بٹہ لینا کیسا ہے ؟

ج :۔ جائز ہے ۔ (اہلحدیث امرتسر ص ۱۳ ، ۲۴ دسمبر ۱۹۳۷ء)

مجتہد الوہابیہ قاضی شوکانی نے لکھا ہے کہ :

"سونا، گیہوں، چاندی، جَو، کھجور، نمک کے سوا اور کسی چیز پر سود نہیں"

(الدرر البہیہ ص ۳۶)

س :۔ مکان مرتہن لے کر اُس کا کرایہ لینا جائز ہے یا نہیں ؟

ج :۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ مکان مرہونہ کی مرمت شکستہ اگر مرتہن اپنے ذمہ لے تو اُس کے فوائد بھی لے سکتا ہے یہی جواب زمین میں ہے "

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص ۱ ، ۱۳ اگست ۱۹۰۹ء)

"نقد سے اُدھار پہ گراں بیچنا جائز ہے" (اہلِ حدیث امرتسر ص ۱ ، ۱۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

س :۔ کوئی چیز اُدھار بیچنا آج کل مثلاً چودہ سیر کا بھاؤ نقدی جنس ہے اور تیرہ سیر اُدھار بیچنا اس شرط پر کہ کاتک میں روپیہ دیجیو جائز ہے یا ناجائز۔ اور ایک سیر بکری نقدی بھاؤ سے کم دینا سود ہوتا ہے یا نہیں ؟

ج :۔ منع نہیں جائز ہے۔ (نیل الاوطار)

(اخبار اہل حدیث امرتسر صفحہ ۳ ۱۱/۱۸ جون ۱۹۱۵ء)

وہابیوں کے کرم الجلیلی نے مشکوٰۃ شریف کی حدیث لکھی ہے۔ کہ

دِرْهَمُ رِبُوا يَاكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَّ ثَلٰثِيْنَ زَنْيَةً ۔ جان بوجھ کر سود کی ایک چونی بھی کھانا گناہ میں ۳۶ زنا سے بڑھکر ہے۔ (صحیفہ اہلحدیث کراچی صفحہ ۵ یکم تا ۱۶ رجب ۱۳۸۹ھ)

سود خور کی اقتداء میں نماز

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تو سود خور اگر نماز کرا رہا ہو تو اُس کی اقتدار میں نماز پڑھنی جائز قرار دے دی ہے۔ فتوٰی ملاحظہ ہو۔

س نمبر ۱۲۱ :۔ جو شخص بیاج لیتا ہو وہ مسلمان کہلا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کہلا سکتا ہے تو اس کی نماز جائز ہے یا نہیں۔ اگر نماز جائز ہے تو اُس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں ؟

ج ۱۲۱ :۔ سود خور سود کو اگر حرام جانتا ہے۔ تو مسلمان کہلا سکتا ہے۔ اور اگر لباس اس کا سود کی آمدنی کے سوا حلال کمائی کا ہے۔ تو نماز بھی جائز ہے۔ اگر محض سود کی کمائی سے ہے تو جائز نہیں۔ حدیث میں ہے کہ ناپاک کمائی کے کپڑے سے نماز قبول نہیں ہوتی۔ ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیئے۔ لیکن اگر نماز پڑھا رہا ہو تو اُس کے پیچھے اقتدار درست ہے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر صفحہ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ)

غیر مسلموں کا صدقہ اور چندہ جائز ہے

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے فتویٰ دیا ہے کہ:

"ہنود کا دیا ہوا صدقہ یا قرآن مجید یا چندہ جائز ہے"

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص۱۱، ۷ر نومبر ۱۹۱۳ء)

"مسجد کی امداد میں مشرکین کی اعانت قبول کرنا منع نہیں ہے"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۳، ۲۱ر مئی ۱۹۳۷ء)

"غیر مسلم کی جائز کمائی سے حاصل کیا ہوا مال مسجد پر لگانا جائز ہے"

(اخبار اہلحدیث امرتسری ص۸، ۵ر مارچ ۱۹۴۳ء)

"تعمیر و مرمت مسجد میں شیعہ و کافر کا روپیہ لگانا درست ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ ص۲۵ ج ۲، مطبوعہ دہلی)

سوال: شیعہ یا ہندو یا نصاریٰ یا یہود مسجد بنا دے یا اس کی مرمت کرے یا چندہ مسجد وغیرہ میں شریک ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ مسجد ان لوگوں کی بنائی ہوئی بحکم مسجد ہے اگر یہ لوگ مسجد میں روپیہ لگانا ثواب جانتے ہیں۔ تو ان کا وقف درست ہے۔ ایسے ہی اوپر کی عمارت میں شریک ہوں تب بھی درست ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص۲۸ ج ۲)

سوال: ہندو کا مسجد میں روپیہ لگانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: ہندو کا دیا ہوا چندہ مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔ جبکہ وہ بہ نیت ثواب دیتا ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۱۸ ج ۳ مطبوعہ دہلی)

قارئین کرام: نیک رستے حرام مال نہیں لگ سکتا۔

سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ

اِلَّاطَیِّبًا۔ اللہ تعالےٰ پاک ہے۔ پاک ہی کو قبول کرتا ہے۔

ایک اور روائیت اِس طرح ہے۔

لَا یقبل اللہ اِلَّاطیب ۔ اللہ تعالےٰ پاک ہی کو قبول کرتا ہے۔

ہنود کی بنی ہوئی مٹھائی اور روٹی جائز ہے

سوال :۔ اہلِ ہنود کی بنی ہوئی مٹھائی اور روٹی کھانا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ اہل ہنود وغیرہ کفار کی تیار کردہ شے صرف کافر ہونے کی وجہ سے حرام نہیں ہوئی۔ تا وقتیکہ اس پر غیر اللہ کا نام نہ آئے۔ لہٰذا جائز و درست ہے۔ (فتاوےٰ ستاریہ صہ۸ ج ۱)

ہندوؤں کی سودی روپیہ سے لگائی

ہوئی پیاؤ سے پانی پینا جائز ہے ؟

مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے پوچھا

سوال :۔ ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں، سودی روپیہ صرف کرکے مسلمانوں کو پانی پینا درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ صہ۴۹۸ مطبوعہ کراچی)

شراب کا سرکہ پینا جائز ہے

س :۔ شراب کا سرکہ بنانا جائز ہے یا ناجائز ؟

ج :۔ ناجائز ہے۔ اگر بنا ہوا ہو تو پینا جائز ہے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر صہ۲ ۲۰ جولائی ۱۹۴۵ء)

کنویں میں کتا گر جائے تو پانی پلید نہیں ہوتا

وہابیوں کے میاں نذیر حسین دہلوی سے کسی نے سوال کیا کہ

چہ فرمایند علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر سگ در چاہ افتاد چہ حکم است بینوا۔

اِس مسئلہ میں علماء دین کیا فرماتے ہیں کہ اگر کتا کنواں میں گر جائے تو کیا حکم ہے۔ بیان کرو۔

الجواب :۔ حکم چاہ مذکور آنست کہ اگر آب چاہ از افتادن سگ متغیر نہ شدہ است بلکہ بر حال خود است آں چاہ طاہر است

الجواب :۔ ایسے کنویں کا حکم یہ ہے کہ اگر کنویں میں کتا گرنے سے کنویں کے پانی کی رنگت تبدیل نہیں ہوئی بلکہ سفید ہے۔ تو کتے گرے ہوتے والا کنواں پاک ہے۔ (فتاوٰی نذیریہ صفحہ ۲۰۰ ج ۱ مطبوعہ دہلی)

فتاوٰی ثنائیہ صفحہ ۲۶۱ ج ۱ مطبوعہ لاہور)

کُتّے کا پیشاب پاک ہے

مولوی وحید الزماں غیر مقلد کہتے ہیں۔ کہ

کتّوں کا پیشاب نجس نہیں ہے۔ (ہدیۃ المہدی صفحہ ۸ ج ۳)

خنزیر اور کتّے کا جوٹھا پاک ہے

مولوی وحید الزماں غیر مقلد کہتے ہیں۔ کہ

کتے اور خنزیر کے سوا تمام جانوروں کا جوٹھا جمہور کے نزدیک ناپاک ہے مگر ہمارے اہلحدیث حضرات کا ان سے اختلاف ہے۔ ان کے نزدیک پاک ہے۔

وَالْحَقُّ عَدَمُ النَّجَاسَةِ اور حق یہ ہے کہ ناپاک نہیں ہے۔ (ہدیۃ المہدی صفحہ ۲۷ ج ۲)

کُتّے کا گوشت، ہڈیاں، خُون، بال اور پسینہ پاک ہے

نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی لکھتے ہیں۔ کہ

وحدیث ولوغ کلب دال نجاست تمامہ کلب از لحم۔ وعظم ودم وشعر وعرق نیست بلکہ ایں حکیم فقط مختص بولوغ اوست الحاقش بقیاس بر ولوغ سخت بعید است۔ (بدور الاھلہ ص۱۶)

نواب نُور الحسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

پس دعوٰے نجس عین بودن سگ وخنزیر وپلید بودن خمر ودم مسفوح وحیوان مردار ناتمام ست۔ (عرف الجادی ص۱۰)

پس کتے خنزیر۔ شراب وخون بہنے والا اور مردہ جانور کے ناپاک ہونے کا دعوٰے درست نہیں۔

خون، خنزیر اور شراب پاک ہے

نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتا ہے۔ کہ

خون پاک ہے (بدور الاھلہ ص۱۸)

خنزیر کے ناپاک ہونے پر آئیت سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔ بلکہ اس کے پاک ہونے پر دال ہے۔ (بدور الاھلہ ص۱۶)

شراب پاک ہے۔ (بدور الاھلہ ص۱۵، عرف الجادی ص۲۳۷)

دریائی جانور زندہ اور مُردہ حلال ہے

نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتا ہے۔

حلال ست از بحرے انچہ زندہ و مردہ گرفتہ

دریائی جانور زندہ اور مردہ حلال ہے۔ (بدور الاھلہ ص۳۳۳، عرف الجادی ص۲۳۸)

ناظرین کرام :- اکابر وہابیہ کی مرغوب غذائیں آپ نے ملاحظہ فرمائیں۔
اللہ کریم جل جلالہٗ نے دراصل ان کو یہ سزا دی ہے کہ کوّا۔ بجّو۔ کچھوا۔ کتا۔ خنزیر۔ سُور اور زنا کا پیسہ۔ منی وغیرہ خوب کھائیں۔ مگر وہ متبرک کھانا جس پر قرآن شریف۔ درُود شریف۔ کلمہ شریف پڑھا گیا ہو وہ کھانا ان کو نصیب نہ ہو۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ متبرک کھانا حرام ہے۔

ناظرین کرام :- جن لوگوں کے نزدیک ایصالِ ثواب کی غرض سے دی ہوئی بزرگوں کی فاتحہ اور نیاز حرام ہے۔ اور کُتّے، خنزیر، منی، گوہ، کوّا وغیرہم حلال ہیں۔ ان کی تہذیب بھی تو ایسی ہی ہو گی۔ اُس کے چند نمونے پیشِ خدمت ہیں۔

وہابیوں کی

تہذیب

پاخانہ کرتے وقت قبلہ کیطرف مُنہ اور پیٹھ کرنا جائز ہے

وہابیوں کے مولوی محمد ابوالحسن نے لکھا ہے کہ:

"پاخانے کے وقت قبلہ کو مُنہ اور پیٹھ کرنا جائز ہے۔ اور اگر کوئی آڑھ ہو تو بعض کہتے ہیں کہ آڑھ نہ بھی ہو تو جائز ہے۔ (فقہ محمدیہ ص۱۱، صلوۃ النبی ص۲)

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی فتوے دیا ہے استنجا کے وقت قبلہ کو منہ کرنا جائز ہے۔ (امداد الفتاوی ص۳ ج ۱)

قارئین حضرات! یہ ہے وہابیوں کا مذہب مگر میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۲)

جب تم پاخانہ کو جاؤ تو (پاخانہ کرتے وقت) قبلہ شریف کی طرف نہ مُنہ کرو اور نہ پیٹھ کرو۔

جماع کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا

وہابیوں کے مولوی محمد ابوالحسن ہی نے لکھا ہے کہ:

"جماع کے وقت قبلہ کی طرف مُنہ کرنا جائز ہے۔ خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔" (فقہ محمدیہ ص۱۱)

قبلہ کی طرف پاؤں کرکے سونے کی اجازت

سوال:- کیا قبلہ رُخ پاؤں کرکے سونا جائز ہے؟

جواب:- "لیٹنے والے کی نیت اگر توہین کعبہ نہ ہو تو درست ہے اگر ہو تو نادرست ہے۔" (فتاویٰ ستاریہ ص۱۳۰ ج ۱)

وہابیوں کے مشہور اخبار الاعتصام میں بھی اسی قسم کی اجازت درج ہے جس کی تلخیص یہ ہے۔

"قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانے یا چارپائی کی پائیں (پواندی) کرنے کی مخالفت کا خیال درست نہیں۔" (الاعتصام لاہور، ۷ جنوری ۱۹۷۵ء)

قارئین کرام! یہ ہے وہابی اکابر کے نزدیک قبلہ کی عظمت۔

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

وہابیوں کے مولوی ابوالحسن نے لکھا ہے کہ:

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ہر شخص برا جانتا ہے۔ خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو مگر وہابیوں کے محدث ابوالحسن نے اس کو بلا کراہت جائز قرار دیا ہے۔

"اگر کوئی کھڑے ہو کر پیشاب کرے تو جائز بلا کراہت ہے۔"

(فیض الباری ص ۱۲۱ ج ۱)

وہابیوں کے مولوی وحید الزمان حیدرآبادی نے بھی تیسیر الباری میں لکھا ہے کہ:

"کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر دونوں طرح پیشاب کرنا جائز ہے۔"

(تیسیر الباری ص ۱۳۶ ج ۱)

قارئین کرام! وہابی مولوی تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو بلا کراہت جائز قرار دے رہا ہے مگر نبی اکرم نورِ مجسم شفیعِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

لَا تَبُلْ قَائِمًا۔ کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو۔

(مشکوٰۃ ص ۴۲، ترمذی شریف ص ۹)

متعہ (کنجری بازی) جائز ہے

امام الوہابیہ مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے اپنی کتاب نزل الابرار میں لکھا ہے۔

وَکَذٰلِکَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا فِی نِکَاحِ الْمُتْعَۃِ فَجَوَّزُوْھَا لِاَنَّہٗ کَانَ ثَابِتًا جَائِزًا فِی الشَّرِیْعَۃِ۔ اور اسی طرح ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک نکاح متعہ جائز ہے۔ اس لیے کہ متعہ پہلی شریعت میں جائز اور ثابت ہے۔ (نزل الابرار ص۳۳ جلد ۲)

وہابیہ نجدیہ کی امامیہ پارٹی جس کے سربراہ مولوی عبد الوہاب اور عبد الستار دہلوی صاحبان ہیں۔ یہی مولوی رفیق خاں پسروری کے اُستاد اور امام بھی ہیں کے نزدیک بھی متعہ جائز ہے۔ (اخبار محمدی دہلی ص۱۵ یکم جنوری ۱۹۴۱ء)

حضرت مولانا مفتی کرم الدین صاحب[1] آف بھیں ضلع جہلم نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب آفتابِ ہدایت میں متعہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

---

[1] مولانا محمد کرم الدین صاحب جہلمی اہلسنت و جماعت مسلک کے ایک عالم تھے جیسا کہ ان کی شہرۂ آفاق کتاب آفتابِ ہدایت کے پہلے ایڈیشنوں میں اظہر من الشمس ہے کہ مولانا نے اس کتاب کے شروع میں امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کے نام انتساب کیا ہے لیکن ان کے لڑکے قاضی مظہر حسین صاحب نے اب نئے ایڈیشنوں میں ان کا دیوبندی ہونا ظاہر کیا ہے۔ نیز مولوی حسین احمد مدنی کا معتقد شمار کیا ہے۔ حالانکہ کہاں امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری علیہ الرحمۃ کی طرف انتساب اور کہاں حسین احمد مدنی سے اعتقاد امیرِ ملت پاکستان کے بانیوں میں سے ہیں اور حسین احمد مدنی پاکستان کے مخالفوں اور کٹر کانگریسیوں میں سے ہیں۔ اسی سے عوام الناس خود اندازہ کرلیں کہ قاضی مظہر کی تحریر میں کہاں تک صداقت ہے۔

(متعہ فی الحقیقت زنا ہے۔جس کا نام صرف تبدیل کیا گیا ہے اور اوصاف سارے وہی ہیں۔کیونکہ متعہ میں گواہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔توریث بھی نہیں۔تعداد بھی معین نہیں۔جتنی عورتوں سے چاہے متعہ کرسکتا ہے جیسا زنا میں خرچی مقرر اور وقت معین کیا جاتا ہے۔ایسا ہی متعہ میں بھی ہے پیشہ ور عورتیں بے حجاب بازاروں میں پھرتی ہیں۔اس طرح ممتوعہ عورت کو بھی پردہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (آفتاب ہدایت صفحہ ۱۸۶-۱۸۷)

مولوی کرم دین صاحب نے مسئلہ متعہ کو حیا کش مسئلہ قرار دیا ہے۔

ناظرین کرام! جس فرقہ کے مسائل حیاکش ہوں اس فرقہ کے متعلق آپ خود ہی ذرا غور و خوض فرمائیں۔

حدیث شریف میں ہے۔

اَلْمُتْعَةُ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ متعہ قیامت تک حرام ہے۔

(صحیفہ اہلحدیث کراچی صفحہ ۲۰ ۱۶ صفر ۱۳۸۷ھ)

مشت زنی واجب ہے

وہابیوں کے مولوی نواب نورالحسن صاحب بھوپالی لکھتے ہیں۔کہ

بالجملہ استنزال منی بکف و بچیزے از جمادات نزد دعائے حاجت مباح است لا سیما چوں فاعل خاشی از وقوع در فتنہ یا معصیت کہ اقل احوالش نظر یا زیست باشد کہ دریں حین مندوب است بلکہ گاہے واجب گردد۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مشت زنی یا کسی سخت چیز سے رگڑ کر منی نکالنا قوۃ شہوانی کے وقت مباح ہے۔خاص کر جب فاعل کو گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو۔کیونکہ اس کی نگاہ نے اس کو مجبور کر دیا ہو تو اس وقت مباح بلکہ واجب بھی ہو جاتا ہے۔ (عرف الجادی صفحہ ۲۰۷)

مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے بھی لکھا ہے کہ بعض نے مشت زنی کو جائز قرار دیا ہے۔ اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جو ارشاد مبارک مشت زنی کی ممانعت اور وعید میں ہے۔ اُس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (نزل الابرار)

مشت زنی کے بعد وہابیوں کے مفسر اور مجدد نواب صدیق حسن بھوپالوی نے اپنے وہابیوں کو نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کا دُوسرا طریقہ جو بتایا ہے۔ پیش کیا جاتا ہے۔

چوتڑوں اور رانوں میں وطی کرنا !

"در جواز استمتاع وغیرہ از فخذین وطا الیتین ونحو آں خود ہیچ شک وشبہ نباشد وسنّت صحیحہ بداں وارد گشتہ۔
رانوں اور چوتڑوں یا جسم کے دوسرے اعضاء (مثلاً ہاتھ۔ منہ۔ بغل پستان) وغیرہ کے ساتھ وطی جائز ہے۔ اور یہ صحیح سنت سے ثابت ہے۔" (بدور الاہلہ ص۱۷۵)

نواب صدیق حسن بھوپالوی نے تو چوتڑ اور رانوں وغیرہ میں ہی لطف اندوز ہونے کی اجازت دی ہے۔ مگر اس کے لڑکے نے تو مجبوراً زنا کو بھی جائز قرار دے دیا ہے۔

زنا کی اجازت !

وہابیوں کے مولوی نور الحسن بھوپالوی نے لکھا ہے کہ:
"ہر کہ مکرہ باشد بر زنا اورا زنا جائز است وحد غیر واجب چہ احکام شرعیہ مقید باختیار است۔"

جو شخص زنا پر مجبور کیا جائے اُس کو زنا کرنا جائز ہے۔ اس پر حد واجب نہیں۔ کیونکہ احکاماتِ شرعیہ اختیار سے متقید ہیں۔ (عرف الجادی صفحہ ۲۱۵)

ناظرین! وہابی مولوی زنا کی اجازت دے رہا ہے۔ اور خداوندِ کریم کا ارشاد ہے

لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ط وَسَآءَ سَبِيْلًا ؕ پ۱۵۔ بدکاری کے پاس نہ جاؤ۔ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ ہے۔ وہابیہ کی اُس تعلیم کو شیطانی تعلیم نہ کہا جائے گا تو اور کیا کہا جائے گا۔

ڈھیٹ اور بے شرم دُنیا میں بھی دیکھے ہیں مگر!
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی!

وہابیہ نجدیہ کے مولوی وحید الزمان حیدرآبادی تو وہابیوں کو نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کا ایک اور جمہور کے خلاف طریقہ بتایا ہے۔ جس میں باپ بیٹا دونوں لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

باپ بیٹے کی مشترکہ عورت

فَلَوْ زَنَا بِامْرَءَةٍ تَحِلُّ لَهٗ اُمُّهَا وَبِنْتُهَا وَكَذَالِكَ لَوْ زَنَا اِبْنُهٗ بِامْرَءَةٍ تَحِلُّ لِاَبِيْهِ وَكَذَالِكَ لَوْ زَنَا اَبُوْهُ بِامْرَءَةٍ فَتَحِلُّ لِابْنِهٖ خِلَافًا لِلْجُمْهُوْرِ۔ اگر کسی نے کسی عورت سے زنا کیا تو اس عورت کی ماں اور بیٹی اُس زانی کے لیے حلال ہے۔ اور اسی طرح اگر کسی کے بیٹے نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا تو وہی عورت باپ کے لیے بھی حلال ہے۔ اور اسی طرح اگر اس کے باپ نے کسی عورت سے زنا کیا تو وہی عورت بیٹے کے لیے بھی حلال ہے۔ یہ مسلک جمہور کے خلاف ہے۔ (نزل الابرار صفحہ ۲۱ ج ۲)

مولوی ثناء اللہ امرتسری سے بھی کسی نے اسی قسم کا سوال کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔

وہ دونوں درجِ ذیل ہیں:

سوال :۔ زید نے خاوند والی عورت اپنے گھر میں قریباً چھ سال رکھی۔ جس کے بطن سے زید کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا۔ پھر زید فوت ہو گیا۔ زید کے بعد زید کے بیٹے عمرو کے گھر جو زید کی منکوحہ عورت سے تھا قریباً بیس سال کے رہی۔ عمرو کے گھر میں بھی بعد میں اولاد پیدا ہوئی۔ جو اب تک ایک لڑکی بیس سالہ بھی موجود ہے۔ بسبب اُس بدکاری کے قریباً عرصہ بیس سال سے گاؤں والوں نے عمرو سے علیحدگی اختیار کی ہوئی ہے۔ اب اس عورت کا جس کو زید نے اغوا کیا تھا، خاوند اصل فوت ہو گیا ہے۔ اب یہ عمرو مذکور (زید کا بیٹا) جو زید کی منکوحہ عورت والا ہے۔ تمام لوگوں کے روبرو معہ اس عورت کے توبہ کرتا ہے۔ اور تاوان شرعی منظور کرتا ہے کہ کسی سبب سے صورت حلت نکاح ہو۔ اب سوال ہے کہ آیا عمرو مذکور کا نکاح اس عورت سے جس کا اُوپر ذکر ہوا ہے شرعاً ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب :۔ صورت مذکورہ میں دو صورتیں ہیں۔ (۱) باپ کی مزنیہ (۲) زانی اور زانیہ کا نکاح۔ باپ کی مزنیہ سے نکاح منع کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۲ ۲۵ اگست ۱۹۱۶ء)

ماں بہن اور بیٹی سے زنا کی اجازت

مولوی وحید الزمان نے تو وہابیوں کے لیے اپنی ماں، بہن اور بیٹی سے بھی زنا کرنے کی کھلی اجازت لکھ دی ہے۔

وَلَوْ دَخَلَ بِالْمُحَرَّمَةِ فَلَهَا مَهْرُ الْمِثْلِ۔ اگر کسی شخص نے محرمات (ماں۔ بہن۔ بیٹی وغیرہ) سے زنا کیا تو اس کو حق مہر کی مثل ادا کرنا پڑے گا۔ (نزل الابرار ص۳۱ ج ۲)

سُسر کا بہُو سے جماع کرنا

مولوی وحید الزماں نے لکھا ہے کہ،
وَكَذَالِكَ لَوْ جَامَعَ زَوْجَةَ ابْنِهِ لَا تَحْرُمُ عَلَى ابْنِهِ
اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنے بیٹے کی بیوی (بہو) سے جماع کیا تو اس کے بیٹے پر عورت حرام نہیں ہو گی۔ (نزل الابرار فی فقہ النبی المختار ص۲۸ ج ۲)
وہابیوں کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی سے بھی کسی نے اسی قسم کا سوال کیا تھا وہ سوال اور میاں صاحب نے جو جواب دیا تھا دونوں درج کیے جاتے ہیں۔
سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے اپنے لڑکے کی بیوی سے جبراً زنا کیا۔ آیا وہ عورت اپنے خاوند کے نکاح میں رہی یا نہیں۔ اور وہ عورت خاوند سے کس قدر مہر لینے کی مستحق ہو گی۔
الجواب:- حنابلہ اور حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک وہ عورت اپنے خاوند کے نکاح سے نکل گئی۔ اور اس کو مہر مثل دینا پڑے گا۔ اور مہر مثل کے معنی یہ ہیں کہ اس عورت کی ہم جنس عورتوں میں جس قدر کم سے کم مہر کا رواج ہو دلوایا جائے لیکن شافعیہ اور اہلحدیث کے نزدیک وہ عورت اپنے خاوند کے نکاح سے باہر نہیں ہوتی صرف زنا کرنے والے پر گناہ ہوا اور اس عورت کو گناہ کچھ نہیں۔ اس لیے کہ وہ مجبور تھی اور حرام کرنے سے حلال چیز حرام نہیں ہوتی۔ (فتاوی نذیریہ ص۱۷۶-۱۷۵ ج ۲)
وہابیوں کے اماميہ پارٹی کے مولوی عبدالستار دہلوی نے بھی اسی قسم کا ایک فتویٰ اپنے فتاویٰ میں درج کیا ہے۔ وہ یہ ہے:۔
سوال:- زید نے اپنے لڑکے حقیقی کی منکوحہ سے زنا کیا۔ اب اس کا لڑکے کا نکاح قرآن و حدیث کی رُو سے ہے یا نہیں۔ دیگر زید سے سلام کلام اور اس کے گھر کا کھانا پینا جائز ہے یا نہیں۔ زید نے اپنے گناہ سے

توبہ کرلی ہے۔ اور نمازی بچا ہے۔ شیطان کے پھندے میں آ گیا اور گناہ ہو گیا۔

جواب :۔ زید اور اس کے لڑکے کی منکوحہ پر حد شرعی رجم ہے۔ زید کے زنا کرنے کی وجہ سے اس کی لڑکے پر اس کی منکوحہ حرام نہیں ہوتی۔ نکاح قائم ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ص۱۱ ج ۱ ص۱۱ ج ۴)

قارئین کرام! وہابی اکابر نے ماں، بہن، بیٹی اور بہو وغیرہ سے جماع کی جو اجازت دی ہے پڑھ لی ہے۔ اکابر وہابیہ نے یہ سلسلہ یہاں تک ہی نہیں رکھا بلکہ ساس سے بھی جماع کی اجازت ان الفاظ میں دے رکھی ہے۔

ساس سے جماع

مولوی وحید الزمان لکھتے ہیں کہ:

"وَكَذٰلِكَ لَوْ جَامَعَ اُمَّ امْرَءَتِهٖ لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ اِمْرَءَتُهٗ" اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنی ساس سے جماع کیا اس پر اس کی عورت حرام نہیں ہوتی۔ (نزل الابرار ص۲۸ ج ۲ مطبوعہ بنارس)

وَلَوْ قَبَّلَ اُمَّ امْرَأَتِهٖ بِشَهْوَةٍ اَوْ بِلَا شَهْوَةٍ فِيْ اَيِّ مَوْضِعٍ كَانَ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ اِمْرَأَتُهٗ خِلَافًا لِلْاَحْنَافِ وَكَذٰلِكَ لَوْ مَسَّهَا اَوْ عَانَقَهَا اَوْ قَرَصَهَا اَوْ عَضَّهَا۔ اور اگر کسی شخص نے اپنی ساس کا شہوۃ کے ساتھ یا شہوت کے بغیر کسی بھی جگہ کا بوسہ لیا۔ تو اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہو گی۔ یہ مسئلہ احناف کے خلاف ہے۔ اور اسی طرح اگر ساس کو ہاتھ لگاتے یا معانقہ کرے یا کھرچے یا کاٹے تو بھی اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہو گی۔

(نزل الابرار ص۲۸ ج ۲ مطبوعہ بنارس)

مولوی وحید الزماں نے دوسرے مقام پر بھی باپ بیٹے دونوں کے لطف اندوز ہونے کی راہ ان الفاظ میں نکالی ہے۔

وَلَوْ جَامَعَ اَحَدٌ زَوْجَةَ اَبِیْهِ سَوَاءٌ كَانَ بَالِغًا اَوْ غَیْرَ بَالِغٍ صَغِیْرًا اَوْ مُرَاهِقًا لَمْ تَحْرُمْ عَلٰی اَبِیْهِ لِمَا قَدَّمْنَا اَنَّ حُرْمَةَ الْمُصَاهَرَةِ لَا تَثْبُتُ بِالزِّنَا۔

اور اگر کسی شخص نے اپنے باپ کی بیوی سے جماع کیا بالغ ہو یا نابالغ چھوٹا ہو یا ہیجڑا اس کے باپ پر وہ عورت حرام نہ ہو گی جیسا کہ حرمت مصاہرہ میں ہم (وحید الزمان) بیان کر چکے ہیں۔ زنا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

(نزل الابرار ص۲۸ ج۲ مطبوعہ بنارس)

وَلَوْ اَیْقَظَ زَوْجَتَهٗ اَوْ اَیْقَظَتْهُ هِیَ لِجِمَاعِهَا فَمَسَّتْ یَدُهٗ بِنْتَهَا الْمُشْتَهَاةَ سَوَاءٌ كَانَ مِنْهُ اَوْ مِنْ غَیْرِهٖ اَوْ مَسَّتْ یَدُهَا اِبْنَهٗ سَوَاءٌ كَانَ مِنْهَا اَوْ مِنْ غَیْرِهَا لَا تَحْرُمُ الْاُمُّ عَلَیْهِ خِلَافًا لِلْاَحْنَافِ۔ اور اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو جگایا یا بیوی نے خاوند کو جماع کرنے کے لیے جگایا۔ مگر اس نے چھو لیا اپنی بیوی کی بالغ لڑکی کو خواہ وہ لڑکی اس کی اپنی ہو یا کسی دوسرے سے ہو۔ یا بیوی کا ہاتھ اس کے بالغ لڑکے کو لگ گیا خواہ وہ لڑکا اسی خاوند سے ہو یا غیر سے ہو۔ اس صورت میں ماں بیٹے پر حرام نہیں ہو گی۔ احناف کے نزدیک یہ درست نہیں ہے۔ (نزل الابرار ص۲۸ ج۲)

یہ تو باپ بیٹے کی مشترکہ عورت کا جواز تھا۔ مولوی وحید الزماں حیدرآبادی اور نور الحسن بھوپالوی نے تو وہابیوں کے لیے اپنی لڑکی سے بھی نکاح کرنا جائز قرار دے کر وہابیوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

لڑکی سے نکاح

نواب صدیق حسن بھوپالوی کے لڑکے نواب نور الحسن نے لکھا ہے کہ :
"نیست وجہ از برائے منع نکاح با دختر یکہ ایں کس با مادرش زنا کردہ زیرا کہ تحریم محارم محرمات بشرع ست نہ بعقل و شرع بتحریم بنت شرعی آمدہ وایں دختر بنت شرعی نیست۔ تا داخل باشد زیر قولہ تعالیٰ وبناتکم ونتواں گفت کہ اسم بنت لاحق مخلوقہ بما او ست زیرا کہ ایں طوق اگر بشرع است باطل است واگر مراد آنست کہ غیر شرعی است پس مضر ما نیست چہ اگرچہ مخلوق از آب اوست لیکن لیس آب نہ آبے است کہ بداں طوق نسب ثابت شدہ بلکہ آبے است کہ صاحب ورا جز جو حاصل دیگر نیست"

"جو بیٹی اس کی ماں سے زنا کرنے سے پیدا ہوئی اُس بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کی ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ محرمات کا ذی محرم کے لیے حرام ہونا شرعی ہے۔ شرعی بیٹی کی حرمت آئی ہے۔ اور یہ شرعی بیٹی نہیں ہے تاکہ حکمِ الٰہی وبناتکم کے ماتحت آئے اور یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ بیٹی کا نام اس کے مخلوقہ پانی سے لاحق ہے اگر اس کو شرعی سے تشریح کی جاتے تو غلط ہے۔ اور اگر اس کو غیر شرعی کہا جائے تو ہمارے خلاف نہیں ہے۔ اگرچہ وہ لڑکی اسی کے نطفے سے پیدا ہوئی ہے۔ لیکن یہ نطفہ نطفہ نہیں ہے۔ کہ اس طرق سے نسبت ثابت ہوئی۔ بلکہ وہ ایسا نطفہ ہے کہ سوائے پتھر کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔"

(عرف الجادی ص۱۱۳ مطبوعہ بھوپال)

رات کو اپنی بی بی کے جگانے کے لیے اُٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ

پڑ گیا یا ساس پر اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اُس کو ہاتھ لگایا تو اب وہ مرد اپنی بی بی پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گیا۔

اس کا جواب مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ :

"مسئلہ ہذا اہلحدیث کے نزدیک صحیح نہیں ..... یہ تو صرف دست درازی ہے بلکہ اگر (بیٹی یا ساس سے) فعل بھی کر گزرے تو بھی مزنیہ کی ماں یا بیٹی فاعل پر حرام نہیں ہوتی۔ (فتاوی ثنائیہ ص۳۶۲ ج ۲ مطبوعہ بمبئی)

وہابیہ کے مولوی وحید الزمان نے لکھا ہے کہ :

"فَلَوْ زَنَا بِامْرَءَةٍ تَحِلُّ لَهٗ اُمُّهَا وَ بِنْتُهَا۔ اور اگر کسی عورت سے زنا کیا۔ تو اُس مرد کے لیے اُس مزنیہ کی ماں اور بیٹی جائز ہے۔" (نزل الابرار ص۲۱ ج ۲)

وہابیوں کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی سے بھی اِسی قسم کا سوال ہوا۔ تو میاں صاحب نے بھی اس کو جائز قرار دیا۔ وہ سوال اور جواب دونوں درج ذیل ہیں

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے باغوائے نفسِ امارہ ایک عورت سے زنا کیا بعد اس کے مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کیا اور بعد نکاح کے بھی دونوں سے وطی کی تو نکاح درست ہوا یا نہیں۔ برتقدیر عدم جواز صورۃ نباہ کی ہے یا نہیں۔ بیّنوا و توجروا۔

الجواب :- نکاح مذکورہ درست ہوا اس لیے کہ یہ عورت ان عورتوں میں سے نہیں جن سے نکاح حرام ہے۔ (فتاوی نذیریہ ص۱۷۶ ج ۲)

وہابیوں کے سردار اور شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تو دادی اور نانی سے بھی نکاح جائز قرار دے دیا تھا جس کا تذکرہ وہابیوں کے امام عبداللہ غزنوی کے شاگرد و قاضی عبدالاحد خانپوری سے وہابی نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

سگی نانی اور دادی سے نکاح جائز ہے

(مولانا ثناء اللہ امرتسری نے) دادی اور نانی کے ساتھ نکاح کرنے کو مباح اور جائز کردیا۔ سوتیلے بھانجہ کی پوتی سے نکاح جائز کردیا۔ (کتاب التوحید والسنّۃ صـ۲۷۳)
غیر مقلدین حضرات کے مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی نے بھی اپنی کتاب اعلام خلق اللہ کے صفحہ ۳ پر مولوی ثناء اللہ امرتسری کا یہ فتوٰے مع سوال وجواب شائع کیا ہے ملاحظہ فرمائیں!

سوال:- ایک شخص نے اپنی جد کی زوجہ سے نکاح کیا اور عورت منکوحہ سے ہمبستر ہوکر مجامعت کیا۔ اور بعد چند روز کے زن منکوحہ کو حمل رہا۔ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوا۔ اب علماء شریعت اس بارہ میں کیا حکم صادر فرماتے ہیں۔ نکاح ہوا یا نہ۔ لڑکا کس کی جانب قرار دیا جاوے گا۔ اس کے شوہر پر نان نفقہ واجب ہوگا یا نہ

جواب:- بحکم لاتنکحوا مانکح آباءکم حقیقی والد کی منکوحہ (سوتیلی والدہ) سے نکاح کرنا تو منع ہے۔ مگر جد (دادا) کی منکوحہ کی حرمت منصوص نہیں۔ اس لیے غالباً نکاح مذکور صحیح ہوگا۔ بچہ بھی صحیح النسب۔
(اخبار اہلحدیث امرتسر ۱۱؍ رمضان ۱۳۲۸ھ)

بھانجے کی پوتی سے نکاح جائز

سردار اہلحدیث امرتسری سے کسی نے سوال کیا۔

سوال:- زید اپنے سوتیلے بھانجے کی پوتی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ آیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا کہ حرام۔

جواب:- قرآن اور حدیث اور فقہ میں جن محرمات کا ذکر ہے ان پر شامل نہیں لہٰذا جائز ہے۔ (اہلحدیث امرتسر صـ محرم ۱۳۳۰ھ)
اعلام خلق اللہ کا صفحہ ۳ صفحہ ۱۰۶ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ونقلب افئدتهم وابصارهم كما لم يؤمنوا به اول مرة

مولوی ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر اخبار اہل حدیث کے الحادات وہفوات یوں ترتیب کیے ہیں جنکا دو شمار

واضح ہے کہ ہم ایک الحاد اسکا ایسا بتر واند ہے کہ جسکے سبب سے تمام ملاحدہ و زنادقہ کی

ترتیب لگ گیا اور انکو بھی مات کر دیا ہے کیونکہ آج تک کسی زندیق نے ایسے الحاد و فساد کو جائز نہیں کہا

جیسا کہ مفصل بیان اس رسالہ میں ہے

اعلام خلق اللہ

باغرب

الحادات ثناء اللہ

یعنے ثناء اللہ نے داڑھی پر ناڑی و بعض دیگر محرمات ابدیہ کو حلال کر دیا

لعنۃ اللہ علی الملحدین

از تصنیف حاجی رحمۃ اللہ محمد فقیر اللہ عفاہ ربہ وکفاہ شر من آذاہ وعاداہ

در مطبع کریمی واقع مدراس رونق طبع یافت

سنہ ۱۳۳۳

اعلام خلق اللہ کا ٹائیٹل

غرضکہ مولوی ثناء اللہ کا یہی حال ہے کہ اس نے نفاق ورزی کے ذریعہ سے فقط نام اہلحدیث بھولنے سے عوام بلکہ خواص العوام کا شکار کرتا ہے اور گمراہی وفتنہ وفساد در دین رب العباد میں بہت گمراہ فزوں اور تمام علماء دین پر بڑھ گیا اور تحریف کتاب و سنت میں یہاں تک جرأت پیدا کیا ہے کہ اسنے بحکم تعلیم شیطانی وتسویل نفسانی اپنی دادی ، پردادی ، نانی ، پرنانی ، ساس کی ماں کو اور بھانجی ، بھانجا ، بھتیجی ، بھتیجا ان چاروں کی نواسی پوتی کو اپنے پر حلال کر دیا ۔ ان کے ساتھ جواز نکاح کا فتوے دے ڈالا اور تمام فرق اسلام و طوائف انام کے برخلاف ایک ایسی نئی گمراہی و الحاد کا فتوی دیا ہے کہ آج تک کسی گمراہ سے گمراہ نے نیچری نے اور نہ مرزا قادیانی نے اور نہ کسی دوسرے ملحد نے ملاحدہ میں سے اس پر جرأت کی ہے بلکہ یہود و ہنود کو بھی اسمیں عار و شنار ہے مگر اس ملحد جدید کشمیری دلادر خان بہادر کو اس سے ذرا بھر بھی حیا و خوف خدا و فکر روز جزا نہیں ہے تعجب تو یہ ہے کہ تنبیہ و توبیخ پر بھی رجوع از الحاد نہیں کرتا ہے اور اگر بسخت مجبور مضطر و لاچار ہو کر کسی غلطی الحادی سے برائے نام رجوع بھی کرے تو اس میں بھی ایسی چالبازی و فریب بازی کرتا ہے ۔ وہ رجوع مذ گناہ بدتر از گناہ اور ایک نشد دو شد کا مصداق ہو جاتا ہے سچ ہے فرمایا رسولنا الاکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا لم تستحی فاصنع ما شئت جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن ۔

نقل دو فتوی الحادیہ ثنائیہ مردودہ باطلہ محللہ حلال بلا کلام و انکار بر آن و جواب باصواب از الحادات بعون اللہ الملک العلام و کشف حقیقۃ فتوی مضلہ و ابراز مخفی مدعی صاحب آن یعنی مولوی ثناء اللہ اڈیٹر کی ترقی و الحاد و افساد در دین رب العباد

ناظرین ! اب غور سنو کہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۴ رمضان ۱۳۲۲ھ ۲۵/۴۶ میں ہے ۔ سوال نمبر ۲۵ ایک شخص نے اپنی جد کی زوجہ سے نکاح کیا اور عورت منکوحہ سے ہمبستر ہو کر مجامعت کیا اور بعد چند روز کے زن منکوحہ کو حمل ہوا اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوا اب علماء شریعت اس بارہ میں کیا حکم صادر فرماتے ہیں نکاح ہوا یا نہ لڑکا کس کی جانب قرار دیا جاویگا اسکے شوہر پر نان نفقہ واجب ہوگا یا نہ انتہی اب سنو کہ محرف کتاب اللہ المتعال حمال الالحاد والضلال (ثناء اللہ) اس سوال کا جواب موجب عذاب بکمال ارقام فرماتے ہیں "جواب نمبر ۲۵ بحکم لا تنکحوا ما نکح آباؤکم حقیقی والد کی منکوحہ (سوتیلی والدہ) سے نکاح کرنا تو منع ہے مگر جد (دادا) کی منکوحہ کی حرمت منصوص نہیں اسلئے غالباً نکاح مذکور صحیح ہوگا بچہ بھی صحیح النسب ۲ پائی دال فنڈ اھ اور سنو کہ اخبار اہلحدیث محرم ۱۳۲۳ھ میں ہے "سوال نمبر ۸۶ زید اپنی سوتیلے بھانجہ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے آیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا کہ حرام جواب نمبر ۸۶ قرآن اور حدیث اور فقہ میں جن محرمات کا ذکر ہے ان پر شامل نہیں لہذا جائز ہے" انتہی **اقول** ان دو فتووں میں بسقدر نادانی و الحاد و لاابالی و بے ایمانی کارستانی خرچ کیگئی ہے وہ مفتی و قاضی بے ساختہ مرتد ہونے فاعل اسکے کا اسلام سے اور ناطق و منادی ہر ساتھ فتوے بنانے والے کے اور گردن زدنی و اعدام اسکے کے لو کان احکام الاسلام جاریۃ بحکومۃ الحاکم المجابرۃ الشرعیۃ المنفذۃ لحدود اللہ ذرہ اجرہ

سوتیلی ماں سے نکاح

امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث امرتسر میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سوتیلی ماں سے نکاح جائز قرار دیا ہے۔ وہ سوال اور جواب دونوں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال:۔ تزویج منکوحہ اب رضاعی کہ از وے شیر نوشید و باشد بر پسر رضیع است یا نہ؟

جواب:۔ میرے ناقص علم میں اس کی حرمت کی دلیل نہیں ملتی۔ (اخبار امرتسر ص ۴ ۱۲ اپریل ۱۹۱۶ء)

سالی سے زنا کرنے سے منکوحہ حرام نہیں ہوتی

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری سے کسی نے سوال کیا ہے۔ کہ:

سوال:۔ بکر نے اپنی زوجہ کی سگی بہن سے قصداً زنا کیا۔ اس حالت میں بکر کی عورت حلال رہی یا حرام؟

جواب:۔ سالی سے زنا کرنے سے منکوحہ عورت حرام نہیں ہوتی۔

(اہلحدیث امرتسر ص ۲۶ جنوری ۱۹۱۲ء)

قارئین عظام! آپ حضرات وہابی اکابر کی نفس پرستی اور شہوت زنی کے ان عجیب انداز سے بہت حیران ہوتے ہوں گے۔ حیرانگی کی کوئی بات نہیں دراصل وہابی اکابر نے اپنی کتابوں میں کچھ ایسے مسائل کی تعلیم و ترغیب اپنے وہابیوں کو دی ہے۔ جس سے نفسانی جذبات ابھرتے ہیں۔ ان نفسانی جذبات کو ابھارنے کی ترغیب جن مسائل سے ہوتی ہے۔ اب وہ درج کیے جاتے ہیں۔

عورت کو ڈاڑھی والے کو دودھ پلانے کی اجازت ہے

مجتہد الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالوی لکھتے ہیں کہ:

"جائز است ارضاع کلاں سال اگرچہ ریش بروئیت داشتہ باشد از برائے تجویز نظر" عورت کو دیکھنا جائز قرار دینے کے لیے عورت کا بڑے آدمی کو دودھ پلانا جائز ہے" (النہج المقبول من شرائع الرسول ص۵۸)

نواب کے لڑکے نور الحسن نے بھی اپنے باپ کی تقلید کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"ارضاع کبیر بنابر تجویز نظر جائز ست" غیر عورت کا بڑے آدمی کو دودھ پلانا جائز ہے تاکہ اُس کو دیکھنا جائز ہو جائے۔ (عرف الجادی ص۱۳۴)

وہابیوں کے مفسر اور محدث مولوی وحید الزمان حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ،

"وَیَجُوْزُ اِرْضَاعُ الْکَبِیْرِ وَلَوْ کَانَ ذَا لِحْیَۃٍ لِتَجْوِیْزِ النَّظَرِ خِلَافًا لِلْجُمْہُوْرِ۔ اور بڑے آدمی کو غیر عورت کا دودھ پلانا جائز ہے۔ اگرچہ ڈاڑھی والا ہو تاکہ اس عورت کو دیکھنا جائز ہو جائے جمہور محدثین اس کے خلاف (نزل الابرار فی فقہ النبی المختار ص۷۷ ج۲)

وہابیوں کے مجدد قاضی شوکانی لکھتے ہیں کہ:

"یَجُوْزُ اِرْضَاعُ الْکَبِیْرِ وَلَوْ کَانَ ذَا لِحْیَۃٍ لِتَجْوِیْزِ النَّظَرِ"

جائز ہے دودھ پلانا بڑی عمر والے کو اگرچہ ڈاڑھی رکھتا ہو۔ واسطے جواز نظر کے" (الدرر البہیہ ص۳۴)

اور وہابیوں کو مخاطب کرتے ہوئے رئیس المناظرین علامہ محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ نے اکابر وہابیہ کی یہ عبارات نقل فرما کر جو تبصرہ فرمایا ہے۔ اُس کو درج کرنا مفید سمجھتا ہوں وہ تبصرہ یہ ہے۔

"کیوں جی وہابیو! یار مذہب تو تمہارا ہے عجیب عجیب لطف اٹھاتے

ہو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بھلا ڈاڑھی والا آدمی جب کسی غیر جوان عورت کا پستان منہ میں ڈالے گا۔ تو دونوں کی شہوت اُٹھے گی یا نہیں؟ کیونکہ عورت کے پستان اور پیٹ ننگے ہوں گے۔ تو مُنہ میں ڈالے گا۔ جوان عورت کو تو مرد ہاتھ لگائے گا۔ دونوں شہوت سے بے قابو ہو جاتے ہیں۔ چہ جائیکہ جوان عورت کے پیٹ اور پستان ننگے کر کے غیر جوان مرد اپنے منہ میں ڈال کر پستانوں کا دُودھ پیے۔ جوان عورت کے ننگے بدن کو جوان مرد کا ہاتھ بھی ضرور لگے گا۔ یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ بغیر ہاتھ لگائے پستان مُنہ میں ڈالے۔ پھر ایک ہاتھ اور لمبی ڈاڑھی جب جوان عورت کے پیٹ پر دودھ پینے سے حرکت میں آئے گی۔ تو اس کی پیمائش کہاں تک ہو گی۔ وہاں ڈاڑھی والے کی ڈاڑھی زیر ناف ہوتی ہے۔ تو عورت کے پستانوں سے پیمائش کی جائے تو تم سوچ لو کہ عین صراطِ مستقیم پر ہوتی ہوئی کہاں پہنچی۔ تو وہابی صاحب نے تکنا لطف اُٹھایا اور یہ تو مزے کا مقدمۃ الجیش ہے اور بیوی کا خاوند بھی مُلاجی پر اعتراض نہیں کر سکتا کہ کیا کر رہے ہو کیونکہ مقامات تو ڈاڑھی سے ڈھک چکے ہیں۔ اور اگر کوئی مقتدی غیرت کا مارا بول بھی اُٹھے۔ کہ مُلاں جی کیا کر رہے ہو۔ تو مُلاجی فوراً جواب دیں گے۔ کہ کیا تم اہلحدیث نہیں۔ میں حدیث پر عمل کر رہا ہوں۔ اور دُودھ پینے کی میعاد بھی مقرر نہیں کہ کتنی دیر پیئے اور دن میں کتنی بار پیئے۔"

(مقیاسِ وہابیت ص۴۹۳)

شاید وہابی مولوی وحید الزماں نے اِسی لیے عورتوں کا غیر مردوں کو دیکھنا جائز قرار دیا ہے۔ تاکہ عورتیں اپنی پسند کے مردوں کو دُودھ پلا لیں۔ اور امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے بھی اسی لیے عورتوں کو میک اَپ کرنے اور سر کے بالوں پر پھول جھڑیاں بنانے کی اجازت دے دی ہے تاکہ اپنی بناوٹ سے مردوں کو قابو کر لیں یہ دونوں وہابی اکابر کے فتوے درج کیے جاتے ہیں۔

عورت کے لیے غیر محرم مردوں کو دیکھنا جائز ہے

وہابیوں کے مولوی وحید الزماں نے لکھا ہے کہ:
وَ یَجُوْزُ لِلْمَرْءَۃِ النَّظْرُ اِلَی الرِّجَالِ الْاَجَانِبِ وَ حَدِیْثُ اَفَعَمْیَا وَاِنْ اَنْتُمَا مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ خَاصٌ بِاَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔
اور عورت کا غیر آدمیوں کو دیکھنا جائز ہے اور حدیث کہ نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالےٰ عنہن کو فرمایا کہ عبداللہ بن اُم مکتوم تو نابینا ہے۔ کیا تم بھی نابینی ہو۔ یہ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ازوج مطہرات رضی اللہ تعالےٰ عنہن کے لیے ہی خاص تھا۔ (نزل الابرار ص ج ۲)

قارئین حضرات! وہابی مولوی نے وہابی عورتوں کو اجنبی اور غیر محرم مردوں کو دیکھنے اور ان کا نظارہ کرنے کی اجازت حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی کس مکاری سے مخالفت کرتے ہوئے دی ہے۔ اور شیطان لعین کی شیطانیت کو کیسے پُر زور انداز سے حمایت کی ہے۔ حضرت علی المرتضےٰ شیر خدا مشکل کشا مولائے کل کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہیں کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب سے دریافت فرمایا کہ بتلاؤ عورت کے لیے کون سی بات سب سے بہتر ہے۔ اس پر تمام صحابہ خاموش رہے اور کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے واپس آکر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے دریافت فرمایا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کیا بات ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نہ وہ غیر مردوں کو دیکھیں نہ غیر مرد انہیں دیکھیں۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے یہ جواب حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ (خوش ہوکر) ارشاد فرمایا۔ وہ میری لخت جگر ہیں۔ (دار قطنی)

کتب صحاح ستہ میں سے ترمذی شریف اور ابو داؤد شریف میں حدیث شریف ہے کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالےٰ عنہن میں بعض اُمّہات المومنین سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھیں۔ اسی وقت ابنِ اُمِ مکتوم آئے حضور علیہ السلام نے ازواجِ مطہرات کو پردہ کا حکم فرمایا۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں۔ فرمایا تم تو نابینا نہیں ہو۔

مگر مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے اس کو ازواجِ مطہرات علیہم الرضوان کے لیے خاص قرار دیا ہے۔ حالانکہ امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر ص۲۹۷ ج ۶ میں قُل لِلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ کی تفسیر کرتے ہوئے اس روایت کو نقل فرما کر تمام مسلمان عورتوں کا مردوں کو دیکھنے کی ممانعت کے لیے دلیل پیش کی ہے پھر دنیا ان وہابی اکابر کے متعلق یہ کیوں نہ کہے۔

ع خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں!

پردہ کا حکم خاص کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کیلئے تھا

مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔ کہ

آیت حجاب خاص در بارۂ ازواجِ مطہرات آمدہ نہ درحق زنانِ اُمّت

پردہ والی آیت خاص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے بارے میں وارد ہوتی ہے۔ اُمّت کی دوسری عورتوں کے واسطے نہیں ہے۔

(بنیان المرصوص ص۱۹۸)

پردے میں بیٹھ کر عورت کو کھیل دکھانا جائز ہے

وہابیوں کے مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ:

"پردے میں بیٹھ کر عورت کو کوئی کھیل مثلاً گتکہ بازی وغیرہ کے

دکھانا جائز ہے ۔ اپنی عورت سے کھیل کود کرنا بھی جائز ہے ۔

(ہدایت المہدیین صلہ)

مرد کو عورت کی شرمگاہ دیکھنا جائز ہے

امام الوہابیہ مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے لکھا ہے ۔ کہ

وَيَجُوْزُ لِلرَّجُلِ النَّظَرُ اِلٰى فَرْجِ اِمْرَأَتِهٖ ۔ مرد کا اپنی عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے ۔ (نزل الابرار صلہ ج ۲ مطبوعہ بنارس)

وحید الزمان دیکھنے کی ترغیب دے رہے ہیں ۔ سید مرسلاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے ۔ پھر دعوے یہ کہ :

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن !

پس حدیث مصطفیٰ برجاں مسلّم داشتن

اکابر وہابیہ نے اپنے وہابیوں کی عیش پرستی کو مدنظر رکھتے ہوئے گھر اور مسجد دونوں میں لطف اندوز ہونے کے لیے طرح طرح کے مسائل کی اجازت مرحمت فرمائی ہے ۔

تاکہ وہابیت کا فروغ ہو ۔ مثلاً ایام حیض میں مرد کا عورت سے جماع کرنا شریعت میں ممنوع ہے ۔ اب وہابی مولویوں کو سوجھی کہ ہم تو نفسانی خواہشات کے مقلد ہیں ۔ ہم سے اتنے دن کیسے صبر ہو سکتا ہے ۔ لہٰذا اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لیے اکابر وہابیہ نے حدیث نبوی کی مخالفت کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ حیض کی کوئی مدت مقرر نہیں ۔

حیض کی کوئی مدت نہیں !

وہابیوں کے مجتہد قاضی شوکانی نے لکھا ہے کہ :

لَمْ يَاْتِ فِىْ تَقْدِيْرِ اَقَلِّهٖ وَ اَكْثَرِهٖ ۔

حیض کی کم اور زیادہ دنوں کی کوئی مدت نہیں ۔

(الدرر البہیہ ص۶۔ ہدیۃ المہدی ص۵ ج ۳)

حیض کی مدت نہیں۔ (اہلحدیث امرتسر ص۱۲، ۹ اپریل ۱۹۳۷ء)

ناظرین کرام! وہابی اکابر کا یہ مسئلہ بھی حدیثِ نبوی کے خلاف ہے۔ دارقطنی میں حدیث شریف ہے کہ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَقَلُّ الْحَیْضِ الْجَارِیَۃِ الْبِکْرِ وَالثَّیِّبِ الثَّلَاثُ وَاَکْثَرُہٗ مَا یَکُوْنُ عَشَرَۃَ اَیَّامٍ فَاِذَا زَادَ فَھِیَ اِسْتِحَاضَۃٌ۔

ہر ایک عورت کے حیض کی تھوڑی مدت تین دن ہے۔ اور زیادہ مدت اس کی دس دن ہے۔ جو اس سے زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے۔

(دارقطنی)

سُنن دارمی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اَلْحَیْضُ عَشَرَۃٌ فَمَا زَادَ فَھِیَ مُسْتَحَاضَۃٌ۔ (سنن دارمی ص۱۷۱ ج ۱ مطبوعہ مصر)

امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے طبرانی شریف کے حوالہ سے حدیث نقل فرمائی ہے کہ اقل الحیض ثلاث واکثرہٗ عشرۃ (جامع صغیر ص۵۳ ج۱)

حیض کے خون کی رنگت

مقتدر الوہابیہ مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے لکھا ہے کہ،

"زمانہ حیض میں بجز سیاہ رنگ کے خون کے اور کسی رنگ کا خون حیض نہیں"

(ہدیۃ المہدی ص۵۲ ج ۳)

"زمانہ حیض میں اگر کسی عورت کو سیاہ رنگ کے خون کے علاوہ کسی اور رنگ کا خون آتا ہو تو اس عورت سے نماز ساقط نہیں ہوگی"

(ہدیۃ المہدی ص۵۳ ج ۳)

زیب و زینت نہ کرنے پر عورت کو زدوکوب

مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی رقمطراز ہیں کہ:

"عورت کو چاہیئے زیب و زینت کر کے رہے۔ اگر خاوند کے کہنے پر بھی زینت نہ کرے تو خاوند کو اختیار ہے اُسے بطور تنبیہہ مناسب زدوکوب کرے۔" (ہدایت الزوجین ص۵)

ہندوستانی عورتیں حُوریں ہیں!

دیوبندی وہابیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ:

"میں تو کہا کرتا ہوں کہ ہندوستانی کی عورتیں حوریں ہیں۔"

(افاضات الیومیہ ص۲۳۷ ج۴)

رخساروں اور پیشانی پر بالوں کے پھول بنانے اور مغربی فیشن کی اجازت

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری سے کوٹلی لوہاراں مغربی سے محفوظ نامی شخص نے یہ سوال کیا:

سوال: جو عورتیں اپنی پیشانی اور رخساروں پر بالوں کے پھول چڑیا اور طرح طرح کی زیبائشی و ٹیڑھی مانگ نکالتی ہیں۔ اور کہتی ہیں کہ بالوں کو سنوارنا اور اُلٹ پُلٹ کرنا کوئی گناہ نہیں۔ تو عرض ہے کہ ایسا کرنے سے شرع شریف میں کیا حکم ہے۔ نیز جو کلپ بالوں پر لگائے جاتے ہیں۔ یہ ایک نیا زیور مغربی عورتوں نے ایجاد کیا ہے۔ یہ زیور نہایت پسند کیا گیا ہے

حتیٰ کہ اس زیور کو فیشن قرار دیا گیا ہے۔ اور عام عورتیں اس کو شوق سے استعمال کرتی ہیں۔ کیا اس کے استعمال کرنے سے کوئی امر مانع ہے

ثناء اللہ امرتسری نے اس کا جواب یہ دیا ہے۔

جواب:۔ جو کام کسی ایسے فعل کے خلاف ہو جو آنحضرت صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ثابت ہو وہ گناہ ہے۔ مانگ سیدھی ثابت ہے۔ اس کے خلاف مانگ ٹیڑھی نکالنا گناہ ہے۔ باقی چہرے پر بالوں کے پھول بنانا یا کلپ لگانا۔ یہ کام اس طرح کے نہیں کیونکہ کسی سنتِ نبویہ کے متضاد نہیں۔

(اہلحدیث امرتسر ص ۱۳ ۲۶ جون ۱۹۳۶ء)

قارئینِ عظام! وہابی اکابر کی یہ تعلیم شریعتِ مطہرہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے صریحاً خلاف ہے۔ مغربی عورتوں کے فیشن کی عام اجازت دی جا رہی ہے۔ چہرہ پر بالوں کے پھول اور کنڈل بنانے بناؤ سنگار کے جواز کے فتوے دیئے جا رہے ہیں جن سے نفسانی خواہشات اُبھرتی ہوں عورتوں کو ان کے وہابی اکابر اجازت دے رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ

اور مسلمان عورتوں کو حکم دو۔ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔ اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔ اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔ اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں

(پ ۱۸ ع ۱۰)

وہابیوں اور دیوبندیوں کے ممدوح شاہ عبدالقادر دہلوی نے یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ کی تفسیر یہ کی ہے کہ:

"بند کریں اپنی آنکھیں اور نامحرم کو نہ دیکھیں"

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ کی تفسیر یہ کی ہے۔
"اور نہ ظاہر کریں اپنا سنگار زیور لباس رنگ وغیرہ سے کرکے"
شاہ عبدالقادر دہلوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ:
"بہت احتیاط یہ ہے کہ زینت کی جگہیں چچا اور ماموؤں کے سامنے بھی عورت نہ کھولے۔ شاید وہ اپنے بیٹوں کے سامنے تعریف کریں اور اس سبب سے کوئی فتنہ پیدا ہو" (تفسیر قادری ط۱۱۶ جلد دوم)
شاہ رفیع الدین اور اشرف علی تھانوی دونوں کے مترجم قرآن پاک کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ کہ:
"زینت سے مراد زیور اور ان کے مواقع سے مراد ہاتھ، پنڈلی، بازو، گردن، سر، سینہ، کان یعنی ان سب مواقع کو سب سے چھپائے رکھیں جب ان مواقع کو اجانب سے پوشیدہ رکھنا واجب ہے۔ جن کا ظاہر کرنا محارم کے روبرو جائز ہے۔ تو اور مواقع و اعضا جیسے پشت و شکم وغیرہ جن کا کھولنا محارم کے روبرو بھی جائز نہیں۔ ان کا پوشیدہ رکھنا بدلالۃ النص واجب ہوگیا۔ حاصل یہ ہوا کہ سر سے پاؤں تک تمام بدن اپنا پوشیدہ رکھیں"
قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ کی تفسیر میں سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ:
"آپ مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں کہ وہ بھی اپنی نگاہیں حرام اور مردوں کے دیکھنے سے نیچی رکھیں" (تفسیر ابن عباس)
تفسیر ابن کثیر میں ہے۔
"مسلمان عورتوں کو بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھنی چاہئیں۔ سوائے اپنے خاوند کے کسی کو بنظر شہوت نہیں دیکھنا چاہیئے۔ اجنبی مردوں کی طرف تو دیکھنا ہی حرام ہے۔ خواہ شہوت سے ہو خواہ بغیر شہوت کے" (تفسیر ابن کثیر)
قارئین! اکابر وہابیہ کے نظریات سے اظہر من الشمس ہے کہ وہابی مولوی کتنے

شہوت پرست ہیں۔ یہ ویسے تو کہتے ہیں کہ ہم آئمہ کرام کے مقلد نہیں حالانکہ نفسانی خواہشات کے مقلد ہیں۔ دیکھئے وہابیوں کے امام نواب صدیق حسن بھوپالوی کے لڑکے نور الحسن بھوپالوی نے چار سے زائد عورتوں سے بیک وقت شادی کرنے کی اجازت کس انداز سے وہابیوں کو دی ہے۔

چار عورتوں سے زائد بیویاں رکھنا جائز ہے

وہابیوں کے مولوی نواب صدیق نے لکھا ہے۔

"پس چنانکہ باید وشاید منتہض از برائے استدلال بر منع زیادت بر اربع نشود وآیہ کریمہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلاث و رباع بر محاورۂ عرب عرباء وآئمہ لغت مفید جواز نکاح دو دو سہ سہ وچہار چہار نساء در یک بارست و دراں تعرضے از برائے مقدار عدد زنان نیست۔" چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں رکھنے کی ممانعت پر دلیل نہیں اور آیہ کریمہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلاث و رباع یہ عرب اور آئمہ لغت کے محاورہ پر ہے۔ یہ دو۔ دو۔ تین تین اور چار چار عورتیں نکاح میں یکبارگی رکھنے کے جواز پر ہے۔ اس آیت میں عورتوں کی مقدار مقررہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔"

(عرف الجادی ص۱۱۵)

وہابی نواب کی شیطانی چال کا اندازہ تو لگائیں کہ قرآنِ پاک کی آیت کا مفہوم ہی غلط پیش کر دیا۔ حالانکہ غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے ممدوح شاہ عبدالقادر دہلوی نے اس کا ترجمہ اور اس کی تفسیر اس طرح کی ہے "فَانْكِحُوْا تو نکاح کر لو۔ مَا طَابَ لَكُمْ جو خوش آئے تمہیں مِّنَ النِّسَآءِ عورتوں سے مَثْنٰى دو دو وَثُلٰثَ اور تین تین وَرُبٰعَ اور چار۔ نکاح کرنے والے کو اختیار ہے کہ ان عددوں میں سے جتنے چاہے نکاح کرلے۔"

(تفسیر قادری ص۱۵۱)

ابوداؤد شریف میں حدیث رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ ایک شخص اسلام لائے ان کی آٹھ بیویاں تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان میں چار رکھنا۔

ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ عیلان بن مسلم ثقفی اسلام لائے۔ ان کی دس بیویاں تھیں۔ وہ بھی ساتھ مسلمان ہو گئیں۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ان میں سے چار رکھو۔

مندرجہ بالا احادیث سے واضح ہو گیا کہ وہابی مولوی نواب نورالحسن بھوپالوی نے آیت کریمہ اور احادیث مصطفوی کی صریحاً مخالفت کرتے ہوتے چار بیویوں سے زائد رکھنے کی وہابیوں کو ترغیب دی۔ نیز وہابیوں کے محدث اور مفسر مولوی عبدالستار صاحب دہلوی نے وہابیوں کو عیاشی کرنے میں مزید سہولت جس فتوے سے بہم پہنچائی ہے۔ وہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

عزل جائز ہے

"عزل یعنی انزال کے وقت عورت سے علیحدہ ہو جانا تاکہ بچہ نہ ہو عورت کی مرضی پر ہے۔" (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۲ ۱۷ مارچ ۱۹۵۷ء)

مولوی ابوالحسن نے بھی لکھا ہے کہ:

"عورت کے ساتھ عزل کرنا جائز ہے۔" (فقہ محمدیہ کلاں ص۱۰۶ ج ۲)

شریعت مصطفوی میں عزل کی سختی سے ممانعت ہے۔ کیونکہ اس میں عیاشی ہی عیاشی ہے۔

یہ تو تھی عزل کی اجازت۔ وہابیوں کے امام عبدالستار دہلوی نے تو برتھ کنٹرول کی بھی اجازت دے دی ہے تاکہ وہابی عوام دل کھول کر عیاشی کریں۔ حالانکہ یہ دونوں ایک ہی ہیں۔

ل نواب صدیق حسن بھوپالوی نے بھی یہ رُوایت تفسیر فتح البیان میں درج کی ہے۔ (فقیر قادری)

برتھ کنٹرول جائز ہے

سوال :- برتھ کنٹرول کیا جائز ہے - اگر ہے تو کس حد تک حوالہ حدیث سے دیں؟
جواب :- اگر میاں بیوی دونوں کی رضامندی ہو تو جائز ہے -

(صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۱۲ ۲۶ رجنوری ۱۹۵۵ء)

ناظرین کرام! سوال اور جواب دونوں بغور پڑھیں۔ سوال کرنے والا یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ حوالہ حدیث سے دیں۔ مجیب کا دعوٰے بھی یہ ہے کہ اہلحدیث ہوں۔ اور رسالہ کا نام بھی صحیفہ اہلحدیث رکھا ہے مگر جواب میں کوئی حدیث پیش نہیں کی۔ کیونکہ اس کے جواز پر کوئی حدیث ہی نہیں۔ مگر نام نہاد اہلحدیث امام دہلوی کے نزدیک جائز ہے اس سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہابیہ سے عوام سوال کرتے ہیں کہ حدیث سے جواز پیش کریں مگر باوجود مطالبہ کے ان کے امام حدیث کا حوالہ پیش نہیں کرتے بلکہ اس پر دلیری یہ کہ مسئلہ بھی وہ جائز قرار دیا جو شریعت محمدی میں ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

سَئَلُوْهُ عَنِ الْعَزْلِ۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رسول پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے عزل کے متعلق پوچھا۔ تو رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

ذَالِكَ الْوَاْدُ الْخَفِىُّ۔ — عزل کرنا دراصل پوشیدہ طور پہ زندہ درگور کرنا ہے۔

(صحیح مسلم شریف)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُوْنُ الْوَلَدُ وَاِذَا

رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے عزل کی بابت دریافت کیا گیا یہ کیا جائے یا نہیں آپ نے فرمایا۔ ہر منی

اَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَ شَيْئٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْئٌ۔ (صحیح مسلم شریف)

کے قطرہ سے بچہ کی پیدائش ضروری نہیں اور جب اللہ تعالےٰ کسی کے پیدا کرنے کا ارادہ فرما لیتا ہے۔ تو کوئی تدبیر اس کے ارادہ سے اس کو روک نہیں سکتی۔

دیوبندیوں اور غیر مقلدین وہابیوں کے ممدوح مولوی ادریس صاحب انصاری نے یہ احادیث شریفہ نقل کرکے لکھا ہے کہ:

"حدیث سے معلوم ہوا کہ برتھ کنٹرول کرنے والے حقیقتاً اس رسم کو جاری کر رہے ہیں جو زمانہ جاہلیت کے عرب میں جاری تھی۔ اور پھر ہم تو اس معاملہ میں عرب کی اس جاہلانہ رسم سے جس کی قرآن اور حدیث میں سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ اور بھی زیادہ بڑھ گئے کیونکہ وہ تو صرف لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اور لڑکوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔ لیکن برتھ کنٹرول کے حامی (جن میں وہابیوں کے امام عبدالستار دہلوی بھی ہیں) اور حامل نہ لڑکوں کی پرواہ کرتے ہیں نہ لڑکیوں کی جو شرعاً حرام ہے"

لڑکیوں کا گھر میں گانا جائز ہے

وہابیوں کے سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری نے فتوےٰ دیا ہے کہ

لڑکیوں کا گانا گھر میں یا عید شادی کے موقع پر جائز ہے اس کو راگ سے کوئی تعلق نہیں۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۱۲ ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء)

شادی پر گانا بجانا جائز ہے

وہابیوں کے سرتاج مولوی ثناء اللہ امرتسری نے فتوےٰ دیا ہے کہ:

"شادی میں گانا بجانا جائز ہے" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۵ جنوری ۱۹۱۲ء)

"شادیوں میں باجوں کا اُجرت پر اور بلا اُجرت بجانا جائز ہے۔"

(اہلحدیث امرتسر صـ۱۲ ۹ اکتوبر ۱۹۳۱ء ۔ ہدایت الزوجین صـ۳ از ثناء اللہ امرتسری)

وہابیوں کے مفسر مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے بھی لکھا ہے۔

"لَا بَاسَ بِالْغِنَاءِ وَالْمَزَامِيْرِ فِيْ زواج اوختان اونحوها

مِنْ مَرَاسِمِ الْفَرْحِ۔

شادی، ختنے اور اسی قسم کی خوشی کی تقریبات میں غنا گانا بجانا اور مزامیر

میں کوئی حرج نہیں۔" (نزل الابرار صـ۲ مطبوعہ بنارس)

مولوی وحید الزمان نے ہدیۃ المھدی صـ۱۱۸ میں بھی غنا اور مزامیر کو جائز

قرار دیا ہے۔

ڈھولک بجانے کی اجازت

"شادی میں ولیمہ کی دعوت ہو۔ اور کسی ایک طرف ڈھولک وغیرہ بجتی ہو تو کھانا کھاتے۔ کیونکہ شادی میں اتنے کی اجازت آئی ہے۔"

(اخبار اہلحدیث امرتسر صـ۱۲ ۱۴ جنوری ۱۹۱۶ء)

قارئین حضرات! آج کل وہابی اہلسنت وجماعت حضرات کو بدنام کرتے ہیں کہ گاتے بجاتے ہیں۔ حالانکہ گانے بجانے کے جواز کا فتوٰی اور کھلے بندوں اجازت دینے والے وہابی اکابر ہیں۔ الحمدللہ اہلسنت وجماعت کے کسی جید عالم نے ایسا کوئی فتوٰی نہیں دیا ۔

طعن ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

وہابیوں کے سردار جی نے تو تالیاں بجانے کی بھی اجازت دے دی ہے۔

تالیاں بجانے کی اجازت

وہابیوں کے مولوی ثناء اللہ امرتسری سے ایک سوال ہوتا ہے۔ امرتسری نے

جو اس کا جواب دیا وہ قابلِ غور ہے۔

س:۔ لیکچروں کے موقعہ پر جو زمانہ حال میں رائج ہے۔ چیرز دینا یعنی جمِ غفیر کے ساتھ تالی بجانا کیا ہے؟

ج:۔ غیر مسلموں کا رواج ہے۔ اس لیے قابلِ ترک ہے۔ لیکن اگر کوئی محض تفریح کی نیت سے بغیر نیت ثواب کرے تو فضول رسم ہے۔ بدعت یا شرک نہیں۔' (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۲ ۲۴ جولائی ۱۹۱۴ء)

رشید احمد گنگوہی کی محفلِ ذکر میں تالیاں بجانا

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ حضرت مولانا گنگوہی کے یہاں ایک شخص اشارذکر میں نہایت موزوں اور باقاعدہ تالیاں بجایا کرتے تھے۔ ایک مولوی صاحب بہت دلیر تھے۔ اور حضرت اُن سے محبت فرماتے تھے۔ انہوں نے ان ذاکر پر اعتراض کیا۔ حضرت (گنگوہی) ناراض ہوئے اور فرمایا تم کیا جانو خواہ مخواہ دخل در معقولات دیتے ہو۔ (ملفوظات ہفت اختر ص۱ از اشرف علی تھانوی مطبوعہ تھانہ بھون)

تالیاں بجانا کفار اور مشرکین کی عادت خبیثہ ہے

وہابیوں کے کرم الجلیلی نے لکھا ہے کہ

اسی طرح تالیاں پیٹ کر بڑوں کو خوش آمدید کہنا یا بڑوں کی کسی بڑی بات پر تالیاں بجا کر انہیں ہدیۂ تبریک پیش کرنا۔ اسلامی روایات و ہدایات کے سراسر منافی بلکہ کفار اور مشرکین کی عاداتِ خبیثہ میں سے ہے جس کی اللہ تعالےٰ نے اپنے کلامِ پاک کی سورۃ انفال آیت ۳۵ میں مذمت بیان فرمائی ہے۔ اور جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

(صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۵ ۱۶ ارشعبان ۱۳۸۵ھ)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے گانا بجانا اور تالیاں بجانے کی اجازت کے علاوہ بائیسکوپ دیکھنے کی بھی اجازت دے دی ہے۔

بائیسکوپ دیکھنے کی رُخصت

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری سے کسی نے مسئلہ پوچھا تھا۔ وہ سوال مع جواب درج کیا جاتا ہے۔

س ۲۶ :۔ دو شخص جھگڑتے ہیں کہ بائیسکوپ، ناٹک جو نکلا ہے۔ اس بارے میں ایک کہتا ہے کہ عجائب و غرائب دکھلاتا ہے۔ دیکھنا جائز ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ اللہ کی قدرتیں اور ایسی ایسی عجائب و غرائب نظر آ رہی ہیں ناٹک کا کمال اس سے فزوں نہیں۔ اس میں انگریزی باجا بجاتے ہیں۔ ایسے محل میں جانا تماشہ دیکھنا مبلغ دے کر گناہ مول لینا ہے۔

ج ۲۶ :۔ اس قسم کے امور نیت پر موقوف ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کسی مشہور مقام کا نقشہ دیکھنا ہو یا کوئی اور عجائبات دیکھنے کی ضرورت ہو تو جائز ہے۔ غرض جیسی نیت ویسا بدلہ۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۱ ۵ جنوری ۱۹۱۲ء)

ناظرین! امام الوہابیہ نے سینما، بائیسکوپ دیکھنے کو جائز قرار دیا ہے۔ مگر مجلسِ میلاد مقرر کرنے کو اپنے اخبار کے اسی شمارہ میں واضح الفاظ میں بدعت قرار دیا ہے۔

شطرنج کھیلنا جائز ہے

بائیسکوپ کے علاوہ وہابیوں کے مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے شطرنج کھیلنا بھی جائز قرار دیا ہے۔

شطرنج کھیلنے پر انکار جائز نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص۱۱۸ مطبوعہ دہلی)

قارئین کرام! وہابیوں کے مفسر اور محدث وحید الزماں نے کس جرأت اور بےباکی سے پیارے آقا و مولےٰ حضرت امام الانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی مخالفت فرمائی ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث شریفہ جو آپ نے شطرنج کھیلنے کی ممانعت اور اس کی وعید میں ارشاد فرمائی ہیں۔ اخبار اہلحدیث امرتسر کے حوالہ سے درج کی جاتی ہیں۔

"اللہ تعالےٰ شطرنج کھیلنے والوں کی طرف رحمت کی ایک نظر بھی نہیں دیکھتا۔"

ایک دوسری روایت میں عقیلی وابن حبان سے نقل کرتے ہیں کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ یَلْعَبُ بِھَا جو اس سے کھیلے اس پر خدا کی لعنت۔"

امام بیہقی نے عبید اللہ بن عمر سے نقل کیا ہے کہ:

"انہوں نے قاسم بن محمد سے شطرنج کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

کل ما الھی عن ذکر اللّٰہ تعالیٰ وعن الصلوٰۃ فھو میسر

کذا فی الدرایہ (اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص۱۳ ۲۲ جنوری ۱۹۳۷ء)

قارئین حضرات! وہابیہ نجدیہ کے نزدیک گانا بجانا مزامیر کے ساتھ جائز ہے۔ بائیسکوپ اور شطرنج کھیلنا بھی جائز ہے۔ مگر میلاد شریف منعقد کرنا حرام اور بدعت ہے۔

تفسیر ستاری میں وہابیوں کے مولوی عبدالستار دہلوی نے صحیح مسلم کے حوالہ سے ایک حدیث شریف درج کی ہے کہ

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے۔ شطرنج کھیلنے والا اپنے ہاتھوں کو سور کے گوشت اور خون میں رنگنے والا ہے۔

(تفسیر ستاری ص۹۷ پ۶ سورۃ المائدہ ۔ صحیفہ اہلحدیث کراچی یکم جمادی الاول ۱۳۸۳ھ)

وہابیہ نجدیہ کے نزدیک بائیسکوپ دیکھنا شطرنج کھیلنا۔ گانا بجانا جائز ہے۔ مگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا۔ تسبیح پڑھنا۔ نوافل پڑھنا اور اللہ اللہ کرنا جائز نہیں بلکہ بدعت ہے۔ وہابی اکابر کے فتوے ملاحظہ ہوں۔

تسبیح پڑھنا بدعت ہے!

وہابیوں کے مولوی سلامت اللہ جیراجپوری نے اس حقیقت کی تصدیق کی ہے کہ ان کے مذہب میں تسبیح پڑھنا بدعت ہے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر صہ۱۱ ۱۸ جون ۱۹۳۷ء)

طاق راتوں میں وعظ و تقریر کا رواج شائبہ بدعت ہے

وہابیہ نجدیہ کے مولوی عطاء اللہ حنیف لکھتے ہیں کہ:

"(رمضان شریف کی) ان طاق راتوں میں وعظ و تقریر کا اہتمام شبینوں میں غلو۔ با صلوٰۃ تسبیح کا باجماعت رواج جس طرح کہ پنجاب کے بعض علاقوں میں ہوتا ہے۔ بالخصوص اس رات کو وعظ کا ضرور اہتمام کیا جاتا ہے جس رات تراویح میں قرآن مجید ختم ہوتا ہے ہمارے اہلحدیثوں میں بھی اب ختم قرآن کے ساتھ ساتھ وعظ کے ذریعے شب بیداری کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ حالانکہ شب خیزی کی یہ سب صورتیں بعد کی پیداوار ہیں صحابہ و تابعین کے دور میں ان کا وجود نہیں تھا۔ اس لیے یہ صورتیں شائبہ بدعت سے خالی نہیں۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور صہ۷، ۱۰ ستمبر ۱۹۷۶ء)

ناظرین کرام! وہابیہ نجدیہ کا فتویٰ دیکھا۔ ان کے نزدیک بابرکت راتوں کو نوافل پڑھنا اور دن کو روزہ رکھنا بھی بدعت ہے۔ حالانکہ پندرہ شعبان المعظم کی رات کو قیام و عبادت کرنے اور دن کو روزہ رکھنے کی فضیلت خود سید المرسلین، شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ مشکل کشا، شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرھویں رات آجائے تو اس رات کو قیام کرو۔ اور دن میں روزہ رکھو۔ کہ رب تعالیٰ غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور فرماتا

ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اُسے بخش دوں۔ ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اُسے روزی دوں۔ ہے کوئی مبتلا کہ اُسے عافیت دوں۔ ہے کوئی ایسا ہے کوئی ایسا۔ اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔ (ابن ماجہ)

صلوٰۃ التسبیح

امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تو صلوٰۃ التسبیح پڑھنے سے بھی لوگوں کو منع کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ فتوے دیتے ہیں کہ:۔

"صلوٰۃ التسبیح جو مشہور ہے۔ اس کی فضیلت کے متعلق کوئی صحیح حدیث شریف نہیں آئی۔" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۷ ۲۵ر جون ۱۹۴۳ء)

قارئین کرام! وہابیہ نجدیہ خذھم اللہ تعالےٰ کے امام امرتسری نے کس طرح کذب بیانی کرتے ہوئے عامۃ المسلمین کو تسبیح وتہلیل سے روکنے کی کوشش کر کے شیطان لعین کی معاونت کی ہے۔

صاحب مشکوٰۃ المصابیح نے صلوٰۃ التسبیح کا باب باندھ کر سرکار ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے

زیورات پر کوئی زکوٰۃ نہیں

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے فتوے دیا ہے کہ:

"زیورات پر زکوٰۃ فرض، واجب نہیں ہے" (بدور الاھلہ ص۱۰۹)

(اہلِ حدیث امرتسر ص۱۳ ۱۲ ارچ ۱۹۳۶ء، اہلحدیث امرتسر ص۱۳ ۸ ر اکتوبر ۱۹۱۵ء)

"مستعمل زیور پر زکوٰۃ واجب نہیں" (اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص۱۲ ۱۲ رجون ۱۹۰۸ء)

ص۲۲۵ :۔ بیوی بچوں کے استعمال میں جو زیورات اور پارچات ہوں یا کچھ زیور اور پارچات غیر مستعمل ہوں ان کی بھی زکوٰۃ دینی چاہیئے یا نہیں؟ اگر

دینی چاہیئے تو کس قاعدہ سے دینی چاہیئے۔

اس کا جواب وہابیوں کے سردار ثناء اللہ امرتسری نے یہ دیا ہے کہ:

ج: میرے ناقص علم میں ایسے زیورات پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ ۳۴۵

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۳ ۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

امرتسری نے بھی فتوے دیا ہے کہ:

"مسجد میں زکوٰۃ لگ جاتی ہے۔ ہر ایک نیک کام میں زکوٰۃ لگ جاتی ہے" (اہلحدیث امرتسر ص۱۱ ۵ نومبر ۱۹۱۵ء)

خاوند بیوی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے

امام الوہابیہ امرتسری نے فتویٰ دیا ہے:

"خاوند کا اپنی منکوحہ عورت کو زکوٰۃ دینا جائز ہے" (اخبار اہلحدیث

ماں باپ کو زکوٰۃ دینا جائز ہے

سوال: زکوٰۃ کے مستحق غریب اقرباء ہو سکتے ہیں۔ یا کہ نہیں بلکہ اگر ہیں۔ تو ماں باپ کے متعلق بھی تشریح فرمائی جاوے کہ باپ بیٹے سے یا بیٹا باپ سے زکوٰۃ لے دے سکتا ہے۔ یا کہ

مولوی ثناء اللہ امرتسری جواب دیتے ہیں۔ کہ

جواب: زکوٰۃ کے حقدار غرباء مساکین ہیں۔ اقرباء کو دے تو دگنا ثواب ہے۔ ماں باپ کی خدمت اس کے ذمہ فرض ہے۔ اس لیے جن کا نان ونفقہ اس کے ذمہ ہو ان کو زکوٰۃ نہ دے۔ اگر نان ونفقہ کے علاوہ زکوٰۃ میں سے دے تو کوئی حرج نہیں۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۱۳ ۵ فروری ۱۹۳۷ء)

امام کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ دینا جائز نہیں

وہابیوں کے کرم الجلیل کا فتویٰ ہے کہ:

" اپنی مرضی سے بغیر امام کی اجازت کے زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔"

(صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۱۶ یکم ربیع الاول ۱۳۷۷ھ)

موجودہ سکولوں اور کالجوں کی صدقہ فطر سے مدد کرنا

س: موجودہ زمانہ کے سکول اور کالج میں صدقہ فطر کے مال سے امداد کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

ج: طلباء غریب مسکین ہوں تو جائز ہے۔ قحط سالی میں ہر چیز کا نصف صاع بھی جائز ہے۔ بحکم لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۲ ۶ اپریل ۱۹۲۵ء)

مردوں اور عورتوں کیلئے چاندی کے زیورات پہننا جائز ہیں

نواب صدیق حسن بھوپالوی نے اپنے وہابی مردوں کو کھلی اجازت دے دی ہے کہ:

"تحلی بفضہ مختص بنساء نیست بلکہ رجال و نساء دراں برابر اند" چاندی کا زیور پہننے میں صرف عورتوں کے لیے ہی خاص اجازت نہیں ہے۔ بلکہ مرد اور عورتیں اس کے پہننے کی اجازت میں برابر ہیں۔

(بدور الاھلہ فارسی ص۳۵۶)

امام الوہابیہ قاضی شوکانی نے بھی لکھا ہے:

یَحْرُمُ عَلَى الرِّجَالِ التَّحَلِّيْ بِالذَّهَبِ لَا بِغَيْرِهٖ:

مردوں پر سونے کا زیور حرام ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی زیور (چاندی۔ لوہے کا) حرام نہیں ہے۔" (الدرر البہیہ ص۴۹)

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے فتویٰ دیا ہے کہ:

"مردوں کو سونے کے دانت لگانا جائز ہے۔"

(اخبار اہل حدیث امرتسر ص۱۵ / جنوری ۱۹۴۳ء)

عیدین میں معانقہ بدعت ہے

دیوبندی وہابیوں کے پیر رشید احمد گنگوہی نے یہ بھی فتوے صادر فرمایا ہے کہ:

"عیدین میں معانقہ بدعت ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص۹۹ ج۲)

اس فتوے سے بھی وہابی بدعتی ہو گئے۔ کیونکہ عید کے روز بیٹا باپ سے بھائی بھائی سے، دوست دوست سے معانقہ کرتا ہے۔

وہابیوں کو ان کے مولویوں نے ایک اور مصیبت میں ڈال دیا ہے کہ جس وہابی نے عید کے روز معانقہ کیا یا گھر میں لائٹنگ وغیرہ کی ہو اور اس نے گائے میں حصہ ڈالا ہے تو جس گائے میں اس کا حصہ ہوگا وہابیوں کے حافظ عبد الستار روپڑی کے فتوے کے مطابق ان میں سے کسی ایک کی بھی قربانی نہیں ہوئی۔ کیونکہ روپڑی صاحب کا فتویٰ ہے کہ:

"قربانی کے جانور میں شریک ہونے والے تمام اشخاص نمازی موحد ہونا ضروری ہیں۔ اگر ان میں کوئی حرام کار، حرام خور، کافر، مشرک، بدعتی، بے نماز، بے دین شامل ہوا تو قربانی سب کی ضائع ہو جائے گی۔"

(تنظیم اہل حدیث لاہور ص۵ ۲۸ دسمبر / ۴ جنوری ۱۹۶۴ء)

اپنی چالوں پہ نظر ایمان کی خود ہی ڈالو!
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

بوڑھے شخص پر روزہ فرض نہیں!

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے ایک فتوائے دیا ہے۔ کہ بوڑھے آدمی پر روزہ فرض نہیں اور جواب دونوں درج ہیں۔

س ۲۲۸! ایک شخص بہت بوڑھا ضعیف ہے۔ روزہ رکھنے کی بالکل طاقت نہیں اور مفلس بھی بیحد ہے۔ فدیہ دینے کی بھی طاقت نہیں۔ کیا ایسے شخص پر روزہ اور فدیہ معاف ہے؟

ج ۲۲۸! بہت بوڑھا شخص غیر متحمل، نادار، مفلس محض پر روزہ بھی فرض نہیں اور کفارہ بھی نہیں۔ آیت: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ اور حدیث لاتبین اس کی دلیل ہے۔

ثناء اللہ امرتسری، شریف احمد حسین پوری، محمد عبداللہ غازیپوری، عبدالجبار عمرپوری۔ (اہلحدیث امرتسر ص ۱۲ ۳ مئی سنہ ۱۹۱۲ء)

وہابی اکابر نے تو بوڑھے اور ضعیف آدمی پر روزہ کی فرضیت ہی معاف کر دی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالے کا فرمان ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (پ ۲ ع ۷)

اے ایمان والو۔ تم پر روزے فرض کئے گئے۔ جیسے اگلوں پر فرض ہوتے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

روزہ فرض تو سب پر ہے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالے نے رخصت دی ہے۔ ان کے لیے فدیہ ہے۔ اس کا ذکر اس طرح ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ

تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو۔ تو اُتنے روزے اور دنوں میں اور جنہیں اس کی

کاشتکاروں کو ماہِ رمضان میں روزہ کی رخصت

س :- کاشتکار لوگ بسبب کاروبار دُنیاوی کے جو روزہ نہیں رکھتے ان کے لیے روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج :- جو بالکل نہیں رکھ سکتے وہ بوقتِ فرصت رکھ لیں۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۱ ۱۰ مئی ۱۹۱۲ء)

کاشتکار لوگوں کو بھی امام الوہابیہ امرتسری نے کھلی چھٹی دے دی ہے۔ جو کہ قرآن و حدیث کے صریحًا خلاف ہے۔ نہ تو سوال میں سائل نے ان کو بیمار اور مسافر وغیرہ قرار دیا ہے۔ صرف بسبب کاروبار دُنیاوی لکھا ہے۔ یہ کوئی شرعی عذر نہیں۔ اسی طرح دُنیادار لوگوں کو جب یہ کہا جاتا ہے کہ نماز کیوں نہیں پڑھتے تو عام طور پر ان کا جواب یہ ہوتا ہے۔ کہ وقت نہیں ملتا۔ مصروفیت بہت ہے۔ تو کیا ان کے لیے بھی امرتسری کے نزدیک جواب یہی ہوگا۔ بوقت فرصت پڑھ لیا کریں۔ نماز کے وقتوں کا لحاظ نہ رکھیں۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا ۝ (پ۵ ع ۱۲) بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

جب نماز وقت پر فرض ہے۔ تو روزے بھی رمضان شریف کے مہینے میں فرض ہیں۔

اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ گنتی کے دن ہیں۔

جس کی تفسیر میں مفسرین نے رمضان کا ایک مہینہ لکھا ہے۔

جب کاشتکار صحت مند توانا ہے۔ گو اُس کو کاروباری معاملات میں فرصت نہیں رمضان شریف کے مہینے میں اُس پر روزے فرض ہیں۔ وہابی مولوی نے تو روزہ دار کو جان بوجھ کر روزہ کی حالت میں کھانے کی اجازت دے دی ہے۔

"جان بوجھ کر روزہ میں کوئی کھا پی لے تو اس پر روزہ کی قضا ہے کفارہ نہیں"

(عصائے محمدی ص۲۵)

عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ طاقت نہ ہو۔ وہ بدلہ دیں۔ ایک مسکین کا کھانا۔

اکابر وہابیہ کا یہ لکھنا کہ اس پر روزہ بھی فرض نہیں اور کفارہ بھی نہیں یہ غلط ہے۔ مسئلہ تو یہ ہے کہ:

"جس بوڑھے مرد یا عورت کو پیرانہ سالی کے ضعف سے روزہ رکھنے کی قدرت نہ رہے اور آئندہ قوت حاصل ہونے کی اُمید بھی نہ ہو۔ اُس کو شیخ فانی کہتے ہیں اس کے لیے جائز ہے۔ کہ افطار کرے اور ہر روزے کے بدلے نصف صاع گیہوں کا آٹا یا اس سے دو نے جَو یا اس کی قیمت بطور فدیہ مرسلہ۔

اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کی قوت آگئی تو روزہ واجب ہوگا۔ اگر شیخ فانی، نادار ہو اور فدیہ دینے کی قدرت نہ رکھے تو اللہ تعالٰی سے استغفار کرے اور اپنے عفو کی تقصیر کی دُعا کرتے رہے۔

اگر کوئی شخص نفلی روزہ حسب ضرورت توڑ دے تو اس پر قضا لازم نہیں۔
(نصرۃ الباری ص۹ کتاب الصوم مشمولہ صحیفہ اہلحدیث کراچی یکم تا ۱۶ ذی الحج ۱۳۸۳ھ)

حاملہ کیلئے فدیہ کے بعد روزہ کی قضا نہیں

وہابیوں کے مفتی کرم الجلیلی نے فتوےٰ دیا ہے
حاملہ اور دودھ پلانے والی پر بعد فدیہ (روزہ کی) قضا نہیں ہے۔
(صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۵ یکم رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ)

مولوی عبد الجلیل سامرودوی نے لکھا ہے کہ
لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے میسّر نہ ہوں تو ایک بھی جائز ہے۔
(صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۱۰ ۵ صفر المظفر ۱۳۷۸ھ)

سوال:۔ خاوند خلیق اور دیندار ہو مگر عورت کو اس کی شکل پسند نہ ہو تو کیا عورت خلع

مجاز ہے۔ وہابیوں کے حافظ عبد اللہ روپڑی نے جواز کا فتوے دیا ہے۔
ب :۔ اگر خاوند تمام حقوق عورت کے ادا کرتا ہو۔ اور عورت بھی نیک ہے ۔مگر خاوند سے
کسی عیب کی وجہ سے طبعًا اس کو نفرت ہے جس کو عورت نہ برداشت کر سکے۔ اور
اس کے وجہ سے طبعًا اس کو نفرت ہے جس کو عورت نہ برداشت کر سکے اور اس
وجہ سے خطرہ ہو کہ حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہوگی مثلاً خاوند بہت بدصورت ہو
یا گندہ ذہن ہو یا اس کے وجود پر جذام کا یا برص کا اثر ہو۔ یا مرگی کا یا مالیخولیا کا عارضہ
ہو۔ جو باوجود علاج کے قائم ہو۔ یا اس قسم کی کوئی اور نفرت والی شے ہو تو اس
صورت میں بھی عورت کو بذریعہ پنچایت وغیرہ فسخ نکاح کا اختیار ہے۔

(فتاویٰ اہلحدیث صفحہ ۲۸۲ ج ۳)

روشنی کرنا حرام ہے!

" روشنی کا زائد از حدِ ضرورت داخلِ اسراف اور حرام ہے
خواہ ختمِ قرآن میں ہو یا اور کسی مجلس میں اور ایسی جگہ جانا نادرست
ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۹۳ ج ۲)

قارئین کرام! وہابیوں کے مولوی رشید احمد گنگوہی کے اس فتوے سے
تو تمام دیوبندی اور غیر مقلد وہابی حضرات بھی حرام کاری سے محفوظ نہیں رہتے۔
آج تو تمام وہابی اپنے جلسوں اور کانفرنسوں میں لائٹنگ کرتے ہیں۔ ہزارہا بلب
سینکڑوں ٹیوبیں وغیرہ لگائی جاتی ہیں۔ اور وہابی عوام بھی بیاہ شادی کے موقع پر اپنے
گھروں پر لائٹنگ کرتے ہیں۔ پس وہابیوں کے قطب گنگوہی کے فتوے کے
مطابق یہ سب وہابی مولوی اور عوام حرامکار ہیں۔

بروز ختم قرآن مسجد میں روشنی کرنا بدعت ہے

مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتوے دیا ہے۔ کہ

بروز ختم قرآن شریف مسجد میں روشنی کرنا بدعت و نادرست ہے۔

(فتاوےٰ رشیدیہ صفحہ ۴۶)

قارئین کرام :۔ اب تو بیاہ شادی۔ کانفرنسوں۔ تبلیغی اجتماعات اور شبینوں اور رمضان مبارک میں ختم قرآن کے مواقع پر غیر مقلد اور دیوبندی وہابی بھی چراغاں کرتے ہیں۔ مساجد اور مکانوں پر روشنی کرتے ہیں۔ ہمارے دوست صوفی عبدالرحمٰن[۱] صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ اِس سال غیر مقلدین وہابی حضرات کی جامع مسجد ابراہیمی میں رمضان شریف کے آخری عشرہ میں وہابیوں نے لائٹنگ کا انتظام کیا۔ اور متواتر رات کو چراغاں ہوتا رہا۔ تو میں نے ایک وہابی سے کہا کہ اب تو تم بھی بدعتی ہو گئے ہو۔ کیونکہ تم نے بھی روشنی کا انتظام کیا ہے۔ پھر صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ تمہارے مذہب میں تم خود جو چاہو کرو۔ وہ جائز ہے۔ مگر اہلسنّت وجماعت جو کام کریں وہ بدعت اور ناجائز ہے۔ صوفی عبدالرحمٰن صاحب ہی بیان فرماتے ہیں کہ وہابی مجھے یہ کہتے ہیں کہ تم اہلسنّت وجماعت کی جس مسجد میں چاہو جاؤ۔ جس مولوی صاحب سے چاہو ملو۔ مگر مولوی ضیاءاللہ قادری سے تمہارا ملنا۔ اور اُس کی مسجد میں نماز پڑھنا ہم کو سخت تکلیف دہ ہے۔

---

[۱] صوفی عبدالرحمٰن صاحب پہلے غیر مقلد وہابی تھے۔ بلکہ ان کے سرگرم کارکن تھے۔ اللہ کریم نے بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اب پکے اہلسنّت وجماعت ہیں اور انجمن فدایانِ اہلسنت کے سرگرم کارکن ہیں۔ دربارِ عالیہ موہری شریف کے سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب مدفیوضہٗ کے مرید ہیں۔

رشوت دینا درست ہے

مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتوے دیا ہے کہ

دفع ظلم کے واسطے رشوت دینا درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۰۱)

کچہری میں جھوٹ بولنا درست ہے

وہابی دیوبندیوں کے مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتوے دیا ہے کہ

کچہری میں جھوٹ بولنا۔ احیاء حق کے واسطے کذب درست ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص۔۔۔)

ناظرین کرام :۔ وہابی مولوی صاحب کچہری میں عدالت کے روبرو جھوٹ بولنے کا تو ہم نے بھی مشاہدہ کیا ہے۔ جہلم میں وہابیوں کے مولوی حافظ عبدالغفور صاحب امیر جمعیت اہلحدیث جہلم نے فقیر پر مقدمہ کیا۔ اُس مقدمہ کی کاروائی جہلم کے محکمہ نقول میں موجود ہے جس وہابی کا دل چاہے نقل لیکر مشاہدہ کر لے کہ حافظ صاحب نے اپنے بیان اور جرح میں کیا کیا گل کھلائیں ہیں۔ کس انداز سے اپنے اکابر اور ان کے مسلک کی دھجیاں اڑائی ہیں۔

رجبی منانا فعلِ کفار ہے

وہابیوں کے امام عبدالستار دہلوی نے لکھا ہے کہ:

" رجبی منانا فعلِ کفار ہے "۔ (صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم۔ ۱۶ رجب ۱۳۸۹ھ)

منی آرڈر کرنا سود میں داخل ہے

مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتوے دیا ہے کہ

منی آرڈر درست نہیں جیسا ہنڈی درست نہیں۔ دونوں میں معاملہ سود کا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص۱۷۹)

منی آرڈر اور ہنڈی میں کچھ فرق نہیں۔ دونوں کا ایک حکم ہے۔ منی آرڈر کرنا سود میں داخل ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۸)

بنک میں روپیہ داخل کرنا نادرست ہے

بنک میں روپیہ داخل کرنا نادرست ہے خواہ سود لے یا نہ لے۔
(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۸)

قرآن پاک پڑھنے کی رقم طے کرنا جائز ہے

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے فتویٰ دیا ہے کہ۔
ختم قرآن تراویح کے عوض طے کرکے رقم حاصل کرنا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک منع ہے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر صفحہ ۱۳ ۲۲ جنوری ۱۹۲۷ء)

قرآن کی مزدوری جائز ہے

امام لوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے فتویٰ دیا ہے۔
قرآن پاک مزدوری پہ پڑھنا جائز ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ صفحہ ۱۰۷ ج ۲)

مرغ کی قربانی جائز ہے

سوال :۔ معروض آنکہ زمانہ حال میں چیزوں کی گرانی حد سے بڑھ گئی ہے۔ اس وجہ اس وجہ سے امسال قربانی کا جانور۔ پندرہ بیس روپے سے کم ملنا دشوار ہے بندہ نے سنا تھا کہ پہلے کسی صحیفہ میں یہ مضمون نکل چکا

ہے کہ مرغ کی قربانی بھی جائز ہے۔ فرمانِ نبوی الدین یسر اور فرمانِ الٰہی ما جعل علیکم فی الدین من حرج کے عموم کے ماتحت اگر آپ مرغ کی قربانی جائز سمجھتے ہوں۔ تو بندہ کی تحقیق کرا دیں۔

جواب :۔ شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے۔

(فتاوےٰ ستاریہ ص۷۲ ج ۲ مطبوعہ کراچی)

غیر مقلدین وہابی حضرات کے مولوی عبدالوہاب دہلوی کا مذہب ہے کہ مرغ کی قربانی جائز ہے۔ (مقاصد الامامۃ ص۵)

چار آنہ یا آٹھ آنہ کا گوشت خرید کر قربانی

مولوی عبدالوہاب دہلوی غیر مقلد وہابی کے نزدیک چار آنہ یا آٹھ آنہ کا گوشت بازار سے خرید کر قربانی کے دنوں میں تقسیم کر دینا قربانی ہے۔ (مقاصد الامامۃ ص۵

خصی کرنا جائز نہیں

سوال :۔ جو مسلمان خصی کو جائز کہے اُسے اکل و شرب سلام و مصافحہ جائز ہے۔ یا نہیں ؟

جواب :۔ خصی کو جائز کہنے والا گنہگار ہوگا۔ اکل و شرب اُس سے رکھنا جائز ہے مگر بطور اظہار حق اُسکو سمجھاتے رہنا چاہیئے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۲۲ ۲ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

سوال :۔ خصی جو کرتا ہے۔ مسلمان ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ خصی کرنے سے آدمی گنہگار ہوگا۔ اسلام سے خارج نہیں۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۲۲ ۲ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

قرآن پاک کو بوسہ دینے کی ممانعت

سوال :۔ لوگ جو قرآن کی تلاوت کرتے وقت قرآن مجید کو بوسہ دیتے ہیں۔ درست ہے یا نہیں۔ نیز جلسوں میں جب قرآن پڑھا جاتا ہے۔ تو لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ ہر دو فعل ثابت نہیں۔ خلافِ سنت و تعاملِ صحابہ نہیں۔

(فتاوے ستاریہ ص۱۸۲ ج ۱ مطبوعہ کراچی)

قرآن مخلوق ہے

وہابی اکابر کے نزدیک قرآن مخلوق ہے۔ وہابیوں کے امام ثناء اللہ امرتسری نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ :

"قرآن بھی خدا کا پیدا کیا ہوا نور مخلوق ہے"۔

(فتاویٰ ثناء اللہ ص۱۳۷ ج ۲ مطبوعہ بمبئی ص ج ۲ مطبوعہ لاہور)

اسی طرح وہابیہ کے مولوی قاضی عبدالاحد خانپوری نے بھی اپنے رسالہ میں امرتسری کا عقیدہ لکھا ہے کہ :

"قرآن پاک مخلوق ہے"۔ (الفیصلۃ الحجازیہ ص۲۷، ۳۲)

مضمون پر تبصرہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن پاک مخلوق ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص۱۱ ۹ اگست ۱۹۴۰ء)

"قرآن متلو حادث ہے"۔ (اہلحدیث امرتسر ص۱۱ ۹ اگست ۱۹۴۰ء)

قارئین حضرات ! اکابر وہابیہ کا قرآن پاک کے متعلق عقیدہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ وہ قرآن کو مخلوق سمجھتے ہیں۔ قرآن پاک اگر مخلوق ہے تو پھر وہ حادث ہے۔ جب حادث ہے تو فنا ہو جانے والا ہے۔ جو کہ قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اللہ کریم

تو قرآنِ پاک کی حفاظت کی ذمہ داری لیتا ہے۔ مگر وہابی اکابر ہیں جو قرآنِ پاک کو مخلوق اور حادث قرار دے رہے ہیں۔

سیدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کا خلیفۂ وقت سے مقابلہ اور پھر تائیدِ غیبی سے بھی یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ قرآنِ پاک کو مخلوق کہنے والے گمراہ اور باطل پر ہیں۔

وہابیوں کے ممدوح ابوزہرہ نے خود "حیات ابنِ حزم" میں داؤد ظاہری کے اسی عقیدہ کہ قرآنِ پاک مخلوق ہے پر لکھا ہے کہ:

"امام احمد بن حنبل کو جب پتہ چلا کہ داؤد ظاہری قرآن کو حادث اور مخلوق کہتا ہے (تو اُس وقت بوڑھے ہو چکے تھے۔ داؤد بھی نوجوان تھا امام احمد بن حنبل نے اسے سخت ناپسند کیا۔ کیونکہ یہ وہی بات تھی جس کی مخالفت میں آپ قید و بند کی صعوبتیں جھیل چکے تھے۔ داؤد آپ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرنا چاہتا تھا۔ مگر امام احمد ایسے شخص سے ملاقات کے خواہاں نہ تھے۔ (حیات ابنِ حزم ص ۳۸۴)

ناظرین! امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ جیسی شخصیت تو قرآنِ پاک کو مخلوق اور حادث قرار دینے والے سے ملاقات کرنا گوارا نہ کرے مگر وہابی ایسے ہیں۔ ایسے نظریاتِ باطلہ رکھنے والے ملاؤں کو امام اور مجدد قرار دیتے ہیں۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خُدا!
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اسلاف کی تفسیروں سے تعلیم یافتہ لوگ تشنہ رہے ہیں؟

جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ

میں ایک مدت سے محسوس کر رہا تھا کہ ہمارے عام تعلیم یافتہ لوگوں میں

روح قرآن تک پہنچنے اور اس کتاب پاک کے حقیقی مدعا سے روشناس ہونے کی جو طلب پیدا ہو گئی ہے۔ اور روز بروز بڑھ رہی ہے۔ وہ مترجمین و مفسّرین کی قابلِ قدر مساعی کے باوجود تشنہ ہے۔ (تفہیم القرآن ص۵ ج ۱)

جماعت اسلامی کے بانی ابوالاعلےٰ مودودی صاحب کے بھی نظریات قرآن دانی کے متعلق ان کی تفہیم القرآن کے دیباچہ سے پیش کیے جاتے ہیں۔ بغور مطالعہ کے بعد یقیناً آپ پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔ ان سب حضرات نے مزید فرقوں کے جنم لینے کے لیے دروازے کھولے ہیں۔

قرآن پاک کو مذہبی کتاب سمجھ کر

پڑھنے سے بندہ مانوس نہیں ہوتا!

مودودی نے لکھا ہے۔ کہ

عقیدہ ۵:۔ جو شخص قرآن میں تصنیفی ترتیب تلاش کرتا ہے۔ اور وہاں اسے نہ پاکر کتاب کے صفحات میں بھٹکنے لگتا ہے۔ اس کی پریشانی کی اصل وجہ یہی ہے کہ وہ مطالعۂ قرآن کے ان مبادی سے ناواقف ہوتا ہے۔ وہ اس گمان کے ساتھ مطالعہ شروع کرتا ہے کہ وہ مذہب کے موضوع پر ایک کتاب پڑھنے چلا ہے۔

مذہب کا موضوع اور کتاب ان دونوں کا تصوّر اس کے ذہن میں وہی ہوتا ہے جو بالعموم مذہب اور کتاب کے متعلق ذہنوں میں پایا جاتا ہے۔ مگر جب وہاں اسے اپنے ذہنی تصور سے بالکل ہی مختلف ایک چیز سے سابقہ پیش آتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اس سے مانوس نہیں کر سکتا۔ اور سر رشتہ مضمون ہاتھ

نہ آنے کے باعث بین السطور یوں بھٹکنا شروع کر دیتا ہے۔ جیسے وہ ایک اجنبی مسافر ہے۔ جو کسی نئے شہر کی گلیوں میں کھو گیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

قارئینِ کرام!۔ یہود و نصاریٰ اور کفار تو صرف قرآن پاک کو سُن کر ہی اسلام میں داخل ہوتے اور سرورِ عالم صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی رحمت میں داخل ہوتے۔ جس قرآنِ پاک کو صرف سننے سے ہی کفار مانوس ہوتے تھے اور اسلام کی طرف راغب ہوتے۔ مودودی صاحب نے مندرجہ بالا عبارت میں اس قرآنِ پاک کے اعجاز کا انکار کر رہے ہیں۔

امام مہدی جدید ترین طرز کا لیڈر ہو گا

مودودی صاحب سرکار امام مہدی علیہ السّلام کو جدید ترین طرز کا لیڈر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میرا اندازہ یہ ہے۔ کہ آنے والا اپنے زمانہ میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہو گا اور اپنے عہد کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید ثابت ہو گا۔ پھر مجھے یہ بھی اُمید نہیں کہ اپنی جسمانی ساخت میں وہ عام انسانوں سے بہت کچھ مختلف ہو گا کہ اس کی علامتوں سے اس کو تاڑ لیا جائے نہ میں یہ توقع رکھتا ہوں۔ کہ وہ اپنے مہدی ہونے کا اعلان کرے گا۔ بلکہ شاید خود بھی اسے اپنے مہدی موعود ہونے کی خبر نہ ہو گی۔ اس موت کے وقت اس کے کارناموں سے دُنیا کو معلوم ہو گا۔ کہ یہی تھا وہ خلافت کا منہاج النبوّۃ پر قائم کرنے والا۔

(تجدید و احیاء دین صفحہ ۵۵)

بیعت سُنت نہیں

وہابیوں کا فتوٰے ہے کہ

بیعت سُنت نہیں ہے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر صفحہ ۱۶ ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔ (پ۲۶ ع ۹)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں۔ وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

امام نسائی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب سنن نسائی میں کتاب البیعۃ لکھ کر اس میں اٹھارہ باب باندھے ہیں۔ کتاب ابن ماجہ میں بھی باب البیعۃ باب الوفا بالبیعۃ اور باب بیعۃ النساء ابواب ہیں۔

کتب احادیث شریفہ میں بھی صحابہ اور صحابیات علیہم الرضوان کا نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے بیعت ہونے کا ذکر موجود ہے۔ ؎

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اسمیں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

سوال :۔ روزانہ سورہ یٰسین پڑھکر میں اپنے مرحوم والد کے نام اس کا ثواب بخشتا ہوں کیا آپ بخشنے سے ایصال ثواب ہوتا ہے؟

جواب :۔ محدثین کے نزدیک قرآن مجید پڑھکر بخشنا ایصال ثواب کا طریق نہیں۔ حنفیہ اسے جائز کہتے ہیں۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۳ ۱۳ر نومبر ۱۹۳۶ء)

حدیثِ لولاک کا اِنکار

وہابیوں کے مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے:

"لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ یہ حدیث نہیں ہوسکتی ہے کسی خوش عقیدہ نے اپنے پاس سے مقولہ بنا کر خدا کی طرف نسبت کر دیا ہے اس کو افتراء علی اللہ کہتے ہیں۔ جو لوگ اس کو استعمال کرتے ہیں وہ بھی افتراء علی اللہ میں شریک اور حصہ دار ہیں۔" (اہلحدیث امرتسر ص۱۳ ۱۰ جولائی ۱۹۳۶ء)

"لولاک لما خلقت الافلاک تو کسی کا قول ہے جو لوگوں کے زبان زد

اصلیت اس کی کچھ نہیں"۔ (اہلحدیث امرتسر ص ۱۳ جولائی ۱۹۳۶ء)

ناظرین کرام! مولوی ثناء اللہ امرتسری کا سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام بغض اور عناد دیکھ لیا ہے کہ فوراً لکھ دیا کہ یہ حدیث نہیں نہ ہو سکتی ہے کسی خوش عقیدہ نے اپنے پاس سے مقولہ بنا کر خدا کی طرف نسبت کر دیا ہے۔

حالانکہ وہابیوں کے مولوی ذوالفقار علی دیوبندی اور حسین احمد ٹانڈوی کانگریسی کو اس حدیث قدسی کو تسلیم کیے اور اپنی کتاب میں درج کیے بغیر چارہ نہیں تھا۔ انہوں نے اپنی کتاب عطر الوردہ کے صفحہ ۲۴ مطبوعہ دیوبند اور الشہاب الثاقب ص۴۷ مطبوعہ دیوبند پر اس حدیث کو درج کیا ہے۔ مولوی ظفر علی خاں نے اسی حدیث کو پیشِ نظر رکھ کر لکھا ہے۔

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو!
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں نہ نور ہو سیاروں میں

معراج شریف کا انکار

س: معراج میں آنحضرت صلعم کا عرش پر جانا کس حدیث سے ثابت ہے۔

ج: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شبِ معراج میں عرشِ معلےٰ تشریف لے جانا اور خداوند تعالےٰ کو دیکھنا کسی صحیح حدیث شریف سے ثابت نہیں ہے۔

(صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۱۵، ۱۶ صفر ۱۳۸۱ھ)

قارئین کرام! وہابیہ نجدیہ کا یہ فتویٰ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شب معراج خداوند کریم جل جلالہٗ کو دیکھنا کسی حدیث شریف سے ثابت نہیں۔ حدیثِ مصطفوی کا صریحاً انکار ہے۔ اِمام الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

رَاَیْتُ رَبِّیْ مَرَّتَیْنِ — میں نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔

ان بدبختوں نے معراج شریف کا انکار کیا ہے۔ اور معراج شریف کے ثبوت کے لیے دیکھئے شفاء شریف جلد اول صفحہ نمبر 189 تا 198

از قلم حافظ محمد جمال الرحمن

باحوالہ اور دلیل کی روشنی میں

، دیکھا یہ موسٰے سے پوچھے کوئی !
، والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

، کی روشنی میں معلوم ہوا کہ فرقہ وہابیہ نجدیہ کدورتِ مصطفٰی کے انکار کرتے ہیں !

...مد۔ یا رسول اللہ شرکیہ نعرہ ہے

وہابیوں کے کرم الجلیلی نے لکھا ہے کہ یا محمد۔ یا رسول اللہ۔ یا علی مشکل کشا۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ خضر۔ یا خواجہ معین الدین اجمیری۔ پار کر کشتی میری یا بہاؤ الحق بیڑا دھک کے شرکی فلک شگاف نعرے ہیں۔ (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۳ ۱۶ ذوالقعدہ ۱۳۸۲ھ)

قارئین کرام! یا محمد یا رسول اللہ کا نعرہ صحاح ستہ کی کتاب صحیح مسلم شریف سے ثابت ہے۔ اور یہ نعرہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے لگایا تھا۔ لیکن وہابی مولوی کرم الجلیلی کی خباثت کا اندازہ لگائیں کہ اس نعرہ کو شرکی نعرہ قرار دے دیا ہے میرے اعلحضرت عظیم البرکت۔ امام اہلسنت۔ مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ القوی نے اسی لئے فرمایا ہے۔ ؎

غیظ سے جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے !!

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے یا محمد یا رسول اللہ نعرہ کا ثبوت

انصارِ مدینہ کو جب سرورِ عالم نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لانے کا جب علم ہوا تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ان صحابہ نے اپنے جوشِ مسرت کا اظہار اس انداز سے فرمایا۔ صحیح مسلم شریف میں ہے

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ وتفرق الغلمان والخدم فِي الطُّرُقِ يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ (صحیح مسلم شریف ص۴۱۹ ج۲)

پس مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ بچے اور خدام راستوں میں پھیل گئے۔ سب یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ کی ندا کر رہے تھے۔

اس حدیث شریف کو پڑھ کر نام کے اہلحدیث ذرا اپنے اپنے اس کفریہ اور شرکیہ عقیدہ پہ نظر ثانی کریں اور صدق دل سے تائب ہو کر یا رسول اللہ کی ندائیں بلند کر کے صحیح معنوں میں اہلحدیث اور اہل سُنّت کہلائیں۔

یا رسول اللہ میں شفاعت چاہتا ہوں کہنے والا کافر اور مشرک ہے

مولوی اسماعیل غزنوی نے لکھا ہے۔ کہ

اگر کوئی حق نہ ماننے والا اور راستی قبول نہ کرنے والا یہ اعتراض کرے کہ تم جو قطعی طور پر کہتے ہو۔ کہ جو کوئی یوں کہے یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں۔ تو وہ مشرک ہو گا۔ اور اُن کا خون مباح ہو گا۔ ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں۔ (تحفہ وہابیہ صـ۶۸)

مرنے سے پہلے تعزیت

نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔ کہ

تعزیت عام ست از انکہ نزد موت یا نزد ظہور علامات ش یا بعد مرگ کنند چہ تعزیت تسلیہ ست۔

تعزیت عام ہے۔ موت کے نزدیک یا موت کی علامات کے ظاہر ہوں تو اس وقت بھی اور مرنے کے بعد بھی جائز ہے کیونکہ تعزیت تسلی کا نام ہے۔

(بدور الاھلّہ صـ۱۳۹)

حالتِ حیض میں طلاق

وہابیوں کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔ کہ

حالتِ حیض میں عورت پر طلاق نہیں پڑتی۔

(روضۃ الندیہ صـ۴۸ ج۲ مطبوعہ بیروت)

احکامِ قرآنی عہدِ نبوی کے لوگوں تک تھے

وہابیہ کے مولوی عبدالمجید مالیگانوی کا عقیدہ ہے کہ:

"آیاتِ قرآن مجید اور ان کے احکام عہدِ نبوی کے لوگ اور صحابہ کرام کے لیے ہی مختص تھے۔" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۰ ۹ جولائی ۱۹۱۵ء)

اس سے یہی واضح ہوا کہ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہم احکام صرف صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے ہی تھے۔ بعد والوں کے لیے نہیں۔

ناظرین! وہابی اکابر نے ایسا کیوں لکھا ہے۔ دراصل ان کا عقیدہ وہابیوں کے سردار ثناء اللہ امرتسری نے خود ہی لکھ دیا ہے کہ:

"اہلحدیث کی ہر ایک کے پیچھے نماز جائز ہے!"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۲ ۲۳ اپریل ۱۹۱۵ء)

اسی لیے تو وہابیوں کے امرتسری نے مرزائی کی اقتداء میں نماز پڑھ لینے کے جواز کا فتویٰ دے کر اپنے چہرہ پر وہ بدنما سیاہی مَلی ہے جو قیامت تک دور نہیں ہو سکتی وہ فتوےٰ درج ذیل ہے۔

وہابیوں کی مرزائی امام کے پیچھے نماز ادا ہو جاتی ہے

مرزائی کو امام بنانا از روئے حدیث شریف جائز نہیں ہے۔ اجعلوا آئمتکم

لہ اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو فقیر کا رسالہ "وہابیت اور مرزائیت" کا مطالعہ فرمائیے جس میں وہابیوں کی مرزائی دوستی کے تمام حقائق کا اپریشن کیا گیا ہے۔

(فقیر قادری محمد ضیاء اللہ غفرلہٗ)

جیاد کُمْ اپنے میں سے اچھے لوگوں کو امام بنایا کرو۔ بنانے کا گناہ الگ رہا۔ نماز ادا ہو جائے گی۔ حدیث میں ہے۔ صَلُّوْا خلف کُلِّ بِرٍّ وَّ فَاجِرٍ ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔ یعنی اگر وہ جماعت کرا رہا ہو تو ملجاؤ۔ وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ۔

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص۱۱ کالم ۲ ۳۱ مئی ۱۹۱۲ء)

مولوی ثناءاللہ امرتسری ہی لکھتے ہیں۔ کہ

میرا مذہب اور عمل ہے۔ کہ ہر ایک کلمہ گو کے پیچھے اقتداء جائز ہے۔
چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۶ ۲ اپریل ۱۹۱۵ء)

وہابیہ نجدیہ کے امام امرتسری کے اس فتوے کو شاید ملحوظ رکھتے ہوئے ہی کوٹلی لوہاراں مغربی ضلع سیالکوٹ کی جمعیت وہابیہ کے امیر عبداللہ صاحب شہری نے مرزائن سے نکاح کیا۔ کیونکہ ان کی بیوی آخر تک مرزائن رہی۔ اب پتہ نہیں کہ کس بے غیرت مولوی نے یہ نکاح پڑھایا تھا۔

ے نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

قارئین کرام!۔ جن کی تہذیب اس قدر گندی ہے ان کی نمازوں کا حال بھی پڑھ لیجئے۔ جو کہ انہوں نے خود اپنی کتابوں میں اپنی نماز کے مسائل لکھے ہیں۔

وہابیوں کی نماز

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اخبار اہلحدیث امرتسر کے صفحہ کا اصل فوٹو

فتاوے

س نمبر ۲۶۲۔ ایک شخص نے پانچ لڑکوں کے سامنے ایسی شراب کی قسم کھائی کہ اگر میں فلاں کام تین مہینے کے اندر نہ کرونگا تو اپنی بی بی کو ماں بہن کا ایسا ہی مکان میں جاکر بی بی ایسے ہی کہا کہ اگر میں تین مہینہ تک تیرے پاس آؤں تو اپنی ماں کے ساتھ گویا زنا کرونگا اور تین مہینے تک تو میری ماں ہے اب وہ شخص اپنی قسم پر قائم نہیں رہا یعنی جس جس کام کے کرنے کی بابت قسم کھائی تھی اوس کو پورا نہیں کیا اور قسم کھائے ہوئے ایک ہفتہ بھی نہیں گذرا تھا کہ اوس کے خلاف ورزی کی۔ اب وہ کہتا ہے کہ میں نے نشہ کی حالت میں قسم کھائی تھی تو اب فرمایئے کہ اس کی بی بی اوس کی قسم کے مطابق اوس کے نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں؟ اگر نشہ کی حالت میں بھی ایسا کیا تو اوس پر کفارہ لازم آئیگا یا نہیں؟ اور اگر کفارہ دینے کا حکم ہو تو کفارہ کیا دینا چاہیے؟ (خریدار نمبر ۵۰۰۰)

ج نمبر ۲۶۲۔ حدیث شریف میں ہے جبتک آدمی بے ہوش ہے اوس پر حکم شرعی نہیں لگتا۔ شراب پینی بجائے خود ایک گناہ کبیرہ ہے۔ مگر حالت نشہ میں طلاق یا ایسے معاملہ کو درست نہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ قبل از حرمت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شراب پی کر حضرت علی کی اونٹنی کو کاٹ دیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بھی گستاخانہ کچھ ایسے ہتک آمیز فقرات کہے تو حضرت خاموشی سے واپس آگئے اور کچھ نہ فرمایا۔ پس صورت مذکورہ میں کوئی کفارہ تجویز ہو سکے نہیں اگر ثابت ہو جائے کہ نشہ نہیں تھا تو قسم کا کفارہ لازم آئیگا یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا تین روزے رکھنا کیونکہ یہ صورت ایلا کی ہے۔

س نمبر ۲۶۳۔ کسی مسنی السنیہ نے کسی مرزائی کو امام بنا کر اوس کے پیچھے اقتدا کی تو اوس کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اور مرزائی کے پیچھے اقتدا کرنی جائز ہے یا نہیں؟ (…)

ج نمبر ۲۶۳۔ مرزائی کو امام بنانا اور اوس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے احتیاط ضرور کرنی چاہئے ہیں سے نیچے لوگوں کو امام بنایا کرو۔ بنانے کا گناہ ہوگا ہاں نماز ادا ہو جائے گی۔ حدیث میں ہے صلوا خلف کل بر و فاجر ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو بیشتر اگر وہ جماعت کراوے تو لہا نماز کو منع الکلینی۔

س نمبر ۲۶۴۔ بعد نماز جمعہ کے جو لوگ چار رکعت سنت احتیاطی پڑھتے ہیں یہ چار رکعتیں پڑھنی حدیث شریف سے جائز ہے یا نہیں؟ (…)

ج نمبر ۲۶۴۔ ظہر احتیاطی بدعت ہے محقق حنفی مثل مصنف درمختار وغیرہ بھی اس سے منع کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں تو اسکا کوئی ذکر ہی نہیں۔

س نمبر ۲۶۵۔ نماز جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور ظہر کے ساقط ہونے کی نیت کرنی جائز ہے یا نہیں؟ (…)

ج نمبر ۲۶۵۔ نماز جمعہ قائم مقام ظہر کے ہے کیونکہ جمعہ کے بعد ظہر کا ثبوت زمانہ رسالت سے نہیں ہوا۔

س نمبر ۲۶۶۔ اگر کسی گورستان میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اوس کی فقط چار دیواری ہے۔ اوس کی چھت وغیرہ کچھ بھی نہیں اور نہ اوس میں منبر ہے مگر اوس کے اطراف میں قبریں ہیں۔ پس اگر اوس مسجد میں جنازہ رکھکر نماز پڑھے تو نماز جنازہ ہوگی یا نہیں؟

ج نمبر ۲۶۶۔ مسجد مذکور میں جنازہ جائز ہے مسجد مسقف ہو یا غیر مسقف دونوں طرح جائز ہے آنحضرت نے مسجد نبوی میں جنازہ پڑھا بعض صحابہ کرام کا بھی مسجد میں پڑھا گیا۔

س نمبر ۲۶۷۔ بہشت اور دوزخ جو کہ مخلوق ہیں وہ آسمان پر ہیں یا زمین پر؟ (…)

ج نمبر ۲۶۷۔ بہشت دوزخ کی بابت میری ناقص تحقیق یہ ہے کہ زمین پر ہونگے بہشت کی بابت قرآن مجید میں آتا ہے کہ بہشتی لوگ کہیں گے الحمد للہ الذی اورثنا الارض نتبوأ من الجنۃ حیث نشاء (خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو اس زمین کا وارث کیا ہم جہاں چاہتے ہیں رہتے ہیں …

س نمبر ۲۶۸۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جیسا آگے دیکھتا ویسا ہی پیچھے دیکھتا ہوں جس نے یہ حدیث حصن حصین میں دیکھی ہے پس یہ علم غیب … یا نہیں؟

ج نمبر ۲۶۸۔ نماز کی حالت میں حضور کو پیچھے … لوگوں کی حرکات سکنات معلوم ہوتی تھیں … نہیں کیونکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت … علیہ وآلہ وسلم دروازہ کی طرف پیٹھ پھیر کر بیٹھے … جب دروازہ کے معلوم ہوا کہ ایک آدمی اندر … ہے فرمایا مجھے معلوم ہوتا تو تیرے منہ پر بھی … پنجہ مارتا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے ہر حال … میں یہ کیفیت نہ تھی۔ … داخل غیب …

س نمبر ۲۶۹۔ نماز میں رکوع و سجدہ کی … سے کیا کیا جاتا ہے …

ج نمبر ۲۶۹۔ رکوع سجود فرض ہیں … ترک سے نماز نہ ہوگی سنے سرے سے پڑھے۔

س نمبر ۲۷۰۔ اجنبی اجنبی کی طرف سے … حج کر سکتا ہے یا نہیں وہ اجنبی مستطیع ہو یا … یا پہلا حج کیا ہو یا نہ ہو؟ (…)

ج نمبر ۲۷۰۔ اجنبی حج بدلی کر سکتا ہے … حدیث میں اس کی اجازت آئی ہے اوس میں … یا غیر مستطیع کی قید نہیں۔

س نمبر ۲۷۱۔ سابق مسجد اہلحدیث کی تھی … میں مقلدین اور غیر مقلدین دونوں فریق نماز پڑھتے … تھے بوجہ مقلدین نے دوسری مسجد قریب … تیار کر کے نماز پڑھنے لگے اب وہ مسجد … ضرار ہے یا نہیں؟ (…)

ج نمبر ۲۷۱۔ مسجد ضرار اوس کو کہتے ہیں … بانی کی نیت یہ ہو کہ پہلی مسجد کو ضرر پہنچے … نیت نہیں تو مسجد ضرار نہیں گو بوجہ عدم … ایک مسجد والوں کی جماعت متفرق ہے۔ بجائے … مساجد بنانے کی خاص …

وہابیوں کی نماز

ناپاک بدن سے نماز ہو جاتی ہے

بیہ کے نواب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے۔ کہ

پس مصلی با نجاست بدن آثم است و نمازش باطل نیست

پس نمازی ناپاک بدن سے نماز پڑھے تو گنہگار ہوگا اور اس کی نماز باطل نہیں (بلکہ ہو جائے گی) ۔ (بدور الاھلہ ص ۳۸ مطبوعہ بھوپال)

وٹوانی کافی ہے

ال :۔ مسافر نے راہ میں پانی نہ ملنے سے استنجا مٹی سے پاک کیا پھر پانچ یا چھ میل چلنے کے بعد ایک مسجد نظر آئی۔ وہاں جا کے وضو کر کے نماز پڑھ لی۔ آیا طہارت کافی ہے۔ یا کہ شرمگاہ کو پانی سے پھر دھونا تھا۔

ب :۔ مٹی سے استنجا کافی ہے۔ دھونا افضل ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص ۱۸، ۶ ستمبر ۱۹۱۲ء)

جُنبی اور حائضہ عورت کا مسجد میں آنا جانا

ں وحید الزمان لکھتے ہیں۔ کہ

جُنبی ناپاک آدمی اور حائضہ عورت کو مسجد میں آنے جانے کی اجازت ہے۔ ٹھہرنا نہ چاہیئے ۔ (ہدیۃ المہدی ص ۵۷ ج ۳ مطبوعہ دہلی)

مولوی وحید الزماں نے لکھا ہے۔ کہ

نہ عورتوں اور جنابت (ناپاکی) والے لوگوں کو قرآن پڑھنا جائز ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۵۸ ج ۳)

جُنبی اذان دے سکتا ہے۔

ب نُورالحسن بھوپالی نے لکھا ہے۔ کہ

جائز است تا ذین محدث اگرچہ با طہارت افضل است
جُنبی کا اذان پڑھنا جائز ہے اگرچہ طہارت افضل ہے۔
(عرف الجادی فارسی ص۲۴)

مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں۔ کہ
بعض اہلِ علم کہتے ہیں۔ کہ بے وضو اذان کہنا مکروہ نہیں۔ (فقہ محمدیہ ص۹۷)

ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہننے والے کا وضو نہیں رہتا

وہابیوں کے مولوی یونس دہلوی نے لکھا ہے۔
ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہننے والوں کو از سر نو وضو کرنا چاہیئے۔
(صلوٰۃ النبی ص۴۱)

مسافر مقیم امام کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ اگر شریک ہونا ضروری ہے۔ تو پچھلی دو رکعتوں میں شریک ہو نہ پہلی میں۔
مسافر تا تواند اتمام بمقیم نکند اگر ناگزیر درین شکنجہ افتد باید کہ در دو رکعت اخیر مقتدی شود نہ در دو رکعت نخستین۔
(بتیان المرصوص فارسی ص۱۶۳)

وہابیوں کے مولوی یونس دہلوی لکھتے ہیں۔ کہ۔
بدن سے خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (صلوٰۃ النبی ص۴۰)
ذکر (مرد کی شرمگاہ) فرج (عورت کی شرمگاہ) کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (صلوٰۃ النبی ص۴۰)

بے وضو سجدہ تلاوت

مولوی یونس دہلوی لکھتے ہیں۔ کہ
سجدہ تلاوت بے وضو جائز اور درست ہے۔ (صلوٰۃ النبی ص۲۶)

جُوتی سمیت مسجد میں نماز

وہابیوں کے نواب صدیق حسن بھوپالوی کے لڑکے نورالحسن بھوپالوی نے لکھا ہے کہ:

"وطہارت پاپوش آلودہ بنجاست ہمیں سودنش بزمین است وپس درآں نماز گذاردن ومسجد در آمدن رو است۔

گندگی اور نجاست سے بھرے ہوتے جوتے کا زمین سے رگڑنا اس کو پاک کردیتا ہے۔ یہی کافی ہے اور اُس میں نماز ادا کرنا اور اُسی سے مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔" (عرف الجادی فارسی صلا)

وہابیوں کے مولوی وحیدالزماں حیدر آبادی نے بھی لکھا ہے کہ:
"مسجد میں جوتا پہن کر جانا سُنّت ہے۔ نماز جوتے سمیت پڑھنا سُنّت ہے۔" (تیسیرالباری صنا ج ۱)

وہابی مولوی عبدالقادر حصاری نے لکھا ہے۔ کہ
ننگے پاؤں نماز پڑھنا مشابہت یہود کی ہے۔
(صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۲۹ یکم، ۱۶ جمادی الاوّل ۱۳۸۷ھ)
ننگے پاؤں نماز پڑھنا صرف جائز ہے۔ سنّت نہیں۔ جوتے میں نماز پڑھنا سنّت ہے۔ (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۳۰ یکم۔ ۱۶ جمادی الاوّل ۱۳۸۷ھ)

وہابیوں کے مجتہد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جوتے سمیت نماز پڑھنے کو یورپ والوں کا طریق اور سُنّتِ نصاریٰ قرار دیا ہے نیز جوتے سمیت نماز کے مسئلہ پر بٹالوی صاحب کا مفصّل مضمون درج کیا جاتا ہے۔

اے حضرات! بوٹ پہن کر نماز پڑھنا ہمارا اصل مبحث تھا۔ چونکہ یہ فعل مسلمانوں نے یورپ کے مہذبوں سے سیکھا ہے۔ اس لیے یورپ کے اوضاع

میں سلسلہ بحث چلا گیا۔ اس بحث سے اصل مسئلہ حکم پنجم خوب واضح ہو گیا کہ بوٹ یا جوتے سمیت فرش پر نماز پڑھنا سُنّتِ نصاریٰ ہے۔ مسلمانوں کو اس سے احتراز لازم ہے۔

دوسری وجہ افضلیت جوتا اُتار کر نماز پڑھنے کی یہ ہے کہ جوتا اُتار کر نماز پڑھنے میں احتمالِ نجاست (جو اکثر جُوتے میں لگ جاتی ہے) باقی نہیں رہتا۔ اور اس سے یقین کے ساتھ پاکی سے نماز ادا ہوتی ہے۔ جو جُوتا پہن کر نماز پڑھنے میں حاصل نہیں ہوتا۔ ممکن و محتمل ہے کہ جُوتے میں نجاست ہو۔ اور نمازی کو اس کا اُتارنا یا صاف کرنا یاد نہ رہے۔ جُوتا اُتار کر نماز پڑھنے میں یہ احتمال اُٹھ جاتا ہے۔ اور بے احتیاطی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اسی نظر سے بعض علمارِ اسلام نے جوتا پہن کر آنحضرت کے نماز پڑھنے سے اوروں کے لیے (جو آنحضرت جیسی کیسی احتیاط نہ کریں) جوتا پہن کر نماز پڑھنا اخذ نہیں کیا۔ چنانچہ مجمع البحار میں کہا ہے۔ آنحضرت کے اس فعل سے کہ آپ جُوتا پہن کر نماز پڑھ لیتے تھے۔ غیر کا (جو آپ جیسا محتاط نہ ہو) حکم نہیں اخذ کیا جاتا۔ کیونکہ اس کی حفاظت (و احتیاط) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت (و احتیاط) سے نہیں مل سکتی۔

پھر اگر کوئی جوتا پہن کر (بشرطِ احتیاط) پڑھے بھی تو مسجد میں یہ فعل نہ کرے۔ تاکہ رفتہ رفتہ بے احتیاطی سے فسادٗ پیدا نہ ہو۔ لوگ نجس جوتے سے مسجد میں جانا شروع نہ کر دیں۔ بلکہ مسجد میں جوتا اُتار کر جاویں۔ تو بھی جوتے کو چھپانے کی جگہ رکھ دیں۔ ہم نے ٹرکی (T U R K Y) کے سیاحوں کی زبانی سنا ہے اور جامع مسجد لاہور میں ایک ٹرکی نائب کونسل کو لوگوں نے دیکھا بھی تھا۔ کہ وہاں کی مساجد میں جن بوٹوں سمیت نماز پڑھتے ہیں۔ تو اُن کے نیچے تلوے بطور زیر پاتے لگے رہتے ہیں۔ اور جب مساجد میں جاتے ہیں۔ تو ایک ٹھوکر سے ان تلووں کو جدا کر دیتے ہیں۔ وہ تلوے نماز کی جگہ فرشوں پر جانا نہیں پاتے۔

ٗ جیسا کہ کئی عرب ممالک میں یہ فساد پیدا ہو گیا ہے۔

ٹرکی کی مساجد میں ان تلووں کے واسطے صندوق رکھے رہتے ہیں۔ اور ان کے بُوٹ جن سے وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ موزوں کی مانند زمین پر لگنے سے محفوظ رہتے ہیں۔ ہمارے ملک کے مہذب اگر بوٹوں سمیت نماز پڑھنا اور بوٹوں سمیت فرش پر چلنا پھرنا ترک نہ کرسکیں۔ تو کاش ٹرکی اسلامیوں ہی کی تقلید کریں۔ اپنے بوٹوں کو ایسے تلوے لگالیں۔ جو مسجد اور فرش پر آنے کے وقت جدا ہوسکیں۔ اور زمین پر پھرنے والے بُوٹوں سے نماز پڑھنے سے بچیں۔

صاحب مجمع البحار نے جس فساد کا ذکر کیا ہے۔ اُس کا تجربہ ہم نے خود کرلیا ہے۔ جہاں بے احتیاطی شروع ہوئی۔ وہاں دروازۂ فساد کھُلا۔

لاہور کی مسجد چینیانوالی میں (جس کو خاکسار (بٹالوی) نے عرصہ تقریباً چالیس سال سے آباد کیا تھا۔ ایک اندھا پٹ ور سے جوتا پہن کر نماز پڑھنے کے مقدمہ کا اپیل چیف کورٹ میں لایا۔ اور اس خاکسار کے فتوے سے کہ پاک جوتا پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ وہ اس مقدمہ میں کامیاب ہوا۔

جب وہ مقدمہ میں کامیاب ہوا تو اس کو یہ مسئلہ بتایا گیا کہ جوتا پہن کر اگر وہ پاک ہو نماز پڑھنا صرف جائز و رخصت ہے۔ اور جوتا اُتار کر نماز پڑھنا افضل ہے۔ تم اس مقدمہ میں کامیاب تو ہوگئے ہو۔ اب اس رخصت پر عمل کرنے پر اصرار نہ کرو۔ خود دیکھ نہیں سکتے۔ تمہارے لیے احتیاط اس میں ہے کہ جوتا اُتار کر مسجد آیا کرو۔ اس ضدی نے اس مسئلہ احتیاط کو نہ مانا۔ اور مسجد کے فرش پر کیچڑ بھری جوتیاں لانا شروع کردیا۔ اور خدام مسجد سے دو جاہل متعصب (جن میں اخیر ایک مرزائی ہوکر خود مسجد سے نکل گیا اور دوسرا اخیر حکم بٹالوی کا پیرو ہوگیا۔ اور جبراً مسجد سے نکالا گیا) اس اندھے کے حامی بن گئے۔ ان ضدیوں کے مقابلہ کے لیے چند احباب معتقد خاکسار کھڑے ہوگئے اور اخیر ان کے فساد و تکرار کی رپورٹ کوتوالی لاہور میں ہوئی۔ اور قریب تھا کہ فوجداری مقدمات عدالت تک نوبت پہنچتی۔ اس فساد سے بچنے

کے لیے خاکسار نے مسجد چینیانوالی کی امامت جمعہ و جماعت پنجگانہ ترک کر دی۔ اور اس اندھے متعصب کا انجام یہ ہوا کہ وہ آخر عیسائی ہو کر مرتد ہو گیا۔"
(اشاعۃ السنہ ص۲۴۳، ۲۴۵ جلد نمبر ۲۱، نمبر ۲)

جوتوں پر مسح کرنا

وہابی مولوی وحید الزماں حیدر آبادی نے لکھا ہے کہ:
"اگر چپل کے ساتھ پاؤں پر جراب ہو یا جراب اور چڑھاواں جوتا پہنے ہو یا بوٹ پہنے ہو تو اس کا اتارنا ضرور نہیں اگر ان کو طہارت پر پہنا ہو تو ان پر مسح کر لینا کافی ہے۔ اہلحدیث کا یہی قول ہے۔" (تیسیر الباری ص۱۱ ج ۱ کتاب الوضوء)

عمامہ پر مسح

مولوی یونس دہلوی لکھتے ہیں۔ کہ
عمامہ پر مسح کرنا جائز ہے۔ (صلوٰۃ النبی ص۳۸)

بغیر انزال کے غسل واجب نہیں

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار میں یہ فتوےٰ دیا ہے کہ:
"بغیر انزال کے غسل واجب نہیں" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۲، ۲۷ دسمبر ۱۹۱۲ء)
مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تو بغیر غسل کے نماز پڑھنے کا بھی فتویٰ دے دیا ہے۔

سوال اور جواب دونوں درج ہیں۔

سوال:- میرا شوہر پابندِ صوم و صلوٰۃ ہے۔ اسی لیے وہ مجھ کو بھی اسی پابندی کی تاکید

؎ ابنِ قیم اور حافظ عبداللہ غازی پوری کا فرقہ وہابیہ کے مجتہدین میں شمار ہے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۳، ۶ اگست ۱۹۳۷ء)
(فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

کرتا ہے۔ مگر مجھے مجبوریاں مانع ہیں۔ وہ یہ کہ (۱) چونکہ میرا شوہر اپنی خواہش کو روک نہیں سکتا۔ میرے ایک شیرخوار بچہ میری گود میں ہے۔ جس کے مضرت و نقصان اور نیز اپنی اس تکلیف کے اندیشہ کو ملحوظ رکھ کر کہیں ہمارے ہاتھ پیر نہ رہ جائیں یا شیرخوار کو ٹھنڈ کا مرض نہ ہو جائے۔ میں غسل نہیں کرتی۔ اور یہی سبب ہے کہ میں نماز ادا کرنے سے معذور ہوں شوہر ادائے صلوٰۃ کی سخت تاکید کرتا ہے۔ علاوہ بریں وقت پر لکڑی وغیرہ کا پانی گرم کرنے کے لیے مہیا ہونا بھی مشکل ہے۔ ٹھنڈا پانی خصوصاً آج کل سردی کے زمانہ میں مجھ مرضعہ کو باعث خطر ہے۔ پس ایسی صورت میں شرع شریف کا کیا حکم ہے۔ کہ میں نماز کس طرح ادا کرسکوں؟

جواب:۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا خدا کسی نفس کو طاقت سے بڑھ کر حکم نہیں دیتا۔ صبح کے وقت غسل سے تکلیف کا خطرہ ہے۔ تو صبح کی نماز وضو سے پڑھ لیں۔ دوپہر کو غسل کرنے میں تکلیف نہ ہو تو غسل کرلیں۔ غرض غسل کرنے میں تکلیف کا خیال ہے مگر واقعی تکلیف ہو۔ محض بناوٹی نہ ہو۔ (اہلحدیث امرتسر ۱۲ دسمبر ۱۹۱۴ء)

ناظرین کرام! سوال اور جواب آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ امرتسری صاحب نے بغیر غسل کے نماز پڑھنے کا فتوےٰ کس عجیب انداز سے دیا ہے۔ اور دلیل میں قرآن پاک کی آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا پیش کی ہے۔ حالانکہ امرتسری صاحب کو چاہیئے تھا کہ عورت کو جواب دیتے کہ جب تم میں اتنی طاقت نہیں ہے تو خاوند جس کو وہ پابندِ صوم و صلوٰۃ ظاہر کر رہی ہے اس کو صبر کی تلقین کرے۔ مولوی صاحب اس عورت کو دوپہر کے وقت غسل کر لیا کرو کا مشورہ دے رہے ہیں یہ مشورہ دیتے کہ خاوند کو رات کے وقت کی بجائے دوسرے ایسے وقت کا مشورہ دیتے جس سے عورت آسانی سے غسل کرسکتی ہو غسل کے

وقت کے لیے امرتسری نے دوپہر کا مشورہ دے دیا مجامعت کے لیے دوپہر کا مشورہ دیتے ہوئے کونسی عار تھی۔ لیکن امرتسری صاحب اپنے وہابی شہوت پرست کو کیسے دوپہر کا مشورہ دیتے جب انہوں نے اپنے فرقہ میں وہابیوں کو تعلیم ہی ایسی دی ہے جس سے شہوت پر کنٹرول کرنا تو کجا بلکہ شہوت کے اضافہ کا سبب بنتی ہے

امام الوہابیہ امرتسری نے تو بغیر انزال کے غسل نہ کرنے کی ترغیب دی ہے۔
مگر امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے۔

اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ يُنْزِلْ
(مشکوٰۃ شریف ص۴۷)

جب تم میں سے کوئی شخص اپنی عورت کے ہاتھ پاؤں کے درمیان بیٹھے پھر اس سے جماع کرے۔ بلشک اس پر غسل واجب ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کو انزال نہ ہو۔

جانور سے وطی

وہابیوں کے مفسر مولوی وحید الزماں لکھتے ہیں۔ کہ
جانور چوپائے کی پیشاب گاہ میں کوئی شخص اپنا ذکر داخل کرے تو ہمارے (اہلحدیثوں) کے نزدیک حق بات یہ ہے کہ اس شخص پر غسل نہیں ہے۔

(ہدیۃ المہدی ص۲۴ ج ۳ مطبوعہ دہلی)

نور الحسن بھوپالوی نے اپنی کتاب عرف الجادی میں عورتوں کو مردوں کی امامت کرانے کی اجازت دے دی ہے۔

عورت مردوں کی اِمامت کراسکتی ہے

جائز نیست امامت زن از برائے مرد و نہ امامت اعرابی از برائے مہاجر

ونہ امامت زن از برائے مومن لیکن سند ایں حدیث واہی است بحیثیت نشاید وزن را میرسد کہ امامت زن بکند دلیلی صریح صحیح کہ مانع از امامت زن از برائے مرد باشد نیامدہ۔

مرد کے لیے عورت کی امامت جائز نہیں۔ نہ اعرابی کی امامت مہاجر کے لیے۔ نہ ہی فاسق کی امامت مومن کے لیے درست ہے لیکن اس حدیث کی سند غیر معتبر ہے۔ دلیل کے قابل نہیں۔ اور عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ عورت کی امامت کرائے۔ عورت کا مرد کی امامت کرانے کی ممانعت کے لیے کوئی صریح دلیل نہیں آئی۔ (عرف الجادی ص۳۷)

وہابیہ نجدیہ کی دوسری کتاب فقہ محمدیہ میں بھی اسی کی تائید میں لکھا ہے۔

"بوڑھا، دِ اور غلام اگر عورت کے پیچھے نماز پڑھے تو جائز ہے"

(فقہ محمدیہ ص۴۷ حصہ اوّل)

وہابیو! تمہارے اکابر کتنے عجیب مسائل نکال کر تمہیں لطف اندوز ہونے کے مواقع بہم پہنچاتے ہیں۔ کہ نماز پڑھتے ہوئے بھی انتشار ہو اور لطف اندوز ہو۔ جب وہابن امام ہوگی۔ اور اُس کے پیچھے وہابی حضرات مقتدی ہوں۔ تو جب ان کی امام رکوع اور سجدے میں جائے گی تو وہابیوں کو کیوں نہ انتشار ہوگا۔ اور کیوں نہ لطف اندوز ہوں گے۔ یہ تو عورت کو امام بنانے کا جواز تھا۔ ثناء اللہ امرتسری نے تو عورت کو خطبہ دینے کی بھی اجازت دے دی ہے۔

نماز میں لڑکے یا لڑکی کو اُٹھانا!

وہابیوں کی مشہور کتاب فقہ محمدیہ میں لکھا ہے کہ:

"لڑکے اور لڑکی کا نماز میں اُٹھانا درست ہے۔ برابر ہے نماز فرض ہو یا نفلی اور اسی طرح جائز ہے۔ نماز میں اُٹھانا ہر جانور پاک کا پرندے اور بکری کا۔" (فقہ محمدیہ ص۱۴۷ ج۱)

وہابیوں کے مولوی محمد یونس دہلوی نے بھی لکھا ہے :
"اثنائے نماز میں اگر سانپ بچھو کو مار ڈالے یا بچے کو گود میں لے کر نماز پڑھے تو اس سے نماز فاسد و مکروہ نہیں ہوتی"
(دستور المتقی فی احکام النبی ص۱۴۵)

نماز میں کُتّے کو اُٹھا کر نماز پڑھنا

وہابیوں کے امام وحید الزمان نے لکھا ہے :
لا تفسد صلاۃ حاملہ۔
"کتے کو اٹھا کر نماز پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی"
(نزل الابرار ص۳۰ ج ۱ مطبوعہ بنارس)

عورت کی امامت اور خطابت کے بعد عورت کا آدمیوں کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی اجازت کا فتوے بھی پڑھیئے۔

وہابن وہابیوں کے ساتھ کھڑی ہو کر نماز پڑھ سکتی ہے

وہابیوں کے مولوی محمد ابو الحسن نے لکھا ہے کہ :
"اگر عورت مردوں کے ساتھ کھڑی ہو جاوے تو جمہور علماء کے نزدیک اس کی نماز بھی نہیں ٹوٹتی اور حنفیہ کہتے ہیں کہ مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے"
(فقہ محمدیہ ص۱۵ ج ۱)

ستر کھل جانے سے نماز ہو جاتی ہے

سوال :- ناف کھل جانے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ ایک صاحب

کہتے ہیں کہ ناف کھلنے سے نماز نہیں ہوتی۔

جواب:۔ حدیث میں ہے۔ لَیْسَ عَلٰے عَاتِقِہٖ شَیْءٌ۔ مونڈھے کھل جانے سے نماز نہیں ہوتی۔ ناف کا ذکر نہیں ہے۔ مدعی کو دلیل پیش کرنی چاہیئے ہاں اگر ناف سے نیچے تہبند ہو جائے تو اُسے اونچا کرے۔

(فتاوی ستاریہ ص۱۰ ج ۳)

شریعت مطہرہ علٰے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ناف سے نیچے گھٹنوں تک ستر ہے۔ جس کا ستر کھل جاتے اُس کی نماز نہیں ہو سکتی۔ مگر وہابیوں کے مولوی ایسے ہیں۔ اگر ستر کھل جائے تو بھی ان کی نماز ہو جاتی ہے۔

شرمگاہ پر کیچڑ لتھیڑ کر نماز پڑھنا

اِنْ عَدَمَ الثِّیَاب وَطَیَّنَ عَلٰے عَوْرَتِہٖ وَصَلّٰی اسْتُحِبَّ لَه ذٰلِكَ۔

اگر کسی شخص کے پاس کپڑے نہ ہوں۔ وہ اپنے شرمگاہ پر مٹی۔ کیچڑ لتھیڑ کر نماز پڑھ لے۔ اس کے لیے یہی مستحب ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص۱۱ ج ۴ مطبوعہ دہلی) کسی کے پاس ذکر (مرد کی شرمگاہ) یا فرج (عورت کی شرمگاہ) چھپانے کے واسطے کپڑا ہو تو عورت کے سامنے نماز پڑھنے کی حالت میں ذکر کو چھپالے۔ اور خنثی کے سامنے پڑھے تو اختیار ہے کسی کی تعین نہیں ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص۱۱۱ ج ۴)

عورت خطبہ دے سکتی ہے

سوال ۳۶:۔ عورتوں میں ایک عورت کا خطبہ دے کر نماز جمعہ پڑھانا کہیں قرآن وحدیث میں ہے یا نہیں؟

جواب :- عورت کا خطبہ دینا جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے ایک عورت کو امام بنا دیا تھا۔ امامت کے فعلوں میں یہ بھی ایک فعل ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص کالم ۲ ۲۶ فروری ۱۹۴۳ء)

قارئین عظام! اکابر وہابیہ کے نظریات کا آپ نے اندازہ لگایا کہ کس قسم کے ہیں۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کو کس طرح گمراہی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ عورت کی تو آواز کا بھی پردہ ہے۔ اسی لیے عورت کو اذان کہنے کا حکم نہیں۔ اکابر وہابیہ تو اس کو امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام دینے کی کھلی چھٹی دے رہے ہیں۔

عورت کی اذان

وہابیوں کے نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔ کہ
عورت اذان دے سکتی ہے۔ (بدور الاہلہ ص ۴۷)

عورت مردوں میں ستر چھپائے بغیر بھی نماز پڑھ سکتی ہے

نماز زن اگرچہ تنہا یا با شوہر یا دیگر محارم باشد بے ستر تمام عورت صحیح نیست پس غیر مسلّم ست۔

عورت کی نماز اگرچہ وہ اکیلی ہو۔ یا شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے محارم کے ساتھ کھڑی ہو۔ تمام ستر چھپانے کے بغیر نماز صحیح نہیں ہے کہنا درست اور قابل تسلیم نہیں ہے۔ (بلکہ ان تمام مردوں میں وہ عورت تمام ستر چھپانے کے بغیر بھی نماز پڑھ سکتی ہے۔) (بدور الاہلہ ص ۳۹ مطبوعہ بھوپال)

عورت کا مسجد میں اعتکاف بیٹھنا افضل ہے

"عورت اگر مسجد میں پردہ کر کے یا خیمہ بر جہ دیر مارا وتی لگا کر اعتکاف کرے تو سب سے افضل ہے۔" (ترجمان القرآن صفحہ ۲۴۴ از نواب صدیق حسن خاں)

نابالغ بچے کی امامت صحیح ہے

وہابیہ کے نواب بھوپالوی کے لڑکے نورالحسن بھوپالوی نے لکھا ہے۔
"صحیح است امامت طفل نابالغ۔ نابالغ بچے کی امامت صحیح ہے۔"
(صحیفہ اہلحدیث کراچی صفحہ ۱۹ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ، عرف الجادی فارسی صفحہ ۳۷)

نماز میں بلند آواز سے رونے وغیرہ کی اجازت

وہابیہ نجدیہ کے امام نواب صدیق حسن بھوپالوی کے لڑکے نورالحسن بھوپالوی نے یہ لکھ کر وہابیوں کو کھلی اجازت دے رکھی ہے کہ،
"گریستن مشروع اگرچہ بآواز باشد وحج وبسط وکف بجواب سلام حمل ووضع طفل خرد سال در سجدہ وقیام ودرحالت امامت وقتل مار وکژدم عمل کثیر نیست۔" رونا گو بآواز بلند ہو۔ اوہو۔ اوہ ہو۔ کھانسنا اور سلام کے جواب میں ہاتھ آگے بڑھانا اور چھوٹے بچوں کا سجدے رکھ دینا اور اٹھانا حالتِ امامت میں سانپ اور بچھو کو مار ڈالنا زیادہ عمل نہیں ہے۔ (عرف الجادی صفحہ ۲۲)

اکابر وہابیہ اور نورالحسن بھوپالوی کے مقابلہ میں کنزالعمال شریف کی حدیث شریف ملاحظہ فرما کر اکابر وہابیہ کی حدیث سے محبت والفت کا خود ہی اندازہ لگائیں

وہ حدیث شریف یہ ہے کہ:

"حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ عظیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَلْیُسْکِنْ اَطْرَافَہٗ وَلَا یَتَمَیَّلْ کَمَا یَتَمَیَّلُ الْیَھُوْدُ فَاِنَّ تَسْکِیْنَ الْاَطْرَافِ فِی الصَّلٰوۃِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوۃِ

جب بھی تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہو تو اُس کو چاہیئے کہ اپنے ہاتھ پاؤں بلکہ تمام پہلوؤں کو سکون سے رکھے۔ اور یہودیوں کی طرح اِدھر اُدھر نہ کرتا رہے کیونکہ اپنے ہاتھ پاؤں کو سکون سے رکھ کر نماز کی تکمیل کرے تو نماز مکمل ہے۔

(کنز العمال ص۱۱۲ ج ۴)

نماز میں سلام کا جواب!

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے نماز میں سلام کے جواب کا طریقہ بھی لکھ دیا ہے جو کہ حدیث نبوی کے خلاف ہے۔ کسی نے امرتسری سے سوال کیا ہے۔

س:۔ نماز کی حالت میں کوئی سلام کرے تو جواب دینا چاہیئے یا نہیں؟

ج: حدیث شریف میں آیا ہے۔ اِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ لَشُغُلًا یعنی نماز میں شغل ہوتا ہے۔ اس لیے سلام کے جواب میں صرف ہاتھ اُٹھا دینا آیا ہے

(فتاویٰ ثنائیہ ص۳۶۵ ج ۱ مطبوعہ بمبئی ص مطبوعہ لاہور)

ثناء اللہ امرتسری نے اپنے فتاویٰ میں ایک دوسری جگہ بھی لکھا ہے:

"حالتِ نماز میں سلام کرنا جائز ہے۔ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے اشارہ کرتے جواب نہ دینے کی وجہ پوچھنے پر فرمایا اِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ لَشُغُلًا مگر سلام نہ کرنے کو منع نہیں فرمایا۔ (فتاویٰ ثنائیہ ص۳۲۳ ج ۱)

نماز میں سلام کا جواب

س: مصلّی نماز میں ہو تو سلام کیسے کرے؟

ج:- اسی طرح جس طرح ملاقات کے وقت کیا جاتا ہے۔ نمازی منہ سے جواب دینے کی بجائے دایاں بازو لمبا کرکے ہاتھ نیچے کو کر دے۔

(اہلحدیث امرتسر ص۱۳ یکم جنوری ۱۹۳۷ء)

ناظرین! امام الوہابیہ امرتسری نے صریحاً حدیث نبوی کی مخالفت کی ہے کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ صحابی رسول فرماتے ہیں

صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا بِاَیْدِیْنَا اَلسَّلَامُ	نماز پڑھی۔ جب ہم سلام پھیرتے تو اپنے
عَلَیْکُمْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَنَظَرَ	ہاتھوں سے اشارہ کرتے۔ تو رسول اللہ
اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھ کر
وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا شَانُکُمْ تُشِیْرُوْنَ	فرمایا۔ تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح
بِاَیْدِیْکُمْ کَاَنَّھَا اَذْنَابُ خَیْلٍ	اشارے کیوں کرتے ہو جیسا کہ تیز گھوڑے
شُمُسٍ اِذَا سَلَّمَ اَحَدُکُمْ فَلْیَلْتَفِتْ	اپنی دُمیں ہلاتے ہیں۔ جب بھی تمہارا کوئی

اِلٰی صَاحِبِہٖ وَیُوْمِیْ بِیَدِہٖ۔ ساتھی سلام کہے تو اپنے ساتھی کی طرف توجہ کرے ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔ (صحیح مسلم شریف ص۱۸۱ ج ۱)

پس واضح ہوا کہ وہابیہ کے امرتسری کی ایسا کرنے کی اجازت دینا حدیث مصطفوی کی مخالفت پر مبنی ہے۔ امرتسری کا اپنے اخبار کے سر فہرست یہ شعر لکھنا

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن + پس حدیث مصطفٰی برجان مسلم داشتن

صرف اور صرف مکاری اور ابلہ فریبی ہے۔

وہابیہ کے نزدیک نماز تو ایک غیر اہم فریضہ ہے۔ کہیں مرزائی کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ کہیں عورت کے پیچھے نماز پڑھنے کے جواز کا فتوٰی ہے کہیں مرد اور عورتوں کے اکٹھے مل کر نماز پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں۔ اور کہیں نابالغ بچے کی امامت کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

وہابیوں کی نماز کا عجیب منظر

"اسی طرح اگر منی اُتر کر ذکر (آلہ تناسل) کے درمیان آدے اور وہ شخص نماز کے اندر ہو۔ وہ اپنے ذکر کو کپڑے کے اُوپر سے پکڑ رکھے اور منی باہر نہ نکلے۔ یہاں تک کہ سلام پھیرے تو اس کی نماز درست ہو جاتی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ پاک ہے۔ یہاں تک کہ منی باہر نکلے اور عورت کا حکم بھی مانند مرد کے ہے۔" (نفقہ محمدیہ کلاں ۶۹)

رئیس المناظرین علامہ محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ نے وہابیہ کے دیگر نظریات کو مدنظر رکھ کر اور یہ اس عبارت کو نقل فرما کر جو تبصرہ فرمایا ہے۔ وہ قابلِ مطالعہ ہے۔ جو کہ درج کیا جاتا ہے۔

"وہابی نماز میں ذکر پکڑے نماز پڑھ رہا ہے۔ تو دیکھنے والا کیا کہے گا۔ کہ داڑھی والا مشت زنی کر رہا ہے۔ یا نماز ادا کر رہا ہے۔ بھلا مرد نے نماز میں ذکر پکڑ لیا تو عورت کیا کرے گی۔ ہاتھ اندر رکھ لے گی۔ جب مرد و عورت اکٹھے ایک صف میں کھڑے ہوں عورت نے اندر ہاتھ رکھا ہو۔ اور مرد نے ذکر پکڑا ہوا ہو۔ وہابی جماعت ادا ہو رہی ہو۔ ماشاءاللہ وہابی نمازیوں کو دیکھ دیکھ کر ابلیس بھی مذاق اُڑاتا ہو گا۔ کہ یہ کام مجھ سے تو نہیں ہو سکا۔ جو وہابی کر رہا ہے۔ وہ بھی رات کو بستر پر ملاقات کر رہا ہے۔ لیکن وہابی مسجدوں میں نماز کی حالت میں سب کچھ کر گزرتا ہے۔ وجہ صرف یہ ہے چونکہ وہابیہ عورتیں بھی مساجد میں وہابیوں کے شانہ بشانہ ٹخنہ بٹخنہ کھڑی ہو سکتی ہیں تو منی ذکر میں

ہ وہابیہ کے مولوی ابوالحسن نے لکھا ہے۔ اور اسی طرح اگر عورت مردوں کے ساتھ کھڑی ہو جاوے تو جمہور علماء کے نزدیک اس کی نماز بھی نہیں ٹوٹتی۔ (نفقہ محمدی کلاں ۱۵۱)

کیوں نہ اُترے۔ تو جب اُتر آوے تو وہابی ملاّں نے فتوے صادر فرما دیا کہ کوئی عرج نہیں ذکر کپڑے کے اُوپر سے پکڑ رکھے تاکہ منی باہر نہ نکلے ایسے قیام میں رکوع وسجود میں ذکر ہاتھ میں رکھے۔ شانے بشانے عورتیں کھڑی ہوں اور وہابی ذکر پکڑے عورت اندر ہاتھ رکھ کر رکوع وسجود کر رہی ہو۔ وہابی مسجدوں میں وہابی کیا لطف اُٹھاتے ہوں گے۔ (مقیاس وہابیت ص۵۱۵-۵۱۶)

قارئین کرام! وہابی اکابر نے اپنے وہابیوں کو نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے بڑے عجیب وغریب طریقے بتائے ہیں۔ اور شریعت مطہرہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی صریحاً نافرمانی کرتے ہوئے ان طریقوں کی اجازت دی ہے۔

مسافر مقیم کے پیچھے نماز نہ پڑھے

نواب صدیق حسن بھوپالی رقمطراز ہیں۔ کہ

مسافر تاتواند اہتمام بمقیم نکند اگر ناگزیر دریں شکنجہ افتد باید کہ در دو رکعت اخیر مقتدی شود نہ دو رکعت نخستین۔

مسافر مقیم کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ اور اگر شریک ہونا ضروری ہے تو پچھلی دونوں رکعتوں میں شریک ہو نہ کہ پہلی میں۔ (البنیان المرصوص ص۱۶۳ مطبوعہ بھوپالی)

نفل نماز پڑھنے والا فرض نماز پڑھنے والوں کی امامت کرسکتا ہے

وہابیوں کے مشہور مصنف اور مجتہد قاضی شوکانی کہتے ہیں کہ:

اَلْمُفْتَرِضُ بِالْمُتَنَفِّلِ وَالْعَکْسُ وَتَجِبُ الْمُتَابَعَۃُ فِیْ غَیْرِ مُبْطِلٍ۔ فرض نماز پڑھنے والا نفل نماز پڑھنے والے کا امام ہو اور نفل نماز پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کا امام ہو۔ تو اُس امام کی اتباع واجب

ہے۔ تاکہ نماز باطل نہ ہو۔ (الدرر البہیہ ص۱۱)

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے بھی فتوےٰ دیا ہے۔

"امام متنفل (نفل خوان) کے پیچھے مقتدی متفرض (فرض خوان) کی نماز ہو جاتی ہے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۲ ۴ ستمبر ۱۹۱۴ء)

"نفل نماز پڑھنے والے امام کے پیچھے فرضوں کی نیت کر سکتا ہے"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۳ ۳۰ اگست ۱۹۴۰ء)

امام ایک وقت میں دو دفعہ فرضونکی نماز کرا سکتا ہے

امام الوہابیہ مولوی نذیر حسین دہلوی کے فتاویٰ میں سوال وجواب درج ہے:

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک وقت میں دو جماعت کے ساتھ امامت کرائی۔ نماز جماعت ثانیہ خلف اس کے روا و صحیح ہے یا نہیں۔

جواب:۔ روا و صحیح ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ص۳۲۲ ج ۱ مطبوعہ دہلی)

ظہر کی نماز پڑھنے والونکی عصر کی نماز کرانیوالے امام کے پیچھے نماز

س:۔ نماز عصر کی جماعت کھڑی ہے اور ظہر کی نماز ابھی نہیں پڑھی اول نماز جماعت کے ساتھ کون سی ادا کرے؟

ج:۔ ظہر کی نیت کر کے جماعت میں شامل ہو جائے۔ بعدہٗ عصر کی نماز پڑھے کیونکہ نمازوں میں ترتیب ضروری ہے۔ (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۲۲ یکم جمادی الاول ۱۳۸۴ھ)

تراویح پڑھانے والے امام کے پیچھے فرض نماز کی نیّت سے فرض پڑھنا؟

سوال:۔ تراویح ہوتے وقت جو شخص آئے۔ وہ فرض پڑھکر تراویح میں شریک ہو یا بے پڑھے شریک ہو۔

جواب:۔ جماعت تراویح میں فرض نماز کی دل میں نیت کرکے شریک ہو جائے۔ اور نماز پوری کرنے کے بعد تراویح پڑھے۔ (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۱۵ ۱۶ محرم ۱۳۸۲ھ)

تہجد اور تراویح ایک ہے

سوال:۔ کسی کو تراویح کی نماز کے لیے تنبیہ کی جاتی ہے۔ یا نہیں اور جو تراویح پڑھتا ہے۔ اس کی مذمت کی جاتی ہے یا نہیں جو تہجد پڑھتا ہے کیا اُسے بھی تراویح کی ضرورت ہے؟ افضل تراویح ہے یا تہجد۔

جواب:۔ تراویح کے لیے تنبیہ یا ترغیب دینا جائز ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ترغیب دی۔ تراویح پڑھنے کی مذمت کرنا گویا سنت کی مذمت کرنا ہے۔ رمضان میں تہجد پڑھنے والا تراویح بھی پڑھے تو مزید ثواب ہے۔ ورنہ اس کی تہجد تراویح کے قائم مقام ہے۔ اور افضل ہے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۲ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ)

عید اور جمعہ ایک ہی دن ہوں تو جمعہ نہ پڑھنے والے کو کوئی گناہ نہیں!

دہابیوں کے محدث میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں کہ:

"جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جائیں تو اس دن اختیار ہے جس کا جی چاہے جمعہ پڑھے اور جس کا جی نہ چاہے نہ پڑھے۔

(فتاویٰ نذیریہ ص۳۵۱ ج ا مطبوعہ دہلی)

نیل الاوطار کے مطالعہ سے امام شوکانی ..... کی تحقیق یہ ظاہر ہوتی ہے کہ عید اور جمعہ ایک دن جمع ہو جائیں تو نماز جمعہ کی رخصت ہے۔ اگر نہ پڑھے تو کچھ حرج نہیں۔ (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۹ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ)

عید اور جمعہ ایک دن جمع ہو جائیں تو جمعہ اور ظہر معاف ہے

وہابیوں کے مجتہد قاضی شوکانی کا عقیدہ وہابیہ کے ہی مولوی حافظ عنایت اللہ صاحب اثری وزیر آبادی حال گجرات نے نقل کرتے ہیں کہ:

"امام شوکانی نے نیل الاوطار ص۳۴۷ ج ۳ میں فرمایا ہے کہ عید و جمعہ دونوں ایک دن جمع ہوں تو خواہ عید میں شامل ہوا ہے یا کہ نہیں دونوں صورتوں میں جمعہ معاف ہے۔ بلکہ ظہر بھی معاف ہے۔

حافظ ابن قیم نے زاد المعاد ص۱۲۸ ج ا میں یہ تو فرمایا کہ عید و جمعہ دونوں جمع ہوں تو جمعہ کی رخصت ہے۔ (القول السدید ص۸)

عیدین کا خطبہ بے وضو جائز ہے

نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

ایں خطبہ از محدث مجزے باشد۔ عیدین کا خطبہ بے وضو جائز ہے۔

(بدور الاہلہ ص۷۹)

عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے

دیوبندیوں کے قطب رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ:

"عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے" - (فتاوی رشیدیہ ص۹۹ ج ۲)

امام کی نماز باطل ہونے پر مقتدیوں کی نماز باطل نہیں ہوگی

وہابیوں کے مجتہد قاضی محمد بن علی شوکانی نے لکھا ہے۔

"اِذَا اخْتَلَّتْ صَلٰوۃُ الْاِمَامِ کَانَ ذَالِکَ عَلَیْہِ لَا عَلَی الْمُؤْتَمِّیْنَ بِہٖ - اگر نماز میں امام کو خلل پڑے وہ خلل صرف امام پر ہی ہے۔ مقتدیوں پر نہیں ہے۔" (الدرر البہیہ ص۱۱)

فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا ثابت نہیں!

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ:

"بعد فرض نماز کے، ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا کسی صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں بلکہ ابن تیمیہ اس کی بدعت کے قائل ہیں۔ مگر میں اس کو بدعت نہیں جانتا بلکہ جائز جانتا ہوں۔ نہ فرض نہ واجب نہ سنت مؤکدہ۔ بعض ضعیف روایتوں میں ثابت ہوا ہے۔"

(اخبار اہل حدیث امرتسر ص۲۵ کالم ۳، ۱۲/۵ ستمبر ۱۹۱۳ء)

خطبہ جمعہ میں اُردو، پنجابی میں وعظ کرنا بدعت ہے

"وہابیوں کے امام عبدالجبار غزنوی کے نزدیک خطبہ جمعہ میں بزبان ملکی (اُردو، پنجابی میں) وعظ کرنا بدعت ہے۔"

(اشاعۃ السنۃ ص۶۹ نصیحت نامہ ۳)

سجدہ تلاوت کی جگہ رکوع کافی ہے

وہابیوں کے مولوی ثناء اللہ امرتسری نے فتوے دیا ہے۔ کہ
سجدہ تلاوت اہلحدیث کے نزدیک کوئی فرض واجب نہیں ہے۔ البتّہ حنفیہ کے ہاں واجب ہے۔ صورت مرقومہ میں رکوع کرنا سجدہ کی جگہ کافی ہے۔
(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۲ کالم ۳ ۲۳ اگست ۱۹۴۶ء)

بے نماز کافر و مشرک ہے

وہابیہ نجدیہ کے رسالہ صحیفہ اہلحدیث میں لکھا ہے کہ:
"بے نماز شریعت کی رو سے کافر مشرک ہے"
(صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۱۹ ۱۶ مئی ۱۹۵۷ء)

وہابیہ کے مولوی رفیق خاں پسروری نے بھی لکھا ہے کہ:
"بے نماز کافر ہے۔" (اصلاح عقائد ص۱۰۱)

بے نماز کا جنازہ جائز نہیں

س:۔ بے نماز کا جنازہ جائز ہے؟
ج:۔ نہیں۔ (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۲۳ ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ)

وہابیہ نجدیہ غیر مقلدین کے مولوی ادریس مدرس مدرسہ فلاح المسلمین، مولوی ابو اسد محمد سعید، مولوی عبدالرحمٰن وغیرہم نے فتوے دیا ہے کہ:
"تحقیق یہ ہے کہ پیروانِ طریقہ محمدیہ و سالکانِ شریعتِ احمدیہ پر پوشیدہ نہ رہے کہ بے نمازی کے جنازہ کے بارہ میں میری یہ تحقیق ہے کہ تارکِ صلوٰۃ پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے اس لیے کہ وہ کافر اور مشرک ہے"
(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۵ کالم ۱ ۲ جون ۱۹۱۱ء)

کوٹلی لوہاراں کے وہابی خطیب کا واقعہ

ہمارے گاؤں کوٹلی لوہاراں مغربی ضلع سیالکوٹ میں ایک حافظ عبدالرحمٰن نامی وہابی مولوی کو وہابیوں نے امام اور خطیب مقرر کیا تھا۔ ایک وہابی خدابخش شہری نامی آدمی فوت ہوگیا۔ وہابیوں نے اس کا جنازہ پڑھانے کے لئے کہا تو اس نے صاف انکار کر دیا کہ یہ بے نماز تھا اس لئے اس کا جنازہ نہیں پڑھاؤں گا۔ کچھ دنوں کے بعد اُس مولوی عبدالرحمٰن وہابی نے ایک وہابی بے نماز کا نکاح پڑھایا اور اس کے ولیمہ میں بھی شرکت کی۔ تو لوگوں نے کہا کہ بے نماز کا نکاح پڑھانا کیسے جائز ہوگیا۔ تمہارے نزدیک اگر بے نماز کا جنازہ جائز نہیں تو بے نماز کا نکاح بھی جائز نہیں۔ کچھ عرصہ بعد مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے مزید کارکردگیاں دکھائیں اور جس بے آبرو اور ذلت سے کوٹلی لوہاراں مغربی سے حافظ عبدالرحمٰن وہابی کو جانا پڑا اس سے دُنیائے وہابیت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوتا ہے۔ ع

بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

بے نماز کا نکاح پڑھانا ناجائز ہے

"بے نماز شریعت کی رُو سے کافر مشرک ہے۔ اس لیے اس کا نکاح پڑھانا ناجائز ہے۔" (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۱۹ ۱۶ رمئی ۱۹۵۷ء)

قارئین کرام :- وہابی مولویوں کو اَب وہابی بے نمازوں کا نکاح پڑھانا چھوڑ دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ناجائز ہے۔ مقلد امام اور اہل سنّت وجماعت بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھنا اِن کے نزدیک ناجائز ہے۔ اسی طرح بے نماز کا نکاح پڑھانا بھی ناجائز ہے۔ لہٰذا وہابی مولویوں کی غیرت کہاں گئی ہے کہ بے نمازوں کا نکاح پڑھاتے ہیں۔ معلوم ہوا اِن کا مذہب لوٹا مذہب ہے۔

نکاح خواں کی اُجرت لڑکے والوں سے دلانا رشوت ہے

مولوی اشرف علی تھانوی نے فتوے دیا ہے کہ:

"نکاح خوانی کی اُجرت جو لڑکے والوں سے دلواتے ہیں۔ یہ بھی رشوت میں داخل ہے۔"

(التذکیر حصہ سوم ص۱۵ ۲۰۵ مطبوعہ ساڈھورہ)

"بعض قومیں لڑکی کے نکاح پر رشوت لیتے ہیں۔ یہ بدترین فرد رشوت کی ہے۔ اسی طرح لڑکی والے لڑکے والے سے جو خرچ کی فرد دیتے ہیں۔ اور اُن سے روپیہ لیتے ہیں۔ یہ سب رشوت ہے۔ اس لیے کہ کمیوں کا خرچ جو اُن سے لیتے ہیں۔ اُن کمیوں نے ان کی خدمت کہاں کی ہے۔ جو اُن کے حق میں وہ مقتوم ہو۔ اگر خدمت کی ہے تو لڑکی والوں کی کی ہے۔ ان سے لینا چاہیئے۔"

(التذکیر ص۱۵ ج ۳ مطبوعہ ساڈھورہ)

دیوبندی وہابیوں کیلئے لمحہ فکریہ جب دیوبندی وہابیوں کے حکیم الامۃ اور مجدد مولوی اشرف علی تھانوی کے نزدیک نکاح خواں کو پیسے دلانا رشوت ہے۔ تو اُن وہابی مولویوں اور ان کے معتقدین وہابیوں کیلئے لمحہ فکریہ کے جو نکاحوں کے پیسے دلواتے ہیں اور پھر لے لیتے ہیں کیونکہ تھانوی صاحب کے فتوے کے مطابق تو وہ رشوت ہیں اور رشوت کے متعلق سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ اَلرَّاشِیُ وَالْمُرْتَشِیُ فِی النَّار رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ پس تھانوی کے فتوے کے مطابق یہ دونوں وہابی مولوی اور وہابی معتقد نکاح کے پیسے دلانے والے جہنمی ہیں۔

بانیٔ مدرسہ دیوبند کا رشوت کے طور پر مٹھائی مانگنا دیوبندیوں کے نام نہاد حکیم الامت اشرف علی تھانوی اپنے مدرسہ دیوبند کے بانی قاسم نانوتوی کی کارستانی لکھتے ہیں کہ

ایک صاحب ملازمت کے بارے میں متردد تھے۔ ایک روز دیکھا کہ بریلی سے

بلطین آرہی ہیں، مولانا محمد قاسم صاحب سے عرض کیا۔ فرمایا مٹھائی کھلاؤ تو بیس کے ملازم ہوجاؤ ورنہ گیارہ کے ۔انہوں نے کہا مٹھائی کھلاؤں گا۔ آپ نے فرمایا جاؤ تم بیس کے ملازم ہوگئے چنانچہ بریلی میں بیس روپیہ کے ملازم ہوگئے۔ (ملفوظات ہفت اختر ص۳۹)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی ہی کہتے ہیں کہ

حضرت میاں جی ..... تھانہ بھون تشریف لایا کرتے تھے۔ ان سے دعا کیلئے عرض کیا۔ کہ حضرت دعا فرمادیں۔ یہ مقدمہ اپیل میں ہمارے حق میں کامیاب ہوجائے فرمایا کہ ہمارے حاجی کو بیٹھنے کی تکلیف ہے۔ یہاں پر ایک سہ دری بنوادو۔ ہم دعا کرینگے۔ عرض کیا بہت اچھا حضرت نے دعا فرمادی۔ (افاضات الیومیہ ص۱۰۱ ج۱)

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی سے بھی کسی نے سوال کیا ہے کہ

سوال:۔ نکاح کرنے کی اُجرت لینے کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ نکاح یا اذان تولد پر اُجرت یہ سلسلہ کچھ ٹھیک معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ نکاح کے ارکان ایجاب وقبول ہیں جو ہر شخص کرا سکتا ہے۔ خطبہ اور تین آیتیں کسی کو یاد نہ ہوں تو دیکھ کر پڑھ لی جائیں۔ اگر دیکھ کر بھی پڑھنے والا نہ ہو تو ایجاب و قبول ہی کافی ہے۔ اس طرح اذان کے کلمات عموماً یاد ہوتے ہیں۔ اس لئے اس قسم کے اُجرت کے سلسلے اہل اسلام کو جاری نہ کرنے چاہئیں۔ جو خواہ مخواہ زائد خرچ کا موجب ہوں۔ شریعت ایسی فضول رسموں کی روک تھام کے لئے نہیں۔ اس لئے خیر قرون میں ان باتوں کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ حالانکہ نکاح جنازہ تولد کا سلسلہ قدیم سے ہے۔ (فتاویٰ اہلحدیث ص۶۸ ج۳)

برات فضول خرچی ہے برات کا کھانا شادی یا نکاح کا کھانا نہیں

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے فتویٰ دیا ہے کہ

برات ضروری نہیں لیکن کسی روایت میں منع بھی نہیں۔ اس لئے اگر لڑکے کیساتھ ضروری آدمی لڑکی کو لینے کے لئے چلے جائیں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ مگر اب جو رواج ہو

گیا ہے۔ بہت سے آدمی ناموری کے لئے جاتے ہیں اور فضول خرچی کرتے ہیں۔ یہ جائز نہیں، اور چونکہ دلہن کے لینے کے لئے جو ضروری آدمی جاتے ہیں۔ وہ مہمان ہوتے ہیں۔ اُن کا کھانا بحیثیت مہمان ہونے اسی کے ذمہ ہے جس کے مہمان ہیں یعنی لڑکی والوں کے مہمان ہیں۔ انہی کے ذمہ ان کا کھانا ہے۔ اس کھانے کو شادی یا نکاح کا کھانا نہ کہنا چاہیئے یہ بھی ایک مہمان نوازی ہوتی ہے۔ (فتاویٰ اہلحدیث صفحہ ۱۶ ج ۳)

حافظ عبد اللہ روپڑی نے فتوےٰ دیا ہے کہ
ختنہ کرانے کے وقت ضیافت (دعوت) بدعت ہے۔

(فتاویٰ اہلحدیث صفحہ ۳۰۹ ج ۳)

مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتوےٰ دیا ہے کہ
شادی اور ختنہ کی روٹی نہ اس گھر میں کھانا جائز جہاں رسوم ہو رہی ہوں۔ نہ دوسرے گھر میں لینا جائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۵۷۔ صفحہ ۴۵۸)

جس ولیمہ کی دعوت میں غریبوں کو نہ بُلایا جائے وہ کھانا بہت بُرا ہے

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فتوےٰ ہے کہ:

"حدیث میں آیا ہے کہ جس ولیمہ میں امیروں کو بُلایا جائے اور غرباء کو نہ بلایا جائے وہ کھانا بہت بُرا ہے۔ دعوتِ ولیمہ میں دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔ دینی اور دُنیاوی۔ دُنیاوی لحاظ سے برادری کو اور دینی لحاظ سے غرباء و مساکین کو بُلانا چاہیئے" (اہلحدیث امرتسر صفحہ ۱۲، ۱۶ اگست ۱۹۱۲ء)

وہابی حضرات اپنے اور اپنے لڑکوں اور اپنے مولویوں کے ولیموں پر ذرا نظر دوڑائیں۔ کیا اُن کے ولیمہ کا کھانا درست تھا یا کہ بہت بُرا تھا۔

خائن، خودکشی کرنے والے، کافر اور شہید کی دفن سے پہلے نمازِ جنازہ نہ پڑھے!

مجتہد الوہابیہ قاضی محمد بن علی شوکانی نے اپنے وہابیوں کو تلقین کی ہے۔

وَلَا یُصَلِّیْ عَلَی الْغَالِ وَقَاتِلِ نَفْسِہٖ وَالْکَافِرِ وَالشَّہِیْدِ۔

مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والے، خودکشی کرنے والے، کافر اور شہید کی نمازِ جنازہ نہ پڑھے۔' (الدرر البہیہ ص۱۶)

بے نماز کے گھر کے برتن میں کھانا نہ کھائیے

وہابیوں کے نام نہاد مناظر عبدالقادر روپڑی کے چچا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے فتویٰ دیا ہے کہ

بے نماز کی بابت صحیح یہی ہے کہ بالکل کافر ہے پس اُس کے ساتھ کافروں کا سا سلوک چاہیئے۔ اور کفار کے متعلق حدیث میں آیا ہے۔ کہ ان کے برتن بھی دھو کر برتے۔

(فتاوےٰ اہلحدیث ص۴۱ ج۳)

بے نماز کا ذبیحہ اور کھانا مثل عیسائی کے کھانیکے ہے

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کا فتویٰ ہے کہ

بے نماز بے شک کافر ہے۔ خواہ ایک نماز کا تارک ہو یا سب نمازوں کا۔ کیونکہ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ عام ہے جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ ہر تارک کافر ہے۔ رہا بے نماز کے ذبیحہ کا حکم سو وہ اہلِ کتاب کے حکم میں ہونے کی وجہ سے درست ہوسکتا ہے۔ خواہ نیک ذبح کرنے والا پاس موجود ہو۔ یا نہ ہاں نیک ہر طرح سے بہتر ہے۔ اور بے نماز جب ہو! تو اس کا کھانا مثل عیسائی

کے کھانے کے سمجھ لینا چاہیئے۔ حتے الوسع اس سے پرہیز رکھے۔ عند الضرورت کھالے۔ (فتاوے اہلحدیث صـ۳۶۴ ج ۳)

عیدگاہ بنانا مسنون نہیں

ابوالوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ:۔
عید کی نماز کے لئے عیدگاہ بنانا مسنون امر نہیں۔
(اخبار اہلحدیث امرتسر صـ۱۳ ۱۱ر جون ۱۹۲۷ء)

ناظرین! تمام وہابیوں کو اپنے اپنے مقام پر جو عیدگاہ انہوں نے بنائی ہیں مسمار کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھیں۔

سیالکوٹ کے وہابیوں کے لئے مقام غور وخوض

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹ جو کہ سیالکوٹ کے غیر مقلدین کے ایک خاص گروہ[1] میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں نے سیالکوٹ شہر میں شہاب پورہ روڈ پر عیدگاہ خود بنوائی تھی۔ اب موجودہ وہابیوں کے نمایاں حروف میں "عیدگاہ اہلحدیث" لکھوایا ہے۔

امرتسری فتوے کے مطابق عیدگاہ مسنون نہیں ہے۔ لہٰذا یہ غیر مسنون کام اور عمارت تعمیر کرکے ابراہیم صاحب نے خلافِ سنت کام کیا ہے۔ اور خلافِ سنت کام کرنے والے کے متعلق سرور کائنات فخرِ موجودات محمد مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی حدیث شریف ہے

مَنْ تَرَكَ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي — جس نے میری سنت کو ترک کیا پس وہ مجھ سے نہیں۔

اب خود وہابی غور وفکر سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کریں کہ ان ہی کے ابراہیم میر سیالکوٹی اور ثناء اللہ امرتسری میں کس کا عمل قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ امرتسری فتوے کے مطابق

---

[1] خاص گروہ اس لئے لکھا ہے کہ مولوی حکیم صادق سیالکوٹی باوجودیکہ میر صاحب کے شاگرد بھی ہیں اور ایک ہی مکتب فکر کے ہیں لیکن مولوی ابراہیم صاحب میر کی زندگی میں بھی اور بعد میں اب تک نامعلوم ان کے متعلق ایسے نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں جو کہ بیان کے لائق ہی نہیں۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ قادری غفرلہٗ)

قارئینِ کرام! فضائلِ درود شریف پر احادیث کثیر تعداد میں محدثین نے جمع فرمائی ہیں اور اسلاف نے مستقل کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ علامہ یوسف نبھانی علیہ الرحمۃ کی "افضل الصلوٰۃ"[۱]، علامہ محدث سخاوی علیہ الرحمۃ کی کتاب "القول البدیع"[۲] دیوبندی مکتب فکر کے ابن قیم کی کتاب "جلاء الافہام"[۳]، اور غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے قاضی سلیمان منصور پوری کی کتاب "الصلوٰۃ والسلام"[۳]، تبلیغی جماعت کے مولوی زکریا صاحب سہارن پوری کی "فضائل درود شریف"، کا مطالعہ کرنے سے اہلسنت وجماعت کے مسلک کی حقانیت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ برکت حاصل کرنے اور اپنے دعوے کی دلیل کے لیے چند احادیث شریف درج کی ہیں۔ اب علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ کی کتاب مستطاب "القول البدیع" سے دو حکایات درج کی جاتی ہیں جس سے بعد از وصال درود شریف کی برکت واضح ہے۔ یہ دونوں حکایات تبلیغی جماعت کے مولوی زکریا صاحب سہارنپوری نے "فضائل درود شریف" میں درج کی ہیں، انہیں کے الفاظ میں درج کی جاتی ہیں۔

درود شریف کی برکت کے دو واقعات

(۱) ایک عورت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کا انتقال ہو گیا، میری یہ تمنا ہے کہ میں اس کو خواب میں دیکھوں، حضرت حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نماز نفل پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ اور اس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتی رہ، اس نے ایسا ہی کیا اُس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی سخت عذاب میں ہے، تارکول کا لباس اُس پر ہے، دونوں ہاتھ اُس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اُس کے پاؤں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں، ہیں صبح کو اُٹھ کر پھر حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ کے پاس

---

[۱] اس کا اردو ترجمہ بازار سے ملتا ہے [۲] اس کا اردو ترجمہ قادری کتب خانہ سیالکوٹ نے شائع کیا ہے۔
[۳][۳] یہ دونوں کتابیں بھی قادری کتب خانہ سیالکوٹ سے مل سکتی ہیں۔ (فقیر قادری غفرلہ)

گئی، حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ اُس کی طرف سے صدقہ کر، شاید اللہ جل شانہٗ اس کی وجہ سے تیری لڑکی کو معاف کر دے۔ اگلے دن حضرت حسن (علیہ الرحمۃ) نے خواب میں دیکھا کہ جنت کا ایک باغ ہے، اور اُس میں ایک بہت اونچا تخت ہے، اور اُس پر ایک بہت نہایت حسین و جمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے، اس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے۔ وہ کہنے لگی حسن! تم نے مجھے بھی پہچانا؟ میں نے کہا نہیں میں نے تو نہیں پہچانا۔ کہنے لگی میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو تم نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا (عشاء کے بعد سونے تک) حضرت حسن (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا کہ تیری ماں نے تو تیرا حال اس کے برعکس بتایا تھا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اُس نے کہا میری حالت وہی تھی جو ماں نے بیان کی تھی۔ میں نے پوچھا پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہو گیا۔ اُس نے کہا کہ ہم ستر ہزار آدمی اسی عذاب میں مبتلا تھے جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا۔ صلحاء میں سے ایک بزرگ کا گذر ہمارے قبرستان پر ہوا، انہوں نے ایک دفعہ درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب ہم سب کو پہنچا دیا، ان کا درود اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسا قبول ہوا کہ اس کی برکت سے ہم سب اس عذاب سے آزاد کر دیئے گئے اور ان بزرگ کی برکت سے یہ رتبہ نصیب ہوا۔

(فضائل درود شریف صفحہ ۱۰۱، حکایت نمبر ۳۶ ۔ القول البدیع صفحہ ۱۳۱)

(۲) "روض الفائق" میں ہے ایک عورت تھی اس کا لڑکا بہت ہی گنہگار تھا۔ اس کی ماں اس کو بار بار نصیحت کرتی مگر وہ بالکل نہیں مانتا تھا۔ اسی حال میں وہ مر گیا۔ اس کی ماں کو بہت ہی رنج تھا کہ وہ بغیر توبہ کے مرا، اس کو بڑی تمنا تھی کہ کسی طرح اس کو خواب میں دیکھے۔ اس کو خواب میں دیکھا تو وہ عذاب میں مبتلا تھا۔ اس کی وجہ سے اس کی ماں کو اور بھی زیادہ صدمہ ہوا۔ ایک زمانہ کے بعد اس نے دوبارہ خواب میں دیکھا تو بہت اچھی حالت میں تھا، نہایت خوش و خرم۔ ماں نے پوچھا کہ یہ کیا ہو گیا۔ اُس نے کہا کہ ایک بہت بڑا گنہگار شخص اس قبرستان سے گذرا۔ قبروں کو دیکھ کر اس کو کچھ عبرت ہوئی۔ وہ اپنی حالت پر رونے لگا اور سچے دل سے توبہ کی اور کچھ قرآن شریف اور بیس مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس قبرستان والوں کو بخشا جس میں میں تھا۔ اُس میں سے جو حصہ مجھے

وہ اس کا یہ اثر ہے جو تم دیکھ رہی ہو۔ میری اماں حضور پر درود کا نور ہے۔ گناہوں کا کفّارہ ہے اور زندہ اور مُردہ دونوں کے لیے رحمت ہے۔ (فضائل درود شریف ماخذاً مطبوعہ دہلی)

دُرود شریف کی برکات اور اس کی برکت سے گنہگاروں کی بخشش اور درجات کی بلندی کے واقعات بھی آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ اور یہ احادیث اور واقعات دیوبندی، غیر مقلدین اہلحدیث، جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت کے متفقہ عالم مولوی زکریا صاحب سہارنپوری نے درج کیے ہیں۔

اہلسنت وجماعت گیارہویں شریف کا ختم ہو یا تیجہ، دسواں، چالیسواں یا سالانہ ختم شریف ہو یہی چیزیں پڑھتے ہیں۔ قرآن حکیم یا قرآن حکیم میں سے قل یا ایہا الکٰفرون، سورۃ اخلاص، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس، سورۃ فاتحہ، سورۃ البقرہ کی پہلی آیاتِ طیبات اور دُرود شریف، یہ پڑھ کر اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے پڑھا ہے تیری بارگاہ میں پیش کرتے ہیں، قبول فرما اور اس کا ثواب سرورِ عالم نورِ مجسم، شفیع معظم، رسولِ معظم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی بارگاہ میں ہدیۃً تحفۃً ہماری طرف سے پیش فرما۔ پھر ان کا ثواب جمیع انبیاء کرام مرسلین عظام علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی بارگاہ میں پیش فرما۔ پھر ان کا ثواب خلفاء راشدین، اہل بیت اطہار، صحابۂ کرام اور اولیاء الرحمٰن کی بارگاہ میں پیش فرما، بالخصوص سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں پیش فرما۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اُمت کے تمام مومنین اور مسلمین کی رُوح کو ایصالِ ثواب فرما۔

اب کوئی یہ بتائے کہ اس میں حرام اور ناجائز کون سی چیز ہے۔ دعا اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں کی جاتی ہے کہ یہ سب کچھ تیری بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اس کا ثواب جو مولا کریم تو نے عطا فرمایا ہے وہ ان کی بارگاہ میں پیش فرما کیونکہ ثواب دینے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ اور یہ قرآن خوانی، دُرود خوانی، کھانا کھلانا یہ سب نیک کام ہیں بُرے کام تو نہیں۔ اور نیک کام کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ بے شک اللہ نیکوں کا نیک ضائع نہیں کرتا

(پ ۱۱، رکوع ۴)

گیارہویں شریف کا ثبوت

اب اکابر محدثین اور اولیاء کاملین سے عرس غوث اعظم یا گیارہویں شریف کا ثبوت واضح الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے، اور ان اکابر کی کتب کے حوالہ جات درج کیے جاتے ہیں جو دیوبندی اور اہل حدیث غیر مقلدین کے نزدیک بھی مسلمہ ہیں۔

شیخ عبدالحق[1] محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ پیش کیا جاتا ہے۔

وَقَدِ اشْتَهَرَ فِي دِيَارِنَا هٰذَا الْيَوْمُ الْحَادِيْ عَشَرَ وَهُوَ الْمُتَعَارَفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا مِنْ اَهْلِ الْهِنْدِ مِنْ اَوْلَادِهٖ۔

بے شک ہمارے ملک میں آج کل گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کے ہندی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے۔

(ماثبت بالسنۃ، عربی ص ۶۸)

---

[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے متعلق غیر مقلدین حضرات کے نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ "شیخ کی مساعی جمیلہ سے ہندوستان میں حدیث کی بڑی اشاعت ہوئی۔ حدیث اور ترویج سنت میں شیخ موصوف کو جو شرف و فضیلت حاصل ہے اس میں ان کا کوئی سہیم و شریک نہیں"۔ نواب بھوپالی ہی لکھتے ہیں کہ: "حق این است کہ شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ در ترجمہ بخاری یکے از افراد این امت است مثل او درین کار و بار خصوصاً درین روزگار احدے معلوم نیست وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ بندہ عاجز در دین بر تربت شریف او رسیدہ نمی تواند گفتن کہ کدام روح در رجات بر کاتش مشاہدہ نمود رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً" (تقصار ص ۱۱۲ بحوالہ نافعہ ص ۳۵) نواب صدیق حسن بھوپالی اپنی دوسری کتاب میں رقمطراز ہیں کہ: "تو الیف ایشاں در بلاد ہند قبول و شہرت تمام دارد ہم نافع و مفید افتادہ۔ کاتب حروف بزیارت مرقد شریف مکرر فیضیاب شدہ و کششے عجیب و دلبستگی غریب در آں مقام یافتہ۔ (اتحاف النبلاء ص ۳۰۴ بحوالہ نافعہ ص ۳۹)

شیخ عبدالوہاب مکی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے شیخ اور مرشد شیخ عبدالوہاب قادری متقی مکی علیہ الرحمۃ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے قمطراز ہیں کہ ۔

قُلْتُ فَبِهٰذِهِ الرِّوَايَةِ يَكُوْنُ عُرْسُهٗ تَاسِعَ الرَّبِيْعِ الْاٰخِرِ وَهٰذَا هُوَ الَّذِيْ اَدْرَكْنَا عَلَيْهِ سَيِّدَنَا الشَّيْخُ الْاِمَامُ الْعَارِفُ الْكَامِلُ الشَّيْخُ عَبْدُ الْوَهَّابِ الْقَادِرِيِّ الْمُتَّقِي الْمَكِّي فَاِنَّهٗ قُدِّسَ سِرُّهٗ كَانَ يُحَافِظُ يَوْمَ عُرْسِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا التَّارِيْخُ اِمَّا اِعْتِمَادًا عَلٰى هٰذِهِ الرِّوَايَةِ اَوْعَلٰى مَارَاٰى مِنْ شَيْخِهِ الشَّيْخِ الْكَبِيْرِ عَلِيِّ الْمُتَّقِيِّ اَوْمِنْ غَيْرِهٖ مِنَ الْمَشَائِخِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔

ہم کہتے ہیں کہ اس روایت کے مطابق (حضرت غوث اعظم) کا عرس مبارک ۹ ربیع الآخر کو ہونا چاہیے۔ ہم نے اپنے پیرومرشد سیدنا امام عارف کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی مکی قدس سرہ کو پایا ہے کہ شیخ قدس سرہ العزیز آپ (غوث اعظم) کے عرس کے دن کے لیے یہی تاریخ یاد رکھتے تھے لیکن اس روایت پر اعتماد کرتے ہوئے یا اس سبب سے کہ اپنے پیرومرشد شیخ کبیر علی متقی سے قدس سرہ یا اور کسی بزرگ کو دیکھا ہو ۔

(ماثبت بالسنۃ عربی ص۶۸)

شیخ امان اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

ساڑھے پانچ سو سال قبل کی شخصیت حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ کے حالات میں شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ۔

یازدہم ماہ ربیع الآخر عرس غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کرو ۔

ماہ ربیع الآخر شریف کی گیارہ تاریخ کو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک کیا کرتے تھے ۔

(اخبار الاخیار شریف ص۲۴۲ مطبوعہ دیوبند)

عہ شیخ عبدالوہاب متقی کے متعلق مولوی زکریا سہارن پوری دیوبندی رقمطراز ہیں ۔ کہ شیخ علی متقی کی خدمت میں رہ کر کمالات ظاہریہ و باطنیہ حاصل کئے ۔ (مقدمہ اکمال الشیم ص۷)

مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ کا عقیدہ[1]

ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ میں وہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں جو کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی تصنیفِ لطیف "کلماتِ طیبات" میں ہے۔ پڑھیئے اور اہل سنت وجماعت کے مسلک کی حقانیت پر پختہ ایمان رکھیئے۔

"در مناے دیدم کہ در صحرائے وسیع چبوترہ ایست کلاں و اولیاء بسیار در آنجا حلقۂ مراقبہ دارند و در وسط حلقہ حضرت خواجہ نقشبند دوزانو حضرت جنید قدس اللہ اسرارہما مجتنے نشستہ اند و آثار استغنا از ماسوا و کیفیات حالات فنا بر سید الطائفہ ظاہر ست ہمہ کس از انجا برخاستند گفتم کجا میروند کسی گفت باستقبال امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پس حضرت امیر تشریف فرما شدند۔ شخصے گلیم پوش سر و پا برہنہ ژولیدہ مو ہمراہ حضرت امیر نمودار گشت آنحضرت دستش در دست خود بکمال تواضع و تعظیم گرفتہ اند گفتم ایں کیست کسے گفت خیر التابعین اویس قرنی است آنجا حجرہ مصفا در کمال نورانیت ظاہر شد ہمہ عزیزان در آں حجرہ در آمدند گفتم کجا رفتند کسے گفت امروز عرس حضرت غوث الثقلین ست بتقریب عرس تشریف بروند۔"

(ترجمہ) میں نے خواب میں ایک وسیع چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں ہیں۔ اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند دوزانو اور حضرت جنید تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں۔ استغناء ماسواء اللہ اور کیفیاتِ فنا آپ میں جلوہ نما ہیں۔ پھر یہ سب حضرات کھڑے ہوگئے اور چل دیئے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استقبال کیلئے جارہے ہیں۔

---

[1] مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ کے متعلق اہل حدیث حضرات کے ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی رقمطراز ہیں کہ: "دہلی میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید المتوفی ۱۱۹۰ھ اسی طریقہ (اہلحدیث) کے عامل تھے" (ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۱۲) — فقیر قادری غفرلہ

پس حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ کلیم پوش سر اور پاؤں سے برہنہ ژولیدہ بال ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کے ہاتھ کو نہایت عزت اور عظمت کے ساتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ تو جواب ملا کہ یہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر ایک حجرہ شریف ظاہر ہوا جو نہایت ہی صاف تھا اور اس پر نور کی بارش ہو رہی تھی۔ یہ تمام باکمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے، میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو ایک شخص نے کہا آج حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس (گیارہویں شریف) ہے عرس پاک کی تقریب پر تشریف لے گئے ہیں۔ (کلماتِ طیبات فارسی ص ۷۸، مطبوعہ دہلی)

قارئینِ کرام! مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ کا ملفوظ مبارک آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ مولوی ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی جو کہ اہلحدیث مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے اپنی کتاب "ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات" میں یونہی ان کو "اہلحدیث" لکھا ہے۔ ہم اُن کے ہم مکتب بھائیوں کو کہتے ہیں کہ واقعی اُن کو آپ "اہلحدیث" سمجھتے ہیں تو پھر آپ حضرات بھی عرس غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھیں کہ ان کی اس محفلِ گیارہویں شریف جو کہ ان کا عرس ہے میں اولیاء کبار تشریف لاتے ہیں اور یہ عمل محبوب اور پیارا عمل ہے۔ لیکن ان حضرات کی اُلٹی منطق کی سمجھ نہیں آتی، ایک طرف تو اُن کو اہلحدیث کہیں اور دوسری طرف اُن کے نظریات اور اعتقادات کو کفر و شرک سے تعبیر کریں ؎

اُلٹی سمجھ خدا کسی کو نہ دے
دے موت آدمی کو یہ بداوا نہ دے

یہ بھی مقام غور طلب ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے مرزا مظہر جانجاں علیہ الرحمۃ کے ملفوظات اپنی تصنیف لطیف "کلماتِ طیبات" میں جمع فرمائے ہیں۔ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کو بھی یہ غیر مقلدین اہلحدیث حضرات "اہلحدیث" شمار کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں اگر واقعی ان کو اپنا آدمی سمجھتے ہو تو پھر اُن کے عقائد اور نظریات

کو ہی کم ازکم اپنالو تاکہ کچھ تو تفرقہ اور مذہبی انتشار کم ہو۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا عقیدہ

مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ کے بعد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے "ملفوظاتِ عزیزی" کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ کیونکہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کو بھی یہ اپنا پیشوا اقرار دیتے ہیں۔ اور "ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات" ص ۱۱ پر ان کو بھی اہلحدیث قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"شاہ عبدالعزیز صاحب کی علمی و ردحانی سرگرمیاں محفل قال وحال تک ہی محدود نہیں بلکہ مسلمانوں کی عام رفاہ کا خیال بھی ہر وقت دامن گیر ہے"۔

یاد رہے کہ اس کتاب کے پچھلے صفحات پر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی کتابوں مثلاً فتاویٰ عزیزی، تحفہ اثناعشریہ، تفسیر عزیزی نام آپ نے پڑھے ہیں۔ اور ان کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائے ہیں۔ ان کتب کو بھی ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی نے "اہلحدیث کی علمی خدمات" قرار دے کر اپنے مسلک کی ہی کتابیں تسلیم کی ہیں۔

اب اگر اہلحدیث حضرات میں کچھ غیرت اور اپنی تحریروں کا پاس ہے تو پھر ان میں درج کردہ عقائد پر ایمان رکھیں بلکہ اپنی مساجد میں بھی انہی عقائد کا پرچار کریں۔ لیکن یہ دہابیوں اور دیوبندیوں سے ہرگز نہ ہوگا۔ کیونکہ شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی علیہ الرحمۃ کے وہی عقائد ہیں جو اہلسنت وجماعت کے ہیں، اور اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مجددِ دین وملت شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے انہی عقائد کی ترجمانی اور اشاعت فرمائی ہے۔

ملفوظاتِ عزیزی

آئیے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات کا حوالہ ملاحظہ فرمائیے جس میں سرکاری طور پر گیارہویں شریف منانے کا ذکر ہے:۔

"روضہ حضرت غوث الاعظم راکہ کافی گویند تاریخ یازدہم بادشاہ وغیرہ اکابران شہر جمع گشتہ بعد نمازِ عصر کلام اللہ وقصائد مدحیہ وآنچہ حضرت غوث در وقت غلبہ

حالات فرمود، اندو شوق انگیز بے مزامیر تا مغرب میخوانند بعد ازاں صاحب سجادہ درمیان و گرداگرد آدم مریدان نشستہ و صاحب حلقہ استادہ ذکر جہر میگویند دریں اثناء بعضے را وجد و سوزش ہم میشود یا زچیزے از قبیل سابق خواندہ آنچہ تیار می باشد از مثل طعام و شیرینی نیاز کردہ تقسیم کردہ نماز عشاء خواندہ رخصت میشوند۔"

(ترجمہ) حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارکہ پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابر جمع ہوتے۔ نمازِ عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے اور حضرت غوث اعظم کی مدح اور تعریف میں منقبت پڑھتے، مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور اُن کے اردگرد مریدین اور حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر جہر کرتے۔ اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار کی ہوتی تقسیم کی جاتی اور نمازِ عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے۔ (ملفوظات عزیزی فارسی ص ۶۲ مطبوعہ میرٹھ)

گیارہویں تاریخ کو غوثِ پاک کی نذر و نیاز جائز ہے

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے کسی نے سوال کیا۔

سوال، در مقدمہ مہندی با کہ شب یازدہم ربیع الثانی روشن میکنند و منسوب بجناب سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز مے نمایند و نذر و نیاز مے آرند و فاتحہ مے خوانند۔

جواب:۔ روشن کردن مہندی حضرت سید عبدالقادر رانہم بدعتِ سیئہ است زیرا کہ ہیچو مفسدہ و قباحت و تعزیہ ساختن است ہمیں قسم در مہندی متصور است و فاتحہ خواندن و ثواب آں بارواح طیبہ رسانیدن فی نفسہ جائز و درست است۔"

اب سوال اور جواب کا اردو میں ترجمہ ملاحظہ فرمائیں جو کہ حاجی محمد ذکی دیوبندی نے کیا ہے۔

سوال :۔ اس مسئلہ میں کیا حکم ہے کہ مہندی شب یاز دہم ربیع الآخر میں روشن کرتے ہیں۔ اور اُس کو منسوب ساتھ جناب عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کرتے ہیں اور نذر و نیاز و فاتحہ کرتے ہیں۔

جواب :۔ روشن کرنا مہندی حضرت سید عبدالقادر قدس سرہ کا یہ بھی بدعت سیئہ ہے اس واسطے کہ جو قباحت تعزیہ داری میں ہے وہی قباحت مہندی میں بھی ہے اور فاتحہ پڑھنا ثواب اس کا ارواح طیبہ کو پہنچانا فی نفسہ جائز ہے۔ (فتاوی عزیزی فارسی ج ۱ صلاہ مطبوعہ دہلی۔ فتاوی عزیزی اردو ص۱۶۶ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام! شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے واضح الفاظ میں گیارہ ربیع الثانی کو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مقدس کو فاتحہ کا ثواب پہنچانا فی نفسہ جائز قرار دیا ہے۔ اہل سنت وجماعت حضرات بھی گیارہویں شریف میں فاتحہ کا ایصال ثواب ہی کرتے ہیں۔ ملفوظات عزیزی میں تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے رمضان شریف کے ماہ مقدس میں بڑے عرس بیان فرمائے ہیں۔ ۳ رمضان کو سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا عرس مبارک اور ۱۸ رمضان کو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عرس مقدس ۲۱ رمضان کو علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا عرس مبارک اور خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے عرس مبارک بھی بیان فرمائے ہیں۔ اصل فارسی کی عبارت پیش خدمت ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ، ام المومنین عائشہ صدیقہ اور سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہم الرضوان کے اعراس ----	عرس کلاں دریں ماہ (رمضان) مبارک اند تاریخ سوم عرس حضرت فاطمہ و در شانزدہم عرس حضرت عائشہ و حضرت علی بتاریخ نوزدہم زخمی شدند و در شب بست یکم رحلت فرمودند

عرس نصیر الدین چراغ دہلی۔ (ملفوظات عزیزی فارسی ص۵ مطبوعہ میرٹھ)

صاحب عقل و دانش اب ذرا غور فرمائیں کہ عرس کرنے والے بدعتی ہیں یا کہ عرسوں سے منع کرنے والے اور ان پر فتوے لگانے والے حضرات غلط راہ پر ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین! فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کے مشن کی تائید کس طرح واضح براہین سے ثابت ہے۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے بعد اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ بادشاہ کے استاذ ملا جیون علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے علامہ فیض عالم علیہ الرحمۃ کی کتاب "وجیز الصراط" کا حوالہ پیش خدمت ہے۔

علامہ فیض عالم بن ملا جیون علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

"طعامیکہ روز عاشورہ بروح حضرت امامین شہیدین سیدی شباب اہل جنت ابی محمد الحسن و ابی عبد اللہ الحسین تیار میکنند و ثواب آں برائے خدا نیاز آنحضرت میکنند و از ہمیں جنس است طعام یازدہم کہ عرس حضرت غوث الثقلین کریم الطرفین قرۃ العین الحسنین محبوب سبحانی، قطب الربانی سیدنا و مولانا فرد الافراد ابی محمد الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی است چوں مشائخ دیگر را عرس بعد سال معین میکردند آنجناب را ہر ماہے قرار دادہ اند۔"

(ترجمہ) عاشورہ کے روز امامین شہیدین سیدنا شباب اہل الجنۃ ابو محمد حسن اور ابو عبد اللہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے کھانا تیار کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی نیاز کا ثواب ان کی روح پر فتوح کو پہنچاتے ہیں۔ اور اسی قسم میں سے گیارہویں شریف کا کھانا ہے جو کہ حضرت غوث الثقلین، کریم الطرفین، قرۃ العین الحسنین محبوب سبحانی، قطب ربانی سیدنا و مولانا فرد الافراد ابو محمد شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک ہے۔ دیگر مشائخ کا عرس سال کے بعد ہوتا ہے۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک ہر ماہ ہوتا ہے۔ (وجیز الصراط فارسی ص ۹۲)

شاہ ابو المعالی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شاہ ابو المعالی قادری لاہوری علیہ الرحمۃ نے تحفہ قادریہ ص ۹۰ پر سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

علاّمہ برخوردار علیہ الرحمۃ کا عقیدہ علاّمہ برخوردار محشّی نبراس علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :۔

ممالک ہندوسندھ وغیرہ میں آپ کا عرس ۱۱ ربیع الثانی کو ہوا کرتا ہے۔ اس میں انواع واقسام کے طعام وفواکہ حاضرین علماء واہلِ تصوف، فقراء درویشاں کے پیش کیے جاتے ہیں۔ وعظ اور بعض نعتیہ نظمیں بھی بیان ہوتی ہیں۔ اس عرس شریف میں ارواحِ کاملین کا بھی حضور ہوتا ہے خصوصاً آپ کے جدّ امجد حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا ابوالائمۃ الاتقیاء بھی تشریف لاتے ہیں۔ کما ثبت عند ارباب المکاشفۃ۔ (سیرت غوثِ اعظم ص ۲۷۵)

علاّمہ برخوردار محشّی نبراس علیہ الرحمۃ کی تصنیفِ لطیف "سیرت غوثِ اعظم" کے ص ۲۷۶ کے حاشیہ پر گیارہویں شریف کی ابتداء اس طرح لکھی ہے کہ :۔

"پیر عبدالرحمٰن نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ پیران پیر حضرت غوث الاعظم ہر گیارہویں کو حضرت سیدالانبیاء کا عرس کیا کرتے تھے۔ اس لیے غوث الاعظم علی نبینا وعلیہ السلام کے چونکہ شیدائی بتقلید واطاعت آنجناب گیارہویں کرتے ہیں۔ چونکہ یہ انتساب باں عالی جناب تھا۔ فلہٰذا بطریق تسبیح فاطمہ گیارہویں حضرت پیران پیر مشہور ہوئی"۔ (حاشیہ سیرت غوث الاعظم ص ۲۷۶)

داراشکوہ اور علاّمہ مفتی غلام سرور علیہما الرحمۃ کا عقیدہ داراشکوہ نے "سفینۃ الاولیاء ص ۲" میں اور مفتی غلام سرور لاہوری علیہ الرحمۃ نے "خزینۃ الاصفیاء فارسی جلد اص ۹۹" میں سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس اور گیارہویں شریف کے جواز کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا عقیدہ اب دیوبندی اکابر کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا بھی عقیدہ گیارہویں شریف اور بزرگانِ دین کے عرس مبارک کے متعلق پیشِ خدمت ہے :۔

"پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوثِ پاک قدس سرہٗ کی دسویں، بیسویں، چہلم، ششماہی، سالانہ وغیرہ اور

توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندری رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔" (فیصلہ ہفت مسئلہ ص۸ مطبوعہ دیوبند)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کو اہلحدیث حضرات کے ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور میں آسمانِ ملت پر دینِ ہدیٰ کے درخشندہ ستارے، دنیائے علم وادب میں شاندار مقام حاصل کرنے والا لکھا ہے۔ ("الاعتصام" لاہور ص۸، ۹ مارچ ۱۹۵۶ء)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

اب آخر میں دیوبندی حضرات کے قطب الاقطاب اور غیر مقلدین حضرات کے ممدوح مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ درج کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے واضح الفاظ میں گیارہویں کو درست قرار دیا ہے۔ ان کی تحریر ملاحظہ ہو:۔

"ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارہویں و توشہ کرنا درست ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ ص۵۲ جلد اوّل مطبوعہ دہلی۔ فتاویٰ رشیدیہ ص۔ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام! گیارہویں شریف کے تمام پہلوؤں پر نہایت شرح وبسط سے قرآن وحدیث اور مستند اکابر محدثین اور مفسرین کی مستند کتب کے حوالہ جات سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ حوالہ جات کو درج کرنے میں بہت ہی احتیاط اور سنجیدگی سے کام لیا ہے بلکہ جگہ جگہ مخالفین اور مانعین کے اکابر کی تحریریں بھی اپنے عقیدہ اور مسلک کی تائید میں پیش کی گئی ہیں تاکہ مخالفین کے نظریہ کا بطلان اُن کے اکابر سے ہی واضح ہو جائے۔

اب آخر میں گیارہویں شریف، شب برات کا حلوہ، تیجہ، دسواں، چالیسواں، عرس اور میلاد شریف کی تقاریب میں جن اشیاء پر قرآن پاک پڑھکر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین، اہلبیت اطہار، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ کی ارواح طیبات کو ایصالِ ثواب کیا جاوے وہ اشیاء کھانا حرام ہیں۔ انکی مرغوب غذائیں جو اُن کے اکابر نے اپنی کتب میں درج کی ہیں۔ وہ ملاحظہ فرمائیں۔

وہابیوں کی مرغوب غذائیں

کتا، خنزیر اور سانپ حلال ہیں!

وہابیوں کے مجتہد قاضی شوکانی نے لکھا ہے کہ:

"حل جمیع حیوانات البحر حتی کلبہ وخنزیرہ وثعبانہ"

"سب دریائی جانور حلال ہیں۔ یہاں تک کہ کتا، خنزیر اور سانپ بھی حلال ہیں"۔ (نیل الاوطار ص۲۶ ج ۸ مطبوعہ مصر)

قارئین کرام! خزائن الادویہ میں حکیم مولوی محمد نجم الغنی رامپوری نے کتا کی قسمیں اہلی، جنگلی اور دریائی لکھی ہیں۔ نیز سگ دریائی اور جنگلی کے افعال وخواص قریب قریب ویسی ہی ہیں جیسے سگ اہلی کے۔ (خزائن الادویہ ص۳۸۵-۳۸۶ ج ۵)

قارئین حضرات! وہابیوں کے نزدیک گیارہویں شریف اور عرس مبارک کا تبرک اور کھانا حرام ہے۔ مگر ان کے نزدیک بنک کا سود جائز ہے۔ اور سود خور کی اقتدا میں نماز بھی جائز ہے۔ وہابیوں کے فتوے ملاحظہ ہوں۔

بنک کا سود جائز ہے

اخبار اہل حدیث امرتسر میں خود اقرار کیا ہے کہ:

"مولوی عبدالواحد غزنوی کے نزدیک بنک کا سود جائز ہے"۔

(اخبار اہل حدیث امرتسر ص۱۲، ۲۳ اپریل ۱۹۳۷ء)

"منافع بنک وغیرہ منع نہیں"۔ (اہل حدیث امرتسر ص۹، ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء)

سود خور کی اقتدا میں نماز

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تو سود خور اگر نماز کرا رہا ہو تو اُس کی اقتدا
میں نماز پڑھنی جائز قرار دے دی ہے۔ فتوٰے ملاحظہ ہو۔
س نمبر ۱۲۱:۔ جو شخص بیاج لیتا ہو وہ مسلمان کہلا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کہلا سکتا
ہے تو اُس کی نماز جائز ہے یا نہیں۔ اگر نماز جائز ہے تو اُس
کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

ج ۱۲۱:۔ سود خور سود کو اگر حرام جانتا ہے۔ تو مسلمان کہلا سکتا ہے۔ اور اگر لباس
اس کا سود کی آمدنی کے سوا حلال کمائی کا ہے۔ تو نماز بھی جائز ہے۔ اگر محض
سود کی کمائی سے ہے تو جائز نہیں۔ حدیث میں ہے کہ ناپاک کمائی کے کپڑے
سے نماز قبول نہیں ہوتی۔ ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیئے۔ لیکن اگر نماز پڑھا رہا
ہو تو اُس کے پیچھے اقتدار درست ہے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ۱۵ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ)

کنجری کی وہ کمائی جو اُس نے بے حیائی اور کنجر بازی سے حاصل کی ہے۔ اکابر وہابیہ
نے اُس کے جواز کا فتوٰے بھی دے دیا ہے۔

زانیہ کا مال حلال ہے

اخبار اہلِ حدیث امرتسر میں لکھا ہے کہ:
"حافظ عبداللہ غازی پوری کے نزدیک مسئلہ زانیہ کا مال توبہ کے بعد
حلال ہے" (اخبار اہلحدیث امرتسر ۹، ۲۷ اگست ۱۹۱۵ء)

کلمہ گو مشرک کے ہاتھ کا ذبیحہ

سوال: کلمہ گو مشرک کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے یا مُردار۔ اور ایسے شخص کے ہاتھ سے ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت مسلمان کو کھانا شرعاً کیسا ہے؟

جواب:۔ کلمہ گو مسلمان جو شرک کرے وہ عنداللہ تو مشرک ہی ہوگا۔ مگر احکامِ دُنیاویہ میں وہ مسلمانوں ہی کے حکم میں ہوگا۔ لہٰذا اس کا ذبیحہ مثل اُس مشرک کے نہ ہوگا۔ جو کلمہ گو نہیں۔ (اہلحدیث امرتسر ص۱۳ ۱۲؍جنوری ۱۹۱۶ء)

وہابیوں کے امام مولوی وحیدالزمان حیدرآبادی نے تو کافر کا ذبیحہ بھی حلال قرار دے دیا ہے۔

کافر کا ذبیحہ حلال ہے!

وہابی مولوی وحیدالزماں نے لکھا ہے:

"وَکَذَالِکَ ذَبِیْحَۃُ الْکَافِرِ اَیْضاً حَلَالٌ"۔ اور اسی طرح کافر کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور بھی حلال ہے۔

(نزل الابرار ص۸ ج ۳ مطبوعہ بنارس)

کوّا کھانا ثواب ہے

مسئلہ:۔ جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو بُرا کہتے ہوں۔ تو ایسی جگہ اس کوّا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا۔ نہ عذاب۔

الجواب:۔ ثواب ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۳۰ ج ۲)

شہر کے دیوبندیوں نے میدان حضرت امام صاحب علیہ الرحمۃ میں عطاء اللہ بخاری کی برسی منائی۔ جس میں شورش کاشمیری اور تاج الدین انصاری نے تقاریر کی تھیں۔ اب شورش کاشمیری کی برسی بھی دیوبندی مناتے ہیں۔ حکومت خود قائداعظم کی برسی مناتی ہے اور جگہ جگہ پروگرام مرتب کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا وہابیوں کے فتوے کے مطابق یہ سب برسیاں منانے والے جس میں حکومت اور عوام دونوں شامل ہیں۔ بدعتی ہو گئے اور وہابیوں کے دوسرے فتوے کے مطابق بدعتی ملعون ہیں تو نتیجہ یہ نکلا کہ حکومت پاکستان اور اہلیان پاکستان وہابیوں کے نزدیک ملعون ہوئے۔ وہابیوں کے روپڑی صاحب کے فتوے کے مطابق گائے کی قربانی میں اگر بدعتی شریک ہوا تو سب کی قربانی ضائع جائے گی تو نتیجہ نکلا کہ قائداعظم کی برسی منانیوالے حکام اور عوام اگر کسی گائے کی قربانی میں حصہ ڈالے تو سب کی قربانی ضائع جائیگی۔

حقّہ اور نسوار مکروہ نہیں

امام الوہابیہ ثناءاللہ امرتسری نے فتوے دیا ہے کہ:
"حقّہ اور نسوار کی نہ حرمت ملتی ہے نہ کراہت۔"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۲، ۲ اپریل ۱۹۱۶ء)

ناظرین کرام! اکابر وہابیہ نے وہابیوں کو کھانے کی ایسی غذائیں کھانے کی تعلیم دی ہے۔ ہوسکتا ہے اسی وجہ سے ان میں ادب و احترام کا مادہ نہیں۔ قبلہ جو کہ ہر مسلمان کے لیے قابل عزت ہے مگر اکابر وہابیہ نے عوام کے ذہن سے اس کی عظمت بھی ختم کرنے کی کوشش کی۔

قارئین کرام:۔ وہابیہ کے سردار مولوی ثناءاللہ امرتسری کا فتوے ہے کہ حقہ کی نہ حرمت ملتی ہے نہ کراہت مگر وہابیوں کے دوسرے امام حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کا فتوے ہے کہ

حُقّہ حرام ہے

حُقّہ حرام ہے۔ اس سے بچنا واجب ہے (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۲۱ یکم ۱۶ ذی الحج ۱۳۸۳ھ)

وہابیوں کیلئے لمحہ فکریہ وہابیوں کے روپڑی کے نزدیک گیارہویں شریف کا کھانا بھی حرام ہے اور حقہ بھی مگر وہابی گیارہویں کھانے سے احتراز کرتے ہیں، مگر حقہ۔ سگریٹ عام پیتے ہیں حالانکہ دونوں چیزیں ان کے نزدیک حرام ہیں ایک سے احتراز اور دوسرے کا اشتیاق وہابیہ کی یہ الٹی منطق اس حقیقت کا بین ثبوت ہے۔ ان کے عقائد خود ساختہ ہیں ہیں۔

حقہ نوش کو امام مقرر کرنا ٹھیک نہیں

س:۔ حقہ نوش کو امام مقرر کرنا اور اُس کے پیچھے پنج وقتی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:۔ ایسے شخص کو ہمیشہ کے لئے امام بنانا ٹھیک نہیں ہے۔

(صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۲۹ یکم شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ)

تمباکو والا پان کھانا یا پینا حرام ہے

سوال:۔ کیا تمباکو کا پینا اور کھانا حرام ہے یا حلال؟

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی جواب دیتے ہیں رقمطراز ہیں۔

جواب:۔ تمباکو کے استعمال کا طریقہ عموماً آجکل عموماً حقہ یا سگریٹ پینا ہے یا پان وغیرہ کھانا ہے اور یہ تین وجہ سے حرام ہے۔ (فتاویٰ اہلحدیث ص۳۱۸ ج ۳)

ناظرین کرام:۔ وہابیوں کے نزدیک گیارہویں شریف حرام ہے۔ پان تمباکو والا حقہ اور سگریٹ بھی حرام ہے۔ مگر پان تمباکو والا۔ حقہ اور سگریٹ نوش فرماتے ہیں مگر گیارہویں شریف کے چاول نہیں کھاتے۔ یہ عجیب ان کی اُلٹی منطق ہے۔

گراموفون سُننا حرام ہے

وہابیوں کے حافظ عبداللہ روپڑی نے فتوے دیا ہے۔ کہ گراموفون کا سُننا واقعی حرام ہے۔

(فتاویٰ اہلحدیث ص۲۸۲ ج ۳)

قارئین حضرات :۔ انصاف کریں کہ وہابیہ کے نزدیک گیارہویں شریف بھی حرام ہے مگر گراموفون اکثر و بشیتر وہابیوں کے گھروں میں ہے ۔اب اُس سے بڑھکر ٹیلیویژن ہے ٹیلیویژن ہر ایک وہابی کے گھر میں ۔مگر گیارہویں شریف کونہ وہابی دیکھ پاتا ہے اور نہ ہی کوئی وہابی ۔مگر ٹی ۔وی وہابی اور وہابیوں کو مرغوب ہے ۔معلوم ہُوا کہ ان میں صرف تعصّب اور عناد ہی ہے ویسے حقیقت کچھ بھی نہیں ۔

گراموفون سننے والے پر تعزیر

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کا فتوٰے ہے کہ گراموفون کا سُننا واقعی حرام ہے ۔سُننے والا چونکہ مُجرم ہوتا ہے ۔اس لئے اس پر اس کی حسب حیثیت تعزیر لگانی چاہیئے تاکہ آئندہ کے لئے اس کو تنبیہ ہوجائے ۔خواہ جوتے مارے جائیں یا مناسب تاوان لگا دیا جائے یا اس کا بھانڈا چھیک دیا جائے ۔اگر گناہ کر کے اس پر اَڑ جائے تو کفر کا خطرہ ہے اور اس صورت میں نکاح بھی خطرہ میں پڑجاتا ۔ (فتاویٰ الہحدیث ص۲۸۲ ج ۳)

حضرت مجدّد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ نے مسلمانوں کو غلط غذا دی ہے

نام نہاد مبلّغ اِسلام مودودی صاحب نے تصوّف کو مسلمانوں کے لئے زہر قاتل قرار دیا ہے ۔چنانچہ لکھتے ہیں کہ

پہلی چیز جو مجھ کو حضرت مجدّد الف ثانی کے وقت سے شاہ صاحب اور اُن کے خُلفاء تک کے تجدیدی کاموں میں کھٹکی ہے ۔وہ یہ ہے کہ اُنہوں نے تصوّف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا پُورا اندازہ نہیں لگایا ۔اور ان کو پھر وُہی غذا دیدی جس سے مکمّل پرہیز کرانے کی ضرورت تھی ۔ (تجدید و احیائے دین ص۱۳۲)

امام غزالی علیہ الرحمۃ کی تبلیغ میں نقائص

مودودی صاحب بارگاہ نبدی کے حضوری امام غزالی علیہ الرحمۃ پر بھی تنقید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

امام غزالی کے تجدیدی کاموں میں علمی اور فکری حیثیت سے چند نقائص بھی تھے۔ اور وہ تین عنوانات پر تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔
ایک قسم ان نقائص کی جو حدیث کے علم میں کمزور ہونے کی وجہ سے ان کے کام میں پیدا ہوئے دوسری قسم ان نقائص کی جو ان کے ذہن پر عقلیات کے غلبے کی وجہ سے تھے۔ اور تیسری قسم اُن نقائص کی جو تصوّف کی طرف ضرورت سے زیادہ مائل ہونے کی وجہ سے تھی۔ (تجدید و احیائے دین صہ۴۵)

مولانا رومی اور جامی علیہما الرحمہ کی توہین

وہابیوں کے مولوی نور محمد سوتروی نے لکھا ہے۔

ایہ جامی کتا بھونکیا اندر تحفے کفرانوالے
جو رومی دے پچھلگ اوہ کافر سڑن منہ کالے

(شہباز شریعت صہ۱۳۲)

قارئین کرام! غیر مقلدین وہابی جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ ان کے نزدیک تقلید شرک، کفر نہ معلوم کیا کیا کہتے ہیں۔ جبکہ اکابر محدّثین عظام مفسّرین کرام اور اولیاء کاملین سب کے سب مقلد تھے۔ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی علیہما الرحمۃ کی تصانیف الانصاف اور بستان المحدّثین کا مطالعہ فرمائیں۔ تو حقیقت واضح ہو گی۔ مگر ان حضرات کے نزدیک مقلّد اندھا ہوتا ہے۔ اور مشرک بھی۔ وہابی اکابر کے چند ایک حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

تقلید جہالت، بدعت اور سنتِ یہود ہے

ثناء اللہ امرتسری کے اخبار میں ہے کہ :

"تقلید کرنا جاہل کا کام ہے" (اخبار اہل حدیث امرتسر ص۱۳ ۱۱ مارچ ۱۹۳۷ء)

"پیر مقلد جو تقلید شخصی کو شرعاً واجب سمجھتا ہو۔ وہ صاحب علم و صاحب رشد نہیں" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۳ ۳۰ اپریل ۱۹۳۷ء)

"مقلد ہونا جاہل کا کام ہے" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۳ ۹ اپریل ۱۹۳۷ء)

وہابیوں کے مولوی حکیم ابویحیٰ محمد شاہجہان پوری نے لکھا ہے۔

"تقلید بدعت ہے" (الارشاد الی سبیل الرشاد ص۸۳)

"تقلید سنتِ یہود ہے۔ اور تقلید کے طریقہ کی ابتداء یہود سے ہوئی ہے"

(الارشاد الی سبیل الرشاد ص۱۶)

تقلید شخصی شرک ہے۔ اور مقلدین اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۲۰ یکم صفر ۱۳۸۴ھ)

مودودی صاحب نے تقلید کو ناجائز اور بہت برا کہا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

"میرے نزدیک صاحبِ علم آدمی کے لیے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے" (رسائل و مسائل ص۲۴۴ ج ۱)

ناظرینِ کرام! اکابر وہابیہ کی مندرجہ بالا تحریرات سے دنیائے اسلام کے عظیم المرتبت محدثین کرام اور اولیاء عظام علیہ الرحمۃ جاہل، سنتِ یہود پر کاربند، بدعتی، علم و فضل اور رشد و ہدایت سے خالی ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ سب محدثین اور اولیاء کاملین مقلد ہوتے ہیں صحاح ستہ والے محدثین بھی مقلد تھے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "الانصاف" میں تحریر فرمایا ہے۔

وہابیوں کے عظیم المرتبت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے بھی ایسی حقیقت

کی تصدیق ان الفاظ میں کی ہے ۔

"بہت سے اصحاب طبقات نے آئمہ حدیث جامعین صحاح ستہ امام بخاری وغیرہ کو بھی امام شافعی کے مذہب کی طرف منسوب کیا ہے اور شافعی قرار دیا ہے " (اشاعۃ السنۃ ص۱۹۲ نصیحت نامہ ص۳۱)

بٹالوی صاحب نے اپنے نصیحت نامہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کو بھی حنفی مقلد ان الفاظ میں لکھا ہے ۔

"متاخرین سے حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کی اولاد ہیں ۔ جن کا اہلحدیث اور پھر حنفی ہونا ان کی تصانیف سے عیاں ہے " (اشاعۃ السنۃ ص۱۹۲)

وہابیہ نجدیہ کے اپنے اکابر مثلاً ابن تیمیہ، ابن قیم اور محمد بن عبدالوہاب نجدی بھی ان کے ان فتووں سے محفوظ نہ رہتے ہوئے جاہل، علم وفضل رشد و ہدایت سے خالی، سنت یہود کے پیروکار ثابت ہوئے کیونکہ یہ تینوں حضرات مقلد کہلاتے تھے اور اپنے آپ کو امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کا مقلد ظاہر کرتے تھے ۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا !

وہابیوں کے میاں نذیر حسین دہلوی بھی حنفی کہلاتے تھے جس کا تذکرہ خود وہابیوں کے مجتہد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے نصیحت نامہ میں ان الفاظ میں کیا ہے :

"حضرت شیخنا و شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب شمس العلماء دہلوی بھی ایسے ہی تھے ۔ کہ وہ اہلحدیث کے سردار بھی تھے اور حنفی بھی کہلاتے اور حنفی مذہب کی کتب ستون و شروح اور فتاویٰ پر فتوے دیتے

ان ہی کی یہ روش ایک مدت مشاہدہ کرکے خاکسار نے رسالہ نمبر ۶ جلد ۲ کے صفحہ (۲۰۱) اپنے بعض اخوان اور احباب اہلحدیث کو یہ مشورہ دیا ہے کہ اگر ان کو اجتہاد مطلق کا دعوٰے نہیں اور جہاں نص قرآنی اور حدیث نہ ملے وہاں تقلید مجتہدین سے انکار نہیں ۔ تو وہ مذہب حنفی یا مذہب شافعی کی طرف

اپنے آپ کو منسوب کریں اور اہلحدیث حنفی یا اہلحدیث شافعی کہلائیں۔ اور خاکسار خود اس مشورہ پر عمل کر چکا ہے۔ مجھ سے کوئی میرا مذہب پوچھتا ہے تو میں یہی کہتا ہوں کہ میں اہلحدیث حنفی ہوں۔' (اشاعۃ السنۃ ص۲۷ نصیحت نامہ ص۳)

وہابیوں کے مولوی محمد حسین بٹالوی اپنی جماعت کے مولویوں کو مخاطب کرتے ہوئے ان کو جاہل اور خوشامدی مولویوں کا مقلد قرار دے کر لکھتے ہیں کہ:

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند!

آفریں باد بریں ہمتِ مردانۂ تو!

'امام ابوحنیفہ کی تقلید چھوڑی اور خود غرض خوشامدیوں علماء زمانہ اور جاہل اہلِ مطابع کی تقلید اختیار کی۔' (اشاعۃ السنۃ ص۱۸۱ نمبر ۶ جلد ۲۱)

وہابیوں کے مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے بھی اپنے بھائیوں کی عجیب مکاری کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

'ہمارے اہلحدیث بھائیوں نے ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ اور مولوی اسماعیل دہلوی کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا۔ بس اُس کے پیچھے پڑ گئے۔ بُرا بھلا کہنے لگے۔ بھائیو ذرا غور کرو اور انصاف کرو جب تم نے ابوحنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑ دی تو ابنِ تیمیہ، ابنِ قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں۔ ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے۔'

(حیات وحید الزمان ص۱۰۲)

ناظرین کرام:۔ دیوبندی اور اہلحدیث حضرات کے اکابر کے نزدیک نبی پاک، صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے روضہ اطہر۔ قبر منور کا بھی کوئی احترام نہیں۔ ثبوت کے طور پر دیوبندی اور وہابی اکابر کی تحریریں درج کی جاتی ہیں۔

روضۂ اطہر کے متعلق

عقائد

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک بُت ہے

سعودیہ نے ایک کتاب شرح الصدور[له] شائع کی ہے جس کے حاشیہ پر انہوں نے لکھا ہے کہ

فَالْقَبْرُ الْمُعَظَّمُ الْمُقَدَّسُ وَثَنٌ وَصَنَمٌ بِكُلِّ مَعَانِي الْوَثْنِيَّةِ لَوْ كَانُوْا يَعْقِلُوْنَ ۝

پس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مقدس ہر لحاظ سے بُت ہے کاش کہ لوگ اس بات کو سمجھیں۔

(حاشیہ شرح الصدور ص۲۵ مطبوعہ سعودیہ)

وہابیوں کے امام محمد بن عبدالوہاب نجدی کی رسوائے زمانہ تصنیف کتاب التوحید کے حاشیہ پر لکھا ہے۔

فَكُلُّ مَا تُقُرِّبَ بِهِ اِلَى اللّٰهِ مِنْ نَارٍ اَوْ كَوْكَبٍ اَوْ قَبْرٍ صَالِحٍ اَوْ غَيْرِ صَالِحٍ وَغَيْرِ ذَالِكَ فَهُوَ صَنَمٌ ۝

ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل ہو۔ آگ ہو یا ستارہ یا کسی بزرگ کی قبر ہو۔ یا بزرگ نہ بھی ہوں اور اس کے علاوہ تو وہ بُت ہے۔

(کتاب التوحید ص۱۰)

له شرح الصدور صفحہ ۲۰ کا فوٹو صفحہ ۲۰۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

وقف لله تعالى

شرح الصدور

بتحريم رفع القبور

ورفع الريبة عما يجوز وما لا يجوز من الغيبة
والدواء العاجل في دفع العدو الصائل

تصنيف الامام المجدد

محمد بن عبد الوهاب

المتوفي سنة ۱۲۰٦ ھ رحمه الله

طبعت على نفقة الفقير لله تعالى
سعد بن محمد بن عبد العزيز ال سعود

شرح الصدور کا ٹائیٹل

ولا شك ان غـالب هؤلاء المغرورين المخدوعين لو طلب منهم طالب ان ينذر بذلك الذي نذر به لقبر ميت على ما هو طاعة من الطاعات وقربة من القربات لم يفعل ، ولا كاد .

فانظر الى اين بلغ تلاعب الشيطان بهؤلاء ؟ وكيف رمى بهم في هوة بعيدة القعر ، مظلمة الجوانب ؟ فهذه مفسدة من مفاسد رفع القبور وتشييدها ، وزخرفتها وتجصيصها .

ومن المفاسد البالغة الى حد يرمي بصاحبه الى وراء حائط الاسلام ، ويلقيـه على أم رأسه من اعلى مكان الدين : أن كثيراً منهم يأتي بأحسن ما يملكه من الأنعام واجود ما يحوزه من المواشي فينحره عند ذلك القبر ، متقرباً به اليه ، راجياً ما يضمر حصوله له منه . فيهل به لغير الله ، ويتعبد بـه لوثن من الاوثان إذ انه لا فرق بين النحائر لأحجـار منصوبة يسمونها وثنـاً ، وبين قبر لميت يسمونه قبراً [1] . ومجرد

---

(۱) ان الوثنية في كل وقت ملة واحدة ، اوحاها الشيطان الى اوليائه بأسماء مختلفة . والحقيقة فيهـا واحدة . كما ان التوحيد واحد على لسان كل المرسلين . ومـا عظم الوثني الاول حجراً ولا شجراً إلا لأنه نال البركة — بزعمه الكاذب — من انتسابه الى الولي : اللات او العزى وغيرهمـا ممن زعموهم وسائط بين الربوبية والبشرية، وانهم ابناء ربهم لأنهم من نوره . فالقبر المعظم المقدس وثن وصنم بكل معاني الوثنية لو كان الناس يعقلون، لأن الاوثان في الجاهلية انما كانت باسم اولياء . كما ذكر الله ذلك في القرآن ما لا يحصى . ولقد كان العرب يقسمون بالله انهم حنفاء ليسوا مشركين .

شرح الصدور صفحہ ۲۰ کا اصل فوٹو

وہابیوں کے امام نواب صدیق حسن بھوپالوی نے لکھا ہے کہ

نحو آں و نحر بر قبر او توسل بوے وطلب حاجات از وے بعینہ ہماں است کہ اہل جاہلیت آنرا میکروند غائیت آنکہ اہل جاہلیت آنرا صنم و وثن مے نامیدند و ایشانرا ولی و قبر و مزار و روضہ و مشہد و مقبرہ مے نامند۔

(ہدایۃ السائل فارسی ص ۴۰۹ مطبوعہ بھوپال)

صالحین میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی شامل ہیں[1]۔ اس سے واضح ہے۔ کہ وہابیوں کے نزدیک امام الانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کا گنبد اور قبہ ایک بت ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبہ شرک والحاد کا بہت بڑا ذریعہ ہے

وہابیوں کے امام محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پوتے عبد الرحمٰن نجدی نے اپنے دادا کی کتاب التوحید کی شرح فتح المجید میں لکھا ہے کہ

فَاِنَّ هٰذِهِ الْقُبَابَ وَالْمَشَاهِدَ الَّتِیْ صَارَتْ اَعْظَمَ ذَرِیْعَةٍ اِلَی الشِّرْکِ وَالْاِلْحَادِ وَاَکْبَرَ وَسِیْلَةٍ اِلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ وَخَرَابِ بُنْیَانِهٖ غَالِبٌ ۔	بیشک یہ تمام قبے، مشاہد اور زیارت گاہیں جو شرک اور الحاد کا بہت بڑا ذریعہ بن چکی ہیں۔ اور اسلام کو مٹانے اور اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کا بہت بڑا وسیلہ ہیں۔

(فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۲۰۸ مطبوعہ مصر) تطہیر الاعتقاد ص ۲۹

---

[1] وہابیوں کے مجدد ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ ہر رسول نبی اور ولی ہوتا ہے۔
(الفرقان بین اولیاء الرحمان والشیطان)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر قبہ بہت بڑی جہالت ہے

وہابیوں کے بہت بڑے امام محمد بن اسماعیل یمنی نے لکھا ہے کہ

(فَاِن قُلْتَ) ھٰذَا قَبْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَد عُمِّرَتْ عَلَیْہِ قُبَّۃٌ عَظِیْمَۃٌ اُنْفِقَتْ فِیْہَا الْاَمْوَالُ (قُلْتُ) ھٰذَا جَھْلٌ عَظِیْمٌ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ ٥

اگر تو سوال کرے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر جو ایک بہت بڑا قبہ تعمیر کیا گیا ہے اور اس پر بہت مال خرچ کیا گیا ہے (یہ شرعاً کیسا ہے؟) میں (محمد بن اسماعیل) جواباً کہتا ہوں کہ یہ حقیقتاً بہت بڑی جہالت ہے۔

(تطہیر الاعتقاد ص ۲۶)

وہابیوں کے امام ابن قیم نے بھی یہی لکھا ہے کہ

قبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ست بر روے قبہ عظیم بنا ساختہ وتعمیر کردہ اند و اموال کثیرہ برآں انفاق نمودہ زیراکہ ایں جہل عظیم است

(ہدایۃ السائل ص ۳۱۹)

قبروں پر قبّے بنانا حرام ہے

وہابیوں کے حافظ عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے کہ

قبروں پر قبے بنانا حرام ہے۔ (رد بدعات ص ۵۶)

قبروں پر قبے بنانا شرع میں ایک منکر امر (برے کام) ہیں

(رد بدعات ص ۶۵)

نجدیوں کے احمد عبدالغفور عطار رقمطراز ہیں۔

بلاشبہ قبے اور قبرین بت پرستی اور خرافات و بدعات کا منبع ہیں۔
(کتاب محمد بن عبدالوہاب ص۱۴۵)

روضہ اطہر کو گرانا واجب ہے

وہابیوں کے نواب صدیق حسن خان کے بیٹے نور الحسن بھوپالوی نے لکھا ہے کہ

از بنار بر قبر نہی آمدہ پس بر ہر چہ مرفوع یا مشرف بودن قبر لغتہً گراست آید از منکرات شریعت باشد و انکار بران و برابر ساختنش بخاک واجب است بر مسلمین بدون فرق درآنکہ گو پیغمبر باشد یا غیر۔

لغت کے لحاظ سے ہر اس چیز پر جو اٹھی ہوئی ہو قبر کا لفظ صادق آتا ہے اور وہ شریعت کے منکرات سے ہے۔ اس سے منع کرنا اور اسکو مٹی کے برابر کرنا مسلمانوں پر واجب ہے۔ بغیر کسی امتیاز کے۔ گو پیغمبر کی قبر ہو یا کسی اور کی ہو۔ (عرف الجادی ص۶۱)

ابن قیم کے نزدیک قبروں پر جو قبے بنے ہوئے ہیں۔ ان کو گرا دینا واجب ہے۔
(فتح المجید شرح کتاب التوحید ص۲۰)

ناظرین کرام! آپ نے وہابیہ نجدیہ کے اکابر کے عقائد جو انہوں نے سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف۔ روضہ مبارکہ گنبد خضریٰ اور دیگر اولیاء کرام کی قبور پر بنے ہوئے قبوں اور گنبدوں کے متعلق اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ ملاحظہ کئے ہیں۔ ان وہابی مولویوں کے اپنے مکانات کو دیکھئے تو عمدہ بلڈنگیں ہیں۔ دو منزلی بلکہ سہ منزلی ہیں جس

لہ اس لئے وہابیوں کو قبریں نہیں بنانی چاہیئے بلکہ مرطیاں بنائیں اور وہابی اپنے بڑوں کی قبروں کو کھود ڈالیں۔ کیونکہ قبریں ان کے نزدیک بت پرستی اور خرافات کا منبع ہیں۔
(فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اولیاء اللہ کی قبور کو روضہ فرمایا ہے۔ مگر وہابی ہیں، کہ اُن کو بُت، شرک والحاد کا بُت بڑا ذریعہ وغیرہ قرار دے رہے ہیں۔ اور ان کو گرانا واجب قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے قبر پہ پاؤں رکھنے کی بہت سخت وعید فرمائی ہے۔ مگر یہ ایسے باغی رسول ہیں۔ ان کو گرانا واجب قرار دے رہے ہیں۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بھی قبے بنے ہوئے تھے۔

اگر قبوں کو گرانا واجب ہوتا تو امام المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ضرور اُس کو گرا دیتے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ ظَهْرَهٗ اِلٰی قُبَّةِ اٰدَمَ فَقَالَ اَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ۔ (مسلم شریف ص ۱۱۸ ج ۱)	رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام کے قبے سے ٹیک لگا کر ہم کو خطاب فرمایا نیز فرمایا کہ جنت میں سوائے مسلمان آدمی کے کوئی شخص داخل نہ ہوگا۔

اصحاب کہف کے مزارات پر گنبد

نہایت ہی مستند تفسیر مدارک میں فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا کی تفسیر میں لکھا ہے کہ

فَقَالُوْا حِيْنَ تَوَفَّى اللّٰهُ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ (وَابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا) اَیْ عَلٰی بَابِ كَهْفِهِمْ لِئَلَّا يَتَطَرَّقَ اِلَيْهِمُ النَّاسُ ضِنًّا بِتُرْبَتِهِمْ وَمُحَافَظَةً عَلَيْهَا كَمَا حُفِظَتْ تُرْبَةُ رَسُوْلِ	جب اصحاب کہف علیہم الرضوان کو اللہ تعالےٰ نے وفات دی تو لوگوں نے کہا ان پر [illegible] سے باہر ان کی غار پر عمارت بنائی جائے تاکہ لوگ بدعقیدگی سے ان کی قبروں پر پاؤں نہ رکھیں اور اس عمارت سے

اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان کی آرام گاہ کی حفاظت ہو جائے
بِالْحَظِیْرَۃِ گی۔

جیسا کہ رسول پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کی قبر شریف کی حفاظت گنبد شریف سے کی گئی ہے۔ (تفسیر مدارک ص۔ ج ۳ مطبوعہ مصر)

تفسیر و حدیث کے حوالہ سے معلوم ہوا کہ وہابیہ نجدیہ کا مزارات اور قبہ جات اور گنبدوں کا گرانا صرف عناد اور بغض کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ وہابیہ نجدیہ کے قاضی شوکانی نے خود اپنی مشہور کتاب نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ تَحْرِیْمُ دَفْعِ الْقُبُوْرِ ظَنِّیٌّ قبور کو اُونچا کرنے کی حرمت ظنی ہے یعنی یقینی نہیں ہے۔ (نیل الاوطار ص۔ ج)

نبی پاک اور دیگر انبیاء اور اولیاء کی قبور کی زیارت کے لئے سفر کرنا شرک ہے۔

وہابیوں کے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پوتے عبدالرحمٰن نے قبور کے لئے سفر کرنا ابن تیمیہ کے نزدیک شرک کے اسباب سے لکھا ہے، کہ

عقیدہ:۔ وَھٰذِہٖ ھِیَ الْمَسْأَلَۃُ الَّتِیْ اَفْتٰی فِیْھَا شَیْخُ الْاِسْلَامِ .... اَعْنِیْ مَنْ سَافَرَ لِمُجَرَّدِ زِیَارَۃِ قُبُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ۔

اور اس مسئلہ پر ابن تیمیہ نے فتوےٰ دیا ہے جس شخص نے محض انبیاء کرام اور صالحین کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کیا۔ (وہ مشرک ہے)

(فتح المجید شرح کتاب التوحید ص۲۱۵)

ابن تیمیہ کی معنوی اولاد میں سے اسماعیل دہلوی قتیل نے بھی لکھا ہے کہ

عقیدہ ۱۶:۔ ایسے مکانوں میں دُور دُور سے قصد کر کے جاوے۔ یا وہاں روشنی

کرے۔ غلاف ڈالے۔ چادر چڑھا دے۔ ان کے نام کی چھڑی کھڑی کر کے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے۔ ان کی قبر کو بوسہ دیوے۔ مورچھل جھلے اسپر شامیانہ کھڑا کرے چوکھٹ کو بوسہ دیوے۔ ہاتھ باندھ کر التجا کرے۔ مراد مانگے۔ مجاور بن کر بیٹھ رہے۔ وہاں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے۔ اور ایسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے اس کو شرک فی العبادۃ کہتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان صہ ۱۲)

نبی پاک کے روضہ پر سلام کرنا منع ہے

عقیدہ :۔ قصداً اور ارادۃً قبر نبوی پر سلام کے لئے جانا ممنوع ہے۔ شریعت نے اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا۔ (ہدایۃ المستفید صہ ۱۱۸ ج ۱)

عقیدہ :۔ قبر نبوی کے پاس آکر صلوٰۃ والسلام کہنے یا وہاں نماز پڑھنے یا دعا وغیرہ کرنے کی شریعت اسلامیہ میں کوئی دلیل نہیں ملتی۔ بلکہ اس سے روکا گیا ہے۔

(ہدایۃ المستفید صہ ۱۱۸ ج ۱)

سوال :۔ یہ حدیث کہ جس نے میرے روضے کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی صحیح ہے یا نہیں ؟

عقیدہ: جواب :۔ قبر یا روضہ کی نیت سے جانا صراحۃً ممنوع ہے۔

(صحیفہ اہلحدیث کراچی صہ ۲۳ ۱۵ جمادی الاول ۱۳۰۳ھ)

حافظ عبداللہ روپڑی رقمطراز ہیں کہ

عقیدہ :۔ طالب علم اور دیگر ضروریات کے لئے سفر کا کوئی حرج نہیں صرف کسی جگہ کیطرف جس میں قبر نبوی بھی داخل ہے۔ ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی یہاں سے مسجد نبوی کی نیت پر سفر کرے اور وہاں پہنچکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرے تو اس کا کوئی حرج نہیں۔ بلکہ ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ (مسئلہ زیارت قبر نبوی صہ ۱۸)

روپڑی صاحب دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ

عقیدہ :۔ وہاں سفر کرنا زیارت کے لئے جائز نہیں۔ بلکہ مسجد نبوی کی نیت سے سفر کرنا چاہیئے۔ جب مسجد نبوی میں نماز سے فارغ ہو جائے تو قبر کی بھی زیارت کرے۔

(سماع موتی ص۱۱)

وہابیوں کے سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری سے کسی سوال کیا۔

عقیدہ :۔ کس آیت یا حدیث میں آیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے روضہ مبارک پر زیارت کے لئے حاضر ہونا حرام ہے۔

امرتسری نے اس کا جواب دیا ہے۔

حرام کا فتویٰ تو ہم نے دیا نہیں[1]۔ البتہ ہمارا عقیدہ ہے کہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کرے اسی ضمن میں دوسرا کام بھی ہو جائے۔ تو جائز ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ص۸ ج ا مطبوعہ بمبئی)

عقیدہ :۔ مرزا قادیانی کے ممد و معاون مولوی ثناء اللہ امرتسری نے مزید لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر سفر کر کے جانا۔ میرے ناقص علم میں ثابت نہیں بلکہ بظاہر حدیث کے خلاف ہے۔ (اخبار اہل حدیث امرتسر ص۱۲ ۱۶ اگست ۱۹۱۲ء)

مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے لکھا ہے کہ

عقیدہ :۔ اولیاء اللہ کے قبروں کی زیارت کے واسطے آنا انہی بدعات میں سے ہے اور ان سفروں میں اگرچہ تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔ اور یہ سفر ان کو شرک کے ظلمات اور اللہ تعالیٰ کی غضب کی وادی میں پہنچاتے ہیں۔ (صراط مستقیم ص۵۹)

---

[1] وہابیوں کے سردار کس طرح صریحاً کذب بیانی سے کام لیا ہے جس فرقہ کے سردار کو جھوٹ بولتے شرم نہیں آتی اس فرقہ کے دوسرے مولویں اور انکے مقتدیں کو جھوٹ بولتے کیسے شرم و حیاء آئیگی۔ فقیر عدالتوں میں وہابی مولویں کو دیدہ دانستہ جھوٹ بولتے دیکھ کر حیران ہوتا تھا۔ مگر جب سے امرتسری کا یہ بیان پڑھا ہے وہ سب حیرانگی دور ہو گئی اور یقین آگیا کہ ان کو اپنے بڑوں کا ہی یہ سبق ہے کہ خوب دل کھول کر جھوٹ بولو۔ فقیر عدالتوں میں وہابی مولویں کے جھوٹ عنقریب شائع کر رہا ہے۔

قارئینِ کرام! وہابیہ نجدیہ کے مندرجہ بالا عقائد آپ نے پڑھے۔ پڑھتے ہی مسلمان کا دل لرز جاتا ہے۔ مگر ان ناعاقبت اندیش حضرات کو قطعاً کچھ خیال نہ آیا کہ ہم رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ اور قبرِ انور کے متعلق کیا لکھ رہے ہیں۔ اب احادیثِ شریفہ کی روشنی میں زیارتِ قبرِ نبوی کی شان ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کا یہ ارشاد ہے کہ

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔ جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت ضروری ہوگئی۔

دار قطنی۔ شرح المناسک لابن حجر۔ صحیح ابن خزیمہ۔ شفاء السقام ص۱۱ شرح شفاء۔ ملا علی قاری

جذب القلوب۔ مدارج النبوۃ۔ فضائل حج ص۱۲۲ وفاء الوفا للسمہودی۔ کتاب الوفا لابن جوزی ص۸۳۲)

مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرًا لَا یُعْمِلُهٗ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا۔ (طبرانی۔ فضائل حج ص۱۲۳ شفاء السقام ص۱۴) جو میری زیارت کو آئے اور اس کے سوا کوئی اور نیت اس کی نہ ہو تو مجھ پر حق ہوگیا کہ اس کی سفارش کروں۔

سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات تو فرمائیں کہ میری قبر کی زیارت کی نیت اور ارادہ کرکے آنے والے کیلئے میری شفاعت اور سفارش لازمی ہے۔ مگر وہابیوں کے اکابر یہ کہیں کہ وہ حرام کار اور مشرک ہوجاتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ جو شخص ارادہ کرکے میری زیارت کرے وہ قیامت میں میرے پڑوس میں ہوگا۔

(مشکوٰۃ شریف ص۔ فضائل حج۔ شفاء السقام ص۲۴ جذب القلوب فارسی۔)

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ جس شخص نے حج کیا۔ اور میری زیارت

نَقَدْ جَفَانِیْ۔ نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(شفاء السقام صـ۲۱ شرح شفا لعلی قاری۔ جذب القلوب فارسی صـ فضائل حج صـ۱۸۱)

دیو بندیوں کے مولوی ذکریا سہارن پوری نے اپنی کتاب فضائل حج میں لکھا ہے

علامہ سبکی (علیہ الرحمۃ) نے لکھا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا سفر شام سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لئے عمدہ سندوں سے ثابت ہے۔ جو متعدد روایات میں مذکور ہے۔ (فضائل حج صـ۱۹۶)

مولوی ذکریا سہارن پوری لکھتے ہیں کہ

متعدد روایات میں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) مستقل طور پر شام سے اونٹ پر سوار قاصد بھیجا کرتے تھے۔ تاکہ قبر اطہر پر ان کا سلام پہنچائیں۔ (فضائل حج صـ۱۹۶)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے نزدیک دعا مانگنا بدعت ہے

وہابیوں کے مجتہد نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنا عقیدہ لکھا ہے

کہ:۔ **عقیدہ**:۔ دعا کردن نزد قبر مبارک برائے خود بدعت است۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے نزدیک اپنے لئے دعا مانگنا بدعت ہے۔ (نہج المقبول فارسی صـ۳۲ مطبوعہ بھوپال)

دیو بندی وہابیوں کے مولوی حبیب اللہ ندوی نے لکھا ہے

عقیدہ:۔ صحابہ و تابعین کے زمانہ میں بڑے بڑے حادثات آئے قحط پڑے وبائیں پھوٹیں۔ مگر ایک صحابی نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے قریب جاکر نہ دعا مانگی اور نہ آپ کو واسطہ بنایا۔[1] (اوراق توحید نمبر کراچی صـ۱۸۲)

[1] افسوس ندوی صاحب میں کچھ علم ہوتا اور کتب معتبرہ کا مطالعہ کر لیتے تو کبھی بھی صحابہ کرام

ندوی صاحب نے مزید گل فشانی کرتے ہوئے اکابر اولیاء اللہ اور مسلمانوں کو اپنے فتوے کی تیز دھار سے مشرک بنا دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ قبروں پر جاکر اہل قبر سے کچھ مانگنا تو کھلا شرک ہے لیکن قبروں پر جاکر براہ راست اللہ سے مانگنے کی فضیلت و خصوصیت بھی قرآن و سنت سے کہیں نہیں ملتی۔ (الفرقان توحید نمبر کراچی ص۲۴)

قارئین کرام :۔ وہابیوں کی اس کذب بیانی اور رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے دشمنی کی تردید وہابیوں کے ہی مولوی ذکریا سہارنپوری کی تحریر سے ہی پیش کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

خلفاء عباسیہ میں سے منصور عباس نے حضرت امام مالک سے دریافت کیا۔ کہ دعا کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چہرہ کروں یا قبلہ کی طرف؟ تو حضرت امام مالک (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف منہ ہٹانے کا کیا محل ہے جب کہ آپ تیرا بھی وسیلہ ہیں اور تیرے باپ حضرت آدم (علیہ السلام) کا بھی وسیلہ ہیں حضور کی طرف منہ کرکے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے شفاعت چاہو۔ اللہ جل شانہٗ ان کی شفاعت قبول کرے۔ (علامہ زرقانی (علیہ الرحمۃ) کہتے ہیں)

اس قصے کو قاضی عیاض (علیہ الرحمۃ) نے معتبر اساتذہ سے نقل کیا ہے۔ اس کا انکار کرنا ناشائستہ جرأت ہے۔ (شرح مواہب)

علامہ قسطلانی شافعی (علیہ الرحمۃ) نے مواہب میں لکھا ہے کہ زائرین کو چاہیے بہت کثرت سے دعائیں مانگیں اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وسیلہ پکڑیں اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے شفاعت چاہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات اقدس ایسی ہی ہے۔ کہ جب ان کے ذریعہ سے شفاعت چاہی جائے تو حق تعالےٰ شانہٗ قبول فرمائیں۔

(فضائل حج ص۔)

اور تابعین کے عقیدہ پر یہ الزام تلاش نہ کرتے صحابہ کرام کا اور تابعین قبر اطہر پر آنا اور دعا کرنا روایات سے ثابت ہے تبلیغی جماعت والے اپنے دیوبندی بزرگ کا یہ صریح جھوٹ فضائل حج کتاب کا مطالعہ کرکے پکڑ سکتے ہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے فارغ ہوئے تو ایک بدو حاضر ہوئے اور قبر اطہر پہ پہنچ کر گر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ نے جو ارشاد فرمایا وہ ہم نے سنا۔ اور جو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے آپ کو پہنچا تھا اور آپ نے اس کو محفوظ فرمایا تھا۔ اس کو ہم نے محفوظ کیا۔ اس چیز میں جو آپ پر اللہ جل شانہٗ نے نازل کی (یعنی قرآن پاک) یہ وارد ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا۔ آپ کے پاس آجائے اور آکر اللہ جل شانہٗ سے معافی مانگ لیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کیلئے معافی مانگتے تو ضرور حق تعالیٰ شانہٗ کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پاتے۔

اس کے بعد اس بدو نے کہا بے شک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور اب میں آپ کے پاس مغفرت کا طالب بن کر حاضر ہوا ہوں۔ اس پر قبر اطہر سے آواز آئی کہ بے شک تمہاری مغفرت ہو گئی۔ (زعادی)[1] (فضائل حج ص ۲۵۳، ص ۲۵۴)

وہابیوں کے مولوی ذکریا سہارن پوری ہی علامہ سمہودی کی کتاب وفا الوفاء کے حوالہ سے سرکار امیر المومنین خلیفہ دوم خلیفہ برحق سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کا واقعہ نقل کرتے ہیں جس سے وہابیہ کے عقائد کا بطلان اظہر من الشمس ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں قحط پڑا۔ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی امت ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بارش مانگ دیجئے۔ انہوں نے خواب میں حضور

---

[1] تفسیر مدارک۔ جذب القلوب فارسی میں بھی یہ روایت موجود ہے (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ ارشاد فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے میرا سلام کہہ دو اور یہ کہدو کہ بارش ہوگی۔ اور یہ بھی کہہ دینا کہ عَلَیْکَ الْکَیْسَ اَلْکَیْسَ (ہوشمندی اور ہوشیاری کو مضبوط پکڑو) وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیام پہنچایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سُن کر رونے لگے اور عرض کیا یا اللہ میں اپنی قدرت کے بقدر تو کوتاہی نہیں کرتا۔ (وفاء الوفاء) (فضائل حج ص۲۵۵)

نبی اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر پر صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی حاضری دیتے تھے۔ جیسا کہ جلیل المرتبت محدثین نے نقل فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالٰے کے بارے میں منقول ہے کہ

...ی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ...وقف فرفع یدیہ حتی ...ظننت انہ افتتح الصلاۃ ...سلم علی النبی صلی اللہ علیہ ...وسلم ثم انصرف۔	نبی اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہوئے۔ پھر وہاں کھڑے ہو کر سلام کرنے کے لئے اس حد تک ہاتھ اٹھائے کہ میں سمجھا نماز پڑھنے کے لئے ہاتھ بلند کررہے ہیں۔ اس شان ادب کے ساتھ۔

اُنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا۔ پھر چلے گئے۔

(شفاء السقام ص)

حضرت علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ محدث نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہما کے متعلق روایت نقل فرمائی ہے کہ

...ن عبد اللہ بن عمر کان اذا ...دم من سفر اتی قبر النبی ...صلی اللہ علیہ وسلم فقال ...السلام علیک یا رسول اللہ ...السلام علیک ...یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضری دیتے اور السلام علیک یا رسول اللہ۔ السلام علیک یا ابابکر السلام علیک یا ابتاہ عرض کرتے

(الشفاء السقام ص)

ناظرین کرام :۔ وہابی اکابر نے نبی اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت سے متعلق عقائد باطلہ نظریات فاسدہ ملاحظہ فرمائیں۔ دراصل وہابیت میں بے ادبی ہی بے ادبی ہے۔ یہ توحید کی آڑ میں گستاخیاں اور بے باکیاں کرتے ہیں۔ حالانکہ اِن کی توحید بھی خود ساختہ ہے۔ چنانچہ وہابیوں کے مولوی ابوالقاسم بنارسی لکھتے ہیں۔

وہابیوں کا کلمہ میں زیادتی کرنا

"اہلحدیث کے دور کو مدت گذر گئی۔ اسی امتداد زمانہ کی وجہ سے ان کے آزاد خیالات میں انقلاب اور ہمت آگئی۔ آگئی۔ جتنے کہ اپنے پرانے ورد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ بھی بھولنے لگے اور اس کے ساتھ نہ معلوم کیا کیا ایزاد کئے۔"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۷ جولائی ۱۹۱۵ء)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ عبدالجبار امام اللہ

مولوی ثناءاللہ امرتسری نے اپنے مسلک کے امام عبدالجبار غزنوی اور اُنکے معتقدین کے متعلق لکھا ہے کہ:

"ہمارے ملک میں ایک نئی تثلیث قائم ہوئی ہے جو عیسائیوں کی تثلیث سے زیادہ مضبوط ہے۔ وہ کسی طرح نہیں چاہتے کہ کسی قومی کام میں مل کر کام کریں۔ بقول ڈپٹی محمد شریف صاحب امرتسری جب تک کوئی شخص یہ نہ مانے کہ لا الٰہ الا اللہ عبدالجبار

اِس حقیقت کو پڑھنے کے لیے "وہابی توحید" کا مطالعہ فرمائیں۔ قیمت ۶ روپے (فقیر قادری)

امام اللہ ۔ اس سے ملنا جائز نہیں "۔

(اخبار اہل حدیث امرتسر ص۱ کالم ۳ ۵ اپریل ۱۹۱۲ء)

قارئین! یہ ہے غیر مقلد وہابیوں کا حال۔ اب دیوبندی وہابیوں کا حال بھی ملاحظہ فرمائیے۔ چھوٹے میاں سو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ!

یہ تھا غیر مقلد وہابیوں کی تحریروں سے ثبوت، اب دیوبندی وہابیوں کے نام نہاد مجدد اور حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کی تحریر سے نئے کلمہ اور نئے درود شریف کی تائید اور ترغیب پیش کی جاتی ہے۔

دیوبندیوں کا کلمہ: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اشرف علی رسول اللہ

دیوبندیوں کا درود: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا ومولانا اشرف علی

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی کا ایک مرید تھانوی صاحب کو اپنا ایک واقعہ لکھتا ہے کہ:

" خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (اشرف علی تھانوی) کا نام لیتا ہوں۔ اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں۔ لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند

شخص حضور کے پاس تھے۔ لیکن اتنے میں میری حالت یہ ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا، بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی، زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا۔ لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالتِ خواب اور بیداری میں حضور (اشرف علی) کا ہی خیال تھا۔ لیکن حالتِ بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہوجاوے باین خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے

تدارک میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں:

اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی

حالانکہ اب بیدار ہوں، خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں۔ مجبور ہوں۔ زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی۔ خوب رویا۔ اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں۔ کہاں تک عرض کروں؟

مولوی اشرف علی تھانوی نے اسکا جواب جو اپنے مرید کو دیا وہ یہ ہے:

جواب:- اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالےٰ متبع سنت ہے۔ ۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ

(رسالہ الامداد ص۳۵ بابت صفر ۱۳۳۶ھ)

رسالہ الامداد کا صفحہ ۳۴، ۳۵ کا فوٹو صفحہ ۲۱۹ اور ۲۲۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔

رجسٹرڈ نمبر



رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتخولنا بالموعظۃ مخافۃ السآمۃ علینا

اشارہ الی الآیۃ کہ دال است بر مطلوبیت زیادت علم یا امداد و الی الحدیث کہ دال است بر رعایت نشاط متعلمین

فصل دار ارشاد صحیفہ شہریہ ملقب بہ

الامداد

مشتمل بر شعب علمیہ متنوعہ مسلسلہ و دائرہ

یعنی امداد الفتاوی فی الفقہ و العقائد و حوادث الفتاوی فی ما یتعلق بالسوانح الجدیدہ
تربیۃ السالک فی الاحوال الخاصۃ من السلوک و الرفیق فی سواء الطریق فی الاحوال العامۃ منہ و
الملفوظات خبرت فی الفوائد المختلفۃ النقلیۃ و العقلیۃ کہ اکثر آن از افادات سلسلہ حضرت اشرف علی
صاحب مدظلہ است بالجملہ آن از افاضات حضرت شیخ العرب و العجم مولانا حاجی شاہ محمد امداد اللہ است کہ
ملقب صحیفہ مشہورست بہ تبرک بنام نامیش زید خاصہ اہلہ ... تحقیقہا ... و دیگر اہل فضل است

عدد (۸)	بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۲٦ سنہ ہجری	جلد (۳)

باہتمام ادارۃ الاحقر رفیق احمد

از مطبع امداد المطابع تھانہ بھون جلوہ نمود گرفت

رسالہ الامداد کا ٹائٹل

داعی ہوتا ہے بعض اوقات حدود شرعیہ کا خیال بھی نہیں رہتا ایسا شخص مثل حضرت صدیق اکبر کے اُس حال کے ہے جب تک وہ اسلام نہ لائے تھے کہ اُس وقت بھی وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرماتے تھے مگر محض محبت طبعیہ سے نہ کہ حمیت شرعیہ سے بس خواب میں ایسے خادموں کی حقیقت بتلائی گئی اس خواب میں جزو مہتم بالشان یہی تھا باقی ظاہر ہے والسلام
۲۰ر شوال ۱۳۳۵ھ۔

سوال۔ اب وجہ اس کی عرض کرتا ہوں کہ بیعت ہونے کا خیال مجھکو کیوں ہوا اور حضور کی طرف کیوں رجوع کیا بیعت کا شوق صرف مطالعہ کتب تصوف سے اور حضور کی جانب رجوع اسلئے کہ ہمارے نانا صاحبان مولانا مولوی محمد صاحب مرحوم مولنا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم و مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم لودیانہ والوں سے حضور کے اعتقادات ملتے جلتے تھے اس سے یہ غرض تھی کہ ہمارے نانا یا اور کوئی باپ دادا وغیرہ علماء کے اعتقادات گو خراب ہی ہوں اُن کو بلا وجہ ترجیح دی جائے اصل غرض یہ ہے کہ حضور کے اور بندہ کے اعتقادات بالکل ایک ہیں اور اگر مولوی صاحبان لودیانوی اور حضور کے درمیان کسی فرعیات میں اختلاف بھی ہو تو اسمیں بھی جناب کی طرف رجوع کرتا ہوں (۲) اور حضور کی تصنیف چند کتابیں زیر مطالعہ رہتی ہیں جن میں سے بہشتی زیور تحفہ جان ہے اور شرح مثنوی مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور بھی چند تصانیف نظر سے گذریں (۳) ایک دفعہ رامپور ریاست میں جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب جو طالب علم تھے اُن کے پاس ٹھہرنے کا اتفاق ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مولوی صاحب حضور سے بیعت ہیں اس لئے اُن سے اور بھی محبت ہو گئی اثناء گفتگو میں معلوم ہوا کہ ان کے پاس تھانہ بھون سے دو رسالہ الامداد اور حسن العزیز بھی ماہواری آتے ہیں بندہ نے اُن کے دیکھنے کے واسطے درخواست کی تو اُن مولوی صاحب طالب علم نے چند رسالہ مجھکو دیکھنے کے واسطے دیئے الحمد للہ جو لطف اُن سے اٹھایا بیان سے باہر ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ حسن العزیز دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سو جانے کا ارادہ کیا رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھ دیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہو گئی اسلئے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب کو رکھا

اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اسکو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بیساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھکو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے باین خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

جواب اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ۔

سوال جناب مخدومنا و مولانا عم فیضہم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمت نامہ وارد ہو کر باعث اعزاز ہوا یہ ناچیز حضرت جد امجد قبلہ عالم مدظلہ العالی کا نواسہ مولوی ..... صاحب مرحوم کا ہے اس میں شبہ نہیں کہ جناب نے ضروریات زمانہ کے لحاظ سے دینی خدمت بہت کی ہے اور بہت سے رسائل مفیدہ دینیات میں تصنیف فرما کر لوگوں کو مستفیض فرمایا مگر آپ سے

قارئین کرام! دیوبندی وہابیوں کے نام نہاد مجدد اور حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے اپنے مرید کو توبہ کرنے کی نصیحت نہیں کی اور یہاں تک کہ یہ بھی نہیں لکھا کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے بلکہ جواب میں اس کی حوصلہ افزائی اور تائید کر دی۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے جواب کو پڑھ کر عوام یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ جو کام مرزا قادیانی سے نہیں ہو سکا۔ وہ دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے کر دیا ہے۔ نیز دیوبندیوں کے نزدیک الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔ یہ درود شریف پڑھنے والا مشرک اور کافر ہے مگر اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی سیدنا و مولٰنا اشرف علی پڑھنے والا مسلمان اور موحد ہے

وہابی اکابر میں گستاخیٔ صحابہ بھی پائی جاتی ہے اس کا ثبوت بھی وہابی اکابر کی کتب کے حوالہ جات کی روشنی میں پیشِ خدمت ہے۔

وہابیّت اور شیعیّت

گروہ وہابیہ نجدیہ میں شیعیت کا بھی اثر ہے۔ مندرجہ ذیل عبارات سے اس امر کا بالوضاحت انکشاف ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حضرت علی سب سے زیادہ خلافت کے مستحق تھے

حضرت علی اپنے تئیں سب سے زیادہ خلافت کا مستحق جانتے تھے۔ اور ہے بھی یہی۔ بلحاظِ قرابت قریبہ اور فضیلت اور شجاعت کے سب سے زیادہ پیغمبر کی قائم مقامی کے مستحق تھے۔ مگر چونکہ آنحضرت نے کوئی صاف و صریح نصِ خلافت کے باب میں وفات کے وقت نہیں فرمایا۔ اور صحابہ نے اپنی رائے اور مشورہ بلحاظ مصلحتِ وقت ابوبکر صدیق کو خلیفہ بنا لیا۔ تو

آپ صبر کر کے خاموش رہے۔ (حیات وحید الزمان ص۱۰۴-۱۰۵)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی

بھلا ان پاک نفسوں پر معاویہ کا قیاس کیونکر جو نہ مہاجرین میں سے نہ انصار میں سے نہ اُنہوں نے آنحضرت کی کوئی خدمت اور جاں نثاری کی بلکہ آپ سے لڑتے رہے اور فتح مکہ کے دن ڈر کے مارے مسلمان ہو گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ رائے دی کہ علی اور طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہم) کو قتل کر ڈالیں۔ (حیات وحید الزمان ص۱۰۸ تا ص۱۰۹ و وحید اللغات)

حضرت امیر معاویہ کی تعریف کرنے والا سچا مسلمان نہیں

ایک سچے مسلمان کا جس میں ذرہ برابر بھی پیغمبر صاحب کی محبت ہو دل یہ گوارا کرے گا۔ کہ وہ معاویہ کی تعریف و توصیف کرے (حیات وحید الزمان ص۱۰۹ سطر ۳،۴ و وحید اللغات)

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

محدث الوہابیہ میاں نذیر حسین دہلوی نے اپنے فتاویٰ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا واقعہ اس رنگ میں تحریر کیا ہے جس سے مولوی صاحب کا یہ نظریہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدہ طیبہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فاجرہ اور فاسقہ سمجھا تھا۔ (معاذ اللہ) (فتاویٰ نذیریہ ص۲۴۲ جلد ۱ سطر ۱۱ تا ۱۵ مطبوعہ دہلی)

حضرت سیدنا عمر فاروق اور عثمان غنی علیہما الرضوان

کے متعلق امام الوہابیہ ابن تیمیہ کا نظریہ فاسدہ اور عقیدہ باطلہ حضرت علامہ ابن حجر مکی

علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں: اِنَّ عُمَرَ لَہٗ غَلَطَاتٌ وَبَلِیَّاتٌ یعنی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہت سی خطرناک غلطیاں ہیں۔ (فتاوی حدیثیہ صفحہ ۸۶ سطر ۱۰ از ابن حجر مکی)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے صاحب فتح الباری سے علیہ الرحمۃ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ابن تیمیہ کا عقیدہ فاسدہ بیان کرتے ہیں کہ: اِنَّ عُثْمَانَ کَانَ یُحِبُّ الْمَالَ: یعنی بے شک عثمان رضی اللہ عنہ مال و دولت سے محبت کرنے والے تھے۔ (الدرر الکامنہ صفحہ ۱۵۵ جلد اسطر ۱۴، ۱۵)

صحابہ کرام علیہم الرضوان

مولوی رفیق خاں پسروری نے اپنی کتاب اصلاحِ عقائد میں ایک عبارت لکھی ہے جس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے بھی بعض طریقے بدعت تھے۔ (اصلاحِ عقائد سطر ۱۲ تا ۱۵ صفحہ ۲۵)

صحابہ کرام علیہم الرضوان پر استہزاء وہابی مولوی زبیری صاحب آف راولپنڈی اپنی جماعت کے مشہور مولوی عبدالستار حصاری کے متعلق رقمطراز ہیں۔ کہ

مولانا حصاری صاحب کی محض ہٹ دھرمی ہے۔ اور اسی ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہوئے انہوں نے جماعت غرباء اہلحدیث اور اس کے اکابر تو کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور محدثین عظام تک کو اپنی تبدیعی، استہزائی اور جہلی مشین کے نشانے سے نہیں چھوڑا۔

(صحیفہ اہلحدیث کراچی صفحہ ۲ یکم ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ)

سیدنا امیر معاویہ کی تعظیم کرنا بے باکی ہے (حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کی نسبت کلمات تعظیم مثل حضرت و رضی اللہ عنہ کہنا سخت دلیری اور بے باکی ہے۔ اللہ محفوظ رکھے۔

مولوی وحید الزمان حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دِل کھول کر بُرا کہنے کو جائز درست سمجھتے ہیں بلکہ ایسا کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

(اہلِ حدیث امرتسر ص۲ ۲۳ جون ۱۹۱۱ء)

مولوی وحید الزمان لکھتے ہیں کہ تعزیہ سازی اور مجالس مرثیہ خوانی کی کوئی ہجو یا تنقیص نہ کریں۔

(اہلِ حدیث امرتسر ص۲ ۲۳ جون ۱۹۱۱ء)

مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے یہی نصیحت کی ہے۔ کہ:
"جناب امیر (حضرت علی) اور تمام آئمہ اہلبیت کو بدل تعظیم اور محبت اور بیان فضائل اور مناقب میں غرق ہو جائیں۔ اور جناب امیر کو افضل صحابہ اور تمام مومنین پیشوا تسلیم کریں۔
معاویہ اور عمر بن عاص اور مغیرہ کی نسبت کوئی کلمہ تعظیم و تکریم کا مثلاً حضرت اور رضی اللہ عنہ نہ کہیں۔ تعزیہ سازی اور مجالس مرثیہ خوانی کی کوئی ہجو یا تنقیص نہ کریں۔ نہ اُس کی قباحت اور ممانعت میں کوئی اشتہار یا تالیف شائع کریں۔
شیعہ حضرات معاویہ کو جتنا چاہیں دِل کھول کر بُرا کہا کریں۔

(اہلحدیث امرتسر ص۲ ۲۳ جون ۱۹۱۱ء)

امیر معاویہ کی لعن پر اہلسنت بُرا نہ مانیں۔ اور مجالس عزاداری امام حسین علیہ السلام میں سُنی شریک ہوا کریں۔ اور نیز حضرت علی امیر کو افضل الصحابہ تسلیم کر لیں۔

(اہلحدیث امرتسر ص۲ ۲۶ جنوری ۱۹۱۲ء)

مندرجہ بالا نظریات وہابیہ کے محدث وحید الزمان حیدر آبادی کے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ مگر وہابی ان کو محدث قرار دیتے ہیں۔

وہابیت اور خارجیت

طائفہ وہابیہ نجدیہ میں خارجیت کا بھی اثر ہے۔ جس کی شہادت دہابیہ کے مشہور عالم مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی یوں فرما کر دیتے ہیں:

"اہلِ حدیث جماعت اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ ان میں بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض ہیں۔ اور بعض کانگریسی ہیں۔" (احیاء المیت ص۲۶)

وہابیوں کے امام ابن تیمیہ کے متعلق بھی علماءِ عظام نے یہ فرمایا ہے کہ وہ خارجی تھا۔ ابنِ قیم ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہی تھا۔ بعدازاں محمد بن عبدالوہاب نجدی جس نے ابنِ تیمیہ کے مشن کو ہی ترویج دی تھی۔ اُمتِ محمدیہ کے جلیل المرتبت، محدثین، مفسرین، محققین اور علماءِ ربانی نے بھی شیخ نجدی کو خارجی قرار دیا۔ آج کل کے وہابی جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کو شیخ الاسلام، مجددِ اعظم اور ولی اللہ قرار دیتے ہیں۔ وہ بھی یقیناً خارجی ہیں۔ چنانچہ شہر سیالکوٹ کے ایک گروہ کے وہابیوں کی مقتدر شخصیت مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے اپنی کتاب "احیاء المیت" میں اپنے فرقہ کے وہابیوں کو اپنے فرقہ کے وہابی مولویوں کے متعلق ہی نصیحت کی ہے جو کہ وہابیوں کا امام اور مجدد ابنِ تیمیہ بھی سرکار علی المرتضیٰ شیرِ خدا، مشکل کشا مولائے کل کائنات رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کیا کرتا تھا۔ جیسا کہ امام المحدثین علامہ ابنِ حجر عسقلانی شارح بخاری نے "الدرر الکامنہ" نامی تصنیفِ لطیف میں اس کا خارجی عقیدہ درج کیا ہے:

قَالَ فِیْ حَقِّ عَلِیٍّ اَخْطَاءَ فِیْ سَبْعَۃَ عَشَرَ شَیْئًا۔

ابنِ تیمیہ نے سرکار علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں کہا کہ حضرت علی نے سترہ فتوے غلط دیئے۔ (الدرر الکامنہ جلد۱ ص۱۵۴ مطبوعہ حیدرآباد، غیث الغمام ص۴ مطبوعہ دہلی)

احیاء المیت صفحہ ۲۶ کا فوٹو ۲۲۶ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

میں اسلامی جمعیت کو پاش پاش کر دیا اور سیاسی لوگوں نے جیفۃ الکلاب کی حرص
میں اسلام ہی کو جواب دیدیا۔ فالی اللہ المشتکی۔

سو ایسے حالات میں بیحد ضروری جانا کہ ان ہر دو قسم کے لوگوں کو طریق اہلسنت
اور دنیا و عاقبت کی راہِ نجات بتاؤں، تاکہ مسلمانوں کی کشتی اس بھنور کے تھپیڑوں
سے محفوظ رہے۔ واللہ الموفق

جریدۂ اہلحدیث سوہدرہ اور اخبار الاعتصام گوجرانوالہ کے ایسے زہریلے
مضامین اور بعض بے احتیاط اور زبان دراز مقررین کے ایسے بیانوں سے خطرہ
ہے کہ جماعت اہلحدیث پر جو انجام بینی کے لحاظ سے بہت سادہ جماعت ہے
بُرا اثر پڑے۔ اور شیعہ سُنی اور حنفی اہلحدیث کے مسائل کے پردے میں اُن میں
یزیدی ذہنیت اور خارجی رُوح حلول کر جائے اور ترکِ تقلید کے سیلاب میں
وہ ترکِ ادب کے خس و خاشاک اور کیچڑ سے بھی آلودہ ہو جائیں، جیسا کہ واقعات
میں ہو رہا ہے۔

سو واضح ہو کہ یہ روش ائمہ متبوعین کی روش کے خلاف ہے کوئی شخص اہل
سنت کہلاتا ہوا اُن کی روش کے خلاف نہیں کر سکتا اس لئے جماعت اہل حدیث
اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکا نہ
کھائے کیونکہ ان میں سے بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض ہیں اور بعض
پرانے کانگرسی ہیں، جو کانگرس کا حق نمک ادا کرنے کے لئے ایک نہایت گہری
اور زمین دوز (under ground) تجویز کے تحت
انگریزی پالیسی Devide and conquer (تفرقہ ڈالو اور
فتح کرو) سے مسلمانوں کو اختلافی مسائل میں مشغول کر کے باہمی اتفاق میں رخنہ ڈالنے
اور مسلمانوں میں خصوصاً اہلحدیث میں تعصب پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

احیاء المیت صفحہ ۳۶ کا فوٹو

حضرت سیدنا علی کا اِسلام معتبر نہیں؟

ابن تیمیہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کے اِسلام کو بھی صحیح نہیں سمجھتا۔ اس کے اس عقیدہ کو شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی نے بیان فرماتے ہیں۔

عَلِیٌّ اَسْلَمَ صَبِیًّا وَالصَّبِیُّ لَا یَصِحُّ اِسْلَامُہٗ: یعنی حضرت علی نے بچپن کی عمر میں اسلام قبول فرمایا تھا اور بچہ کا بچپن میں اسلام قبول کرنا صحیح و معتبر نہیں ہے[1]

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے فتاویٰ میں ابن تیمیہ کا یہ عقیدہ واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ؛

اِنَّ عَلِیًّا اَخْطَاءَ فِیْ اَکْثَرَ مِنْ ثَلَاثِ مِائَۃِ مَکَانٍ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین سو سے زائد غلط فتوے دیے۔

(فتاویٰ حدیثیہ ص۱۱ مطبوعہ مصر)

واقعہ کربلا مذہبی نہ تھا بلکہ سیاسی اور حفظ و ناموس کے لیے تھا

سردار الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے ایک کتاب تصنیفِ جدید یعنی واقعہ کربلا، پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ؛

"اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں نہایت وضاحت سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ واقعہ کربلا، مذہبی نہ تھا بلکہ یہ جنگ محض سیاسی مصلحت اور حفظ و ناموس کی خاطر لڑی گئی۔ علمائے کرام کی تصدیقات بھی کتاب کے آخر میں درج ہیں۔ ہر خوبی سے یہ کتاب قابلِ مطالعہ ہے بلکہ نشر و اشاعت ضروری ہے۔ تین سو نسخے ہم نے تاجروں اور مفت تقسیم کرنے والوں کے لیے مقرر کیے ہیں؛ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۱ یکم فروری ۱۹۴۶ء)

---

[1] وہ علماء وہابی ہی ہوں گے۔ حالیہ دور میں پاکستان کے ایک خارجی نے ایک کتاب خلافت رشید بن رشید لکھی ہے۔ اس کتاب کی تائید بعض دیوبندی اور غیر مقلد وہابی مولویوں نے کی ہے۔

قارئین کرام! سردار الوہابیہ امرتسری کے تبصرہ میں خارجیت کا اثر بالکل ظاہر ہے۔ اس کی تبلیغ و تشہیر کا ذوق کس جذبہ سے ہے اور سرکار سیدنا امام عالیمقام امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کی عظمت و رفعت اور شان و شوکت لوگوں کے دلوں سے ختم کرنے اور یزید پلید کی حمایت کی نشر و اشاعت کی اپیل کس انداز سے کی گئی ہے۔

یزید سے سرکار امام حسین رضی اللہ عنہ کا مقابلہ حکومت اور ریاست کے حصول کے لیے تھا

وہابیوں کے مشہور مولوی ابو النعیم محمد عبد العظیم حیدر آبادی کا ایک مضمون امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث امرتسر میں شائع کیا ہے۔ جس میں اعلانیہ طور پر خارجیت کا پرچار اور یزیدیت کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

"حضرت امام حسین اور یزید کا مقابلہ یہ جملہ مقابلے حکومت و ریاست کی غرض سے ہوتے۔" (اہلحدیث امرتسر ص۱۱ ۲۲ ستمبر و یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء)

الویزید محمد دین بٹ سرکار امام عالیمقام شہزادۂ گلگوں قبا، راکب دوش مصطفیٰ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کی شانِ اقدس میں گستاخیاں اور بے باکیاں کرتے ہوئے خلافت رشید ابن رشید میں لکھتا ہے:

"سیدنا حسین حکومت کو بچوں کا کھیل سمجھتے ہوئے کسی کی کچھ پرواہ نہ کرتے تھے۔ اور بزرگوں کے سمجھانے کے باوجود بھی بعض اوقات جو دل میں آتا کر گزرتے تھے۔" (خلافتِ رشید ابنِ رشید ص۲۱۲)

لہ خلافت رشید بن رشید دیوبندی اور غیر مقلد وہابی مولویوں کی مصدقہ کتاب ہے۔ کیونکہ اس کے پیچھے ان فرقوں کے مولویوں کے تقاریظ موجود ہیں۔

عظمتِ حسین کا انکار

حضرت حسین تو آنحضور صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سفرِ عقبیٰ کے وقت پانچ سال کے معصوم بچے تھے۔ ان کو جلیل القدر صحابی کہنا محض غلط ہے۔" (خلافتِ رشید بن رشید ص ۱۵)

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا اسلام کے خلاف اصول

سیدنا حسین کا بیعت سے انکار کرنا۔ اس لیے تھا کہ آپ اپنے آپ کو امیر سے بہتر سمجھ کر خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے۔ جس کا ثبوت کتاب ہذا میں کافی سے زیادہ پہنچا دیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ اصول اسلام کے خلاف ہے۔ کہ کسی ایک نیک ہستی کے ذاتی خیالات اور رائے کو جمہور امت کے خلاف دین کا مقام دے دیا جائے۔ (خلافتِ رشید بن رشید ص ۱۳۴)

امیر المومنین یزید کی مخالفت کے لیے سیدنا حسین سیدنا معاویہ کی وفات کے منتظر تھے۔ جونہی انہیں سیدنا معاویہ کی رحلت کی خبر ملی تو اپنے دلی مقصد کی بر آوری کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ امیر کی اطاعت سے گریز اور اپنی خلافت کی طلب کے نتائج پیدا ہونے تک آپ نے جو کچھ کیا وہی دراصل اس تمام سلسلہ کی روحِ رواں ہے۔ جسے سمجھ لینے کے بعد قارئین بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ سیدنا حسین نے خود ہی ایسے حالات پیدا کئے تھے۔ جو بالآخر واقعہ کربلا پر منتج ہوئے۔" (خلافتِ رشید بن رشید ص ۱۸۶)

یزید کی خلافت سیدنا علی المرتضٰی کی خلافت سے اولیٰ تھی

سیدنا حسین کوفی تفرقہ بازوں کے سہارے سرکردہ مسلمانوں کی مرضی کے خلاف حکومت کا تختہ اُلٹنے کے لیے کوفہ روانہ ہو گئے۔ یہ وہ باتیں ہیں جنہیں تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے مسلمان اچھی طرح جانتے ہیں۔ یہ تاریخی حالات واضح طور پر ثابت کرتے ہیں کہ امیر المومنین یزید کی خلافت سیدنا علی کی خلافت سے بوجہ خانہ جنگی کے ہمہ جہا اعلیٰ اور اتفاق کی حامل تھی۔" (خلافتِ رشید بن رشید ص ۲۲۰)

خلافت کا جھگڑا

اہلِ حق قارئین! حقیقت سورج کی طرح روشن ہے کہ سب خلافت حاصل کرنے کا جھگڑا تھا۔ اور خلافت کی آرزو میں کربلا کا حادثہ پیش آیا۔ (خلافتِ رشید بن رشید صفحہ ۲۳)

یزید صالح تھا اور دنیائے اسلام میں اُس کا کردار بہت بلند تھا

ابو یزید محمد دین بٹ کی اسی کتاب "خلافتِ رشید بن رشید" کے آخر میں فرقہ وہابیہ کے خارجی مولوی عبد الحمید خطیب شیخوپورہ یزید کی حمایت میں اپنی یزیدیت اور خارجیت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اسلام میں یزید بن معاویہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے عربوں کے دل جیت کر بہادر ترین عرب کا خطاب حاصل کیا۔ اس بہادر اور صالح امیر یزید کے بارے میں تو دنیا کو یہاں تک غلط راہ پر ڈال دیا گیا ہے۔ کہ آج اسلام کے سپوت کا نام لینا بھی بڑی جرأت اور صبر آزمائی کا کام ہے۔ میری دانست میں دنیائے اسلام کے اس بہادر ترین عرب امیر یزید کا کردار بہت بلند تھا۔"

(خلافتِ رشید بن رشید صفحہ ۲۲۵)

یزید مظلوم شخصیت ہے

غیر مقلدین حضرات کے ابو عتیق امین خادم آف کامونکے یزید پلید کی تعریف اور اس کو امیر المومنین تسلیم کرتے ہوئے اپنی خارجیت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ:

"شیعہ حضرات نے اس کے لیے ایک مظلوم شخصیت جناب امیر المومنین حضرت یزید کو ملزم گردانا اور یہاں تک کہہ دیا کہ شہادت

ملے غیر مقلد وہابی ابو عتیق محمد امین خادم کی کتاب معارف یزید، انجمن شبان اہلحدیث (رجسٹرڈ) کامونکے نے شائع کی ہے۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

امام حسین نے حضرت یزید بن معاویہ کے حکم کے مطابق تھی جس کے لیے یہ شخصیت قابل صد احترام آج تک لعن وطعن بنی ہے"

(معارف یزید ص۱۷۴ حصہ دوم)

یزید خلیفہ حق ہے ابوعتیق محمد امین وہابی نے معارف یزید کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

"حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری سردار جماعت اہلحدیث نے بھی یزید کو خلیفہ حق تسلیم کیا ہے۔ اخبار اہلحدیث یکم جون ۱۹۱۷ء فتاویٰ ثنائیہ ص۲۰ (معارف یزید ص حصہ دوم "اہلحدیث امرتسر" ۱۸ جولائی ۱۹۲۹ء)

وہابیہ نجدیہ کے مرکزی مدرسہ رحمانیہ دہلی کے مدرس مولوی عبیداللہ مبارکپوری سرکار امام عالیمقام سیدنا حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شان اقدس میں توہین آمیز کلمات لکھتے ہیں کہ:

"معتبر تاریخی روایات سے معمولی سمجھ کا آدمی بھی یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہے کہ کربلا کا واقعہ محض اس لیے پیش آیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے قطعاً دوراندیشی اور تدبیر سے کام نہیں لیا محض بہی خواہوں کے مشوروں کو ٹھکرا دیا۔ حالات و واقعات سے آنکھیں موند لیں:

ہمارے نزدیک (یعنی وہابیوں کے نزدیک) حضرت حسین نے بے موقعہ اور بے محل و بلا ضرورت و افتراق اور شقاق و عداوت پیدا ہوگئی اور امت اسلامی کا شیرازہ بکھر گیا" (خلافت رشید بن رشید ص۲۲۳)

سانحہ کربلا سیاسی تھا وہابیہ نجدیہ کے مولوی ابوسعید شرف الدین دہلوی بھی کربلا کے اس جانکاہ واقعہ کو سیاسی قرار دیتے ہوتے اپنی خارجیت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

"یعنی یہ کہ واقعہ کربلا مذہبی جنگ نہ تھی۔ ازل میں محض سیاست اور آخر میں حفظ ناموس کی تھی۔ جو لوگ اسے مذہبی بتاتے ہیں۔ انہیں

معلوم نہیں اس میں کیا قباحت ہے " (خلافت رشید بن رشید صفحہ ۲۳۱)

وہابیہ نجدیہ کی معروف شخصیت مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کے شاگرد اور جمعیت وہابیہ کے ناظم اعلیٰ مولوی اسماعیل سلفی کانگریسی آف گوجرانوالہ بھی خارجیوں کی لسٹ میں یزید پلید کو امیر المومنین تسلیم کرتے ہوئے اپنا نام اس طرح درج کرتے ہیں کہ:

" امیر المومنین یزید کی تکفیر اور ان پر لعنت کرنے کو کوئی بھی سمجھدار اور اہل عقل ٹھیک نہیں سمجھتا " (خلافت رشید بن رشید صفحہ ۲۶۱)

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کو اپنے شاگرد کی ذہنیت کا علم تھا تب ہی تو انہوں نے اپنی کتاب " احیاء المیت " میں یزیدی روح اور خارجی ذہنیت کی اصلاح کی سرخی دے کر اسماعیل کی زیر نگرانی " الاعتصام " گوجرانوالہ شائع ہونے والے رسالہ اور اخبار اہلحدیث سوہدرہ عبدالمجید سوہدروی کی زیر نگرانی شائع ہونے والے رسالہ کے مضامین پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے :

" جریدۂ اہلحدیث سوہدرہ میں تو علی التواتر اور اخبار اہلحدیث گوجرانوالہ میں موسمی انقلاب کے طور پر بعض مضامین ایسے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور بعض ناقص العلم اہلحدیث مناظر اور مقرر ایسی تقریریں بھی کرتے رہتے ہیں جن سے بُرے نتائج نکلنے کا خطرہ ہے "
(احیاء المیت صفحہ ۱۲۲)

قارئین کرام! مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کا " یزیدی روح اور خارجی ذہنیت کی اصلاح " کی سرخی دینا یقیناً معنے رکھتا ہے۔ ان کو علم تھا کہ اسماعیل آف گوجرانوالہ اور عبدالمجید سوہدروی جو کہ دونوں ان کے شاگرد ہیں۔ ان میں خارجیت کا اثر ضرور ہے۔ تب ہی تو یہ سرخی دے کر ان کو نصیحت کی ہے

سفر کربلا حصولِ اقتدار کے لیے تھا | وہابیہ نجدیہ کے ابو عتیق محمد امین آف کامونکے نے سرکار امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفر کربلا معلےٰ کو اقتدار کا سفر قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

"حضرت کا یہ سفر کافروں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نہیں تھا بلکہ خلافت کو اپنا حق خیال کرتے ہوئے اقتدار کی خاطر حضرت امام حسین نے یہ سفر اختیار کیا تھا۔ (معارف یزید ص۱۰ ج ۱)

شہادتِ حسین کا استہزاء

وہابیہ نجدیہ کے ابو ممیتق نے سرکار سیدنا امام عالیمقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استہزاء اڑاتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"غور کریں کہ وہ کونسا اسلام ہے جو حضرت امام کی شہادت سے زندہ ہوا ہے۔ اگر نہ شہید ہوتے تو اسلام مردہ ہو جاتا۔"

(معارف یزید ص۱۲ ج ۱)

واقعہ کربلا سے اسلام مردہ ہوا ہے

نجدی خارجی نے واقعہ کربلا کو اسلام کو مردہ کر دینے والا لکھا ہے کہ:

"اگر بنظر غور دیکھا جائے تو صاف روشن ہے کہ واقعہ کربلا نے اسلام زندہ کرنے کی بجائے اسلام کو مردہ کر دیا ہے۔" (معارف یزید ص۱۵ ج ۱)

یزید امام حق ہے

نجدی نے یزید کو امام حق قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"چونکہ آپ (حضرت امام حسین) نے امام حق کے خلاف خروج کیا تھا" (معارف یزید ص۱۳)

قارئینِ کرام! وہابیہ نجدیہ کے مولویوں نے کس دلیری اور جرأت سے اپنی خارجیت سے اپنی کیا ہے اور سیدنا امام ہمام عالیمقام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض عناد اور کینہ کا ثبوت دیا ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے!
خصوصاً وہابیت کی وبا سے

سلف صالحین کی شہادتیں

وہابیوں کے خارجی ہونے کے بارے میں اسلاف نے اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے۔

چنانچہ زبدۃ المفسرین علامہ احمد صاوی رحمۃ اللہ الباری اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا آیۃ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

وَقِیْلَ ھٰذِہِ الْآیَۃُ نَزَلَتْ فِی الْخَوَارِجِ الَّذِیْنَ یُحَرِّفُوْنَ تَاوِیْلَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَیَسْتَحِلُّوْنَ بِذٰلِکَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَمْوَالَھُمْ کَمَا ھُوَ مُشَاھَدٌ الْآنَ فِیْ نَظَائِرِھِمْ وَھُمْ فِرْقَۃٌ بِاَرْضِ الْحِجَازِ یُقَالُ لَھُمُ الْوَھَابِیَۃُ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ عَلٰی شَیْءٍ اَلَا اِنَّھُمْ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ اِسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰھُمْ ذِکْرَ اللّٰہِ اُولٰئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰہَ الْکَرِیْمَ اَنْ یَّقْطَعَ دَابِرَھُمْ۔

علماء نے فرمایا ہے کہ یہ آیت ان خارجیوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو قرآن پاک اور حدیث شریف کی تاویل میں تحریف کرتے ہیں۔ اور پھر اس تحریف کے ذریعہ مسلمانوں کے خون بہانے اور مال و متاع لوٹ لینے کو جائز قرار دیتے ہیں جیسا کہ انہی جیسے لوگوں سے اس زمانہ میں بھی مشاہدہ میں آیا ہے: یہ لوگ سرزمینِ حجاز میں ایک فرقہ ہے جنہیں وہابی کہا جاتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ حق پر وہی ہیں۔ حالانکہ درحقیقت یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ شیطان نے انہیں بہکا کر اللہ تعالیٰ کی یاد سے بھلا دیا ہے۔ یہ لوگ شیطانی گروہ ہیں، اور حقیقتاً شیطانی گروہ کے لوگ ہی خسارہ میں رہنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ان کی جڑ کاٹ دے۔ (الصاوی علی الجلالین ص مطبوعہ مصر)

علامہ شامی علیہ الرحمۃ کی گواہی

حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ ملت اسلامیہ کے باغیوں کے متعلق بیان کرتے ہوئے محمد بن عبد الوہاب نجدی کو بھی ملت اسلامیہ کا باغی قرار دیتے ہوئے پُرزور الفاظ میں لکھتے ہیں کہ:

كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي اتباع ابن عَبْدِالوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وتغلبوا عَلَى الحَرَمَيْنِ وَكَانُوْا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هُمُ المسلمون وَ انّ من خالف اعتقادهم مشركون وَ استباحُوْا بِذَالِكَ قتل اهل السُّنَّةِ وَعلماءِهم حتّى كسر الله شوكتهم وخرب بلادهم وَظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلاث و ثلاثين وَ مائتين و الف۔

جیسے ہمارے زمانہ میں ابنِ عبدالوہاب کے متبعین کا وقوع ہوا کہ یہ لوگ نجد ی سے اُٹھے اور انہوں نے حرمین شریفین (مکہ مکرمہ ۔ مدینہ منورہ) پر غلبہ حاصل کرلیا۔ یہ لوگ خود کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں جو کوئی ان کے اسی بناء پر ان لوگوں نے مسلمانانِ اہلسنت اور ان کے علماء کو قتل کرنا جائز قرار دیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت کو ختم کردیا ان کے شہروں کو برباد کردیا۔ اور اسلامی افواج کو ان پر فتح دی۔ اور یہ واقعہ سنہ ۱۲۳۳ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ (شامی شریف ص ج مطبوعہ مصر)

علامہ قطب الدین دہلوی صاحب مظاہر حق نے بھی اپنی کتاب میں غیر مقلدین (جو کہ اپنے آپ کو محمدی بھی کہلاتے ہیں) کو خارجی قرار دیا ہے سو ایسا ہی وہ لامذہب جو برخلاف ساری اُمتِ مرحومہ کے ہو کر کہے کہ میں اور جو میری طرح مذہبوں سے الگ ہو کر اتباعِ حدیث کا کرے وہ محمدی ہے۔ اور باقی لوگ خاص محمدی نہیں۔ سو ایسے خارجیوں اور رافضیوں سے ترکِ موافقت لازم ہے

(حاشیہ توفیر الحق ص ۶۳، ۶۴)

دوسرے مقام پر بھی تحریر فرماتے ہیں کہ :

یہ فرقہ خارجی، معتزلی، منکرِ علماء اور اولیاء کا بے شک اہلسنت وجماعت سے باہر ہے۔ ان کے ساتھ نہ صوفی ہیں۔ نہ فقہاء۔ یہ امام خود پسندی ہیں خراب اور گمراہ۔ یا آنکہ نہ صوفیہ میں جگہ اور نہ فقیہوں میں ٹھکانا اور نہ خلف اور سلف کے

ذکر کرتے ہیں۔ (حاشیہ توفیر الحق ص۲۶،۲۷)

مولوی محمد تھانوی دیوبندی جو کہ دیوبندیوں کے اکابرین میں سے ہیں۔ نسائی شریف کے حاشیہ میں لکھتے ہیں :۔

کما سیمرق السھم الخ یریدان دخولھم ای الخوارج فی الاسلام اِنَّ الَّذِیْنَ یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ عَبْدِ الْوَھَّابِ النَّجْدِیْ یَسْلُکُوْنَ سَالکہ فی الْاُصُوْلِ وَ الْفُرُوْعِ وَیُدْعَوْنَ فِیْ بِلَادِنَا بِاِسْمِ الْوَھَّابِیِّیْنَ وَغَیْرِ الْمُقَلِّدِیْنَ وَیَزْعُمُوْنَ اَنْ تَقْلِیْدُ اَحَدَ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ شرک وَاِنَّ مَنْ خَالَفَھُمْ ھُمُ الْمُشْرِکُوْنَ وَیَسْتَبِیْحُوْنَ قَتْلَنَا اَھْلَ السُّنَّۃِ وسبی نسائنا وَغَیْرَ ذٰلِکَ مِنَ الْعَقَائِدِ الشَّنِیْعَۃِ الَّتِیْ وَصَلَتْ اِلَیْنَا مِنْھُمْ بِوَاسِطَۃِ الثقات وسمعنا ھا بعض منھم ایضا ھم فِرْقَۃٌ مِنَ الْخَوَارِجِ وَقَدْ صَرَّحَ بِہِ الْعَلَّامَۃُ الشَّامِیْ۔ فِیْ کِتَابِہٖ رد المختار وقد قول صاحب الدر المختار۔

(حاشیہ نسائی شریف ص۲۶ ج۱، از شیخ محمد تھانوی مطبوعہ مجتبائی)

نبی غیب داں احمد مجتبےٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خارجیوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اور وہ ارشاد کتب احادیث کی مستند کتاب طبرانی شریف میں درج ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا الخوارج کِلَابُ النَّار خارجی دوزخ کے کتے ہیں۔

(طبرانی شریف ص۱۱ ج۲ مطبوعہ مصر حیواۃ الحیوان ص۲۶ ج۱)

اب تو کسی قسم کا شبہ اور شک اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں نہیں ہوگا کہ وہابی نجدی خارجی ہیں۔ ان کے خارجی ہونے کا ثبوت وہابی مولویوں کی عبارتیں اور تحریریں ہی پیش کر رہی ہیں۔

ناظرینِ کرام ! وہابی اکابر نے جن اشیاء کو حلال۔ پاک قرار دیا۔ پھر اُنکی جو تہذیب اُن کی نماز عبادات۔ سرورِ عالم نورِ مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری دینے کو شرک قرار دینا۔ اہلبیت اطہار۔ صحابہ کرام اور اولیاءٔ اللہ علیہم الرضوان کی شانِ اقدس میں گستاخیاں اور بیباکیاں آپ نے ملاحظہ فرمائیں۔

یہ الوہابیت ہے

خُدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصًا وہابیّت کی وبا سے

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا ہے۔ کہ اپنے پیارے حبیبِ لبیب نبی کریم، رؤف ورحیم، قسیم وعلیم، خبیر وبشیر، شہید ونذیر احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے صدقے تمام مذاہب باطلہ سے محفوظ رکھے اور مسلکِ حق اہلسنت وجماعت پر استقامت عطا فرماتے۔ (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تھانوی کے ماموں اور وعظ کا انداز

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں۔ کہ

عبدالرحمٰن خاں صاحب مالک مطبع نظامی میرے ماموں صاحب سے ملنے آتے۔ اُن کے حقائق و معارف سُنکر بہت معتقد ہوئے۔ عرض کیا کہ حضرت وعظ فرماتیے۔ تاکہ سب مسلمان منتفع ہوں۔ ماموں صاحب نے اس کا جواب عجیب آزادانہ رندانہ دیا۔ کہا کہ خانصاحب میں ________ اور وعظ۔

صلاح کار کجا و من خراب کجا

پھر جب زیادہ اصرار کیا تو کہا کہ ہاں ایک طرح کہہ سکتا ہوں۔ اس کا انتظام کر دیجئے۔ عبدالرحمٰن خاں صاحب بیچارے متین بزرگ تھے۔ سمجھے کہ ایسا طریقہ کیا ہوگا کہ جس کا انتظام نہ ہو سکے۔ یہ سُنکر بہت اشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ حضرت وہ طریقہ خاص کیا ہے۔

ماموں صاحب بولے کہ میں بالکل ننگا ہو کر بازار میں ہو کر نکلوں۔ اس طرح کہ ایک شخص تو آگے سے میرے عضو تناسل کو پکڑ کر کھینچے۔ اور دوسرا پیچھے سے انگلی کرے ساتھ میں لڑکوں کی فوج ہو۔ اور وہ یہ شور مچاتے جائیں بھڑوا ہے رے بھڑوا، بھڑوا ہے رے بھڑوا اور اس وقت میں حقائق و معارف بیان کروں۔ کیونکہ ایسی حالت میں کوئی گمراہ تو نہ ہوگا۔ سب سمجھیں گے کہ کوئی مسخرا ہے۔ مہمل باتیں کر رہا ہے۔ (افاضات الیومیہ صفحہ ۸۳ ج ۷)

قادری کتب خانہ کی مطبوعات

سیرت حلبیہ اردو جلد اول — علامہ حلبی علیہ الرحمۃ — مترجم علامہ محمد اشرف سیالوی

الریاض النضرۃ اردو — علامہ محب طبری علیہ الرحمۃ — " پروفیسر دوست محمد شاکر

ذخائر العقبیٰ فی احوال
" " " " " " " " " "
المودۃ فی القربیٰ اردو

نعمت کبریٰ عربی۔ اردو — علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ — " پروفیسر محمد طفیل سالک

مولد العروس عربی۔ اردو — علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ — " پروفیسر دوست محمد شاکر

مورد الروی فی مولد النبی عربی۔ اردو — علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ — علامہ گل محمد عتیقی

حسن المقصد فی عمل المولد اردو — علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ — پروفیسر محمد طفیل سالک

کتاب الانوار
فی — اردو — علامہ بکری علیہ الرحمۃ — علامہ شرف الدین کشمیری
مصباح السرور والافکار

القول البدیع عربی۔ اردو — علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ — پروفیسر سید اسرار حسین شاہ بخاری